فضائلِ صلوٰۃ وسلام پر اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

لمحاتِ سعادت

در

فضائل صلوٰۃ وسلام

بر

مقطع ہر ہر سیادت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مصنّف و مرتّب

پروفیسر محمد سعید احمد خان

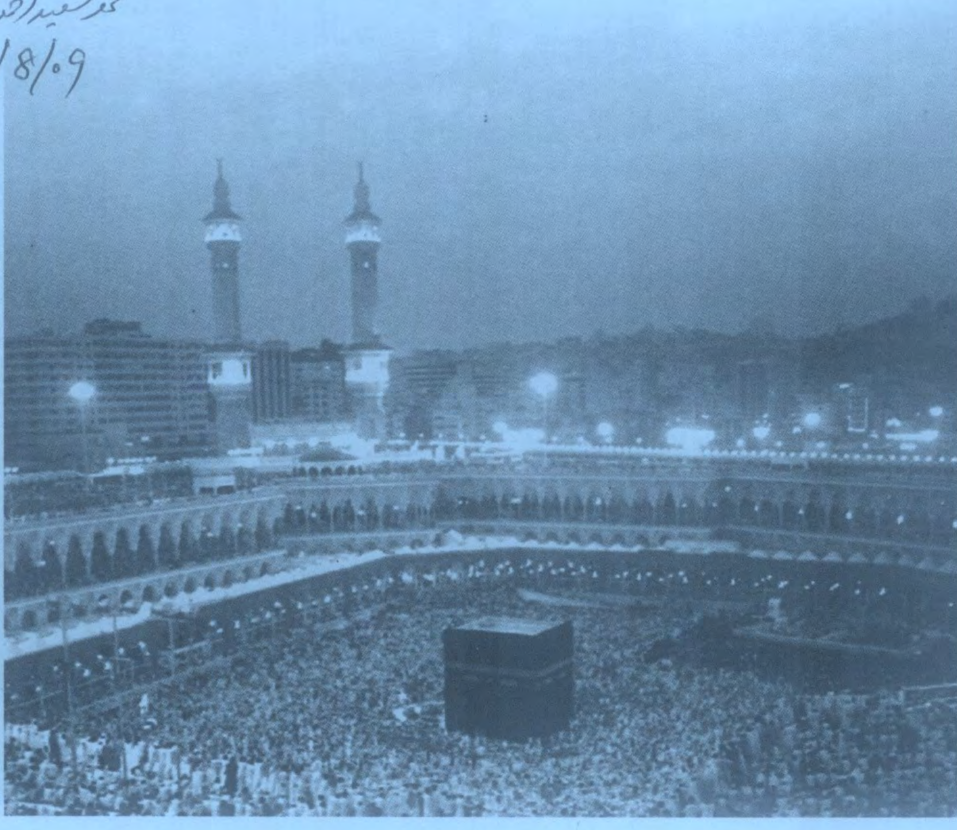
ایم اے گولڈ میڈلسٹ

کرمانوالہ بک شاپ

بسم الله الرحمن الرحيم

خال...
برادر ذی وقار علامہ مفتی خان محمد قا...
کی
نذر

محمد سعید احمد قا...
7/8/09



إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

القرآن الحکیم

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (ﷺ) پر صلوۃ بھیجتے ہیں،
اے ایمان والو! تم بھی صلوۃ بھیجو اور سلام بھیجو سلام بھیجنا

القرآن الحکیم



آقا لمحہ جو گزرا تیری یاد میں !!
اسکی شانِ سعادت پہ لاکھوں سلام

لمحاتِ سعادت

در فضائل صلوۃ وسلام
بر مقطع ہر سیادت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصنّف و مرتّب

پروفیسر محمد سعید احمد خان
ایم اے گولڈ میڈلسٹ
سابق چیئرمین ۰ شعبہ علوم اسلامیہ
و ڈین آف آرٹس
گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور

کرمانوالہ بُک شاپ
دوکان نمبر ۲۔ دربار مارکیٹ لاہور
Ph: 042 7249 515

وقت گزرا آقا جو تیری یاد میں
اُن لمحوں کی سعادت پہ لاکھوں سلام



نام کتاب :

لمحاتِ سعادت

مصنف و مرتب :

پروفیسر محمد سعید احمد خان

با اہتمام :

کرمانوالہ بُک شاپ
دوکان نمبر ۲۔ دربار مارکیٹ لاہور

اشاعت اول :

جون سنہ ۲۰۰۹

تعداد :

۱۰۰۰

ہدیہ :

مصنف و معاون کے والدین
کے لیے دعائے مغفرت

درود سعید

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى اَوْلٰنَا وَمَلِيْكِنَا وَشَفِيْعِنَا وَمَنْبَعِ السَّعَادَةِ وَمَقْطَعِ كُلِّ سِيَادَةٍ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِىْ جَآءَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا وَّعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الْمُطَهَّرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ الْمَرْضِيِّيْنَ ـ

ترجمہ: اے اللہ! صلوٰۃ وسلام بھیج ہماری جانوں کے ہم سے زیادہ مالک اور ہمارے شفاعت فرمانے والے اور تمام تر سعادتوں کے سرچشمے اور ہر ہر سرداری کی انتہا ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کہ نور عطا کرنے والے چراغ بن کر تشریف لائے اور آپ کی پاک ومطہر آل پر اور آپ کے معزز ورضا یافتہ صحابہ پر۔

(از۔ پروفیسر محمد سعید احمد خان)

انتساب

مرتب اپنی اس با قاعدہ اوّلین کاوش کو اپنے عظیم محسن و ہمدرد ملت

خالد شفیق چوہدری دام اقبالہ،

کے نام کرتا ہے

جن کی پہچان محبتیں بانٹنا ہے۔

اور دعا ہے کہ

رب کریم ورحیم نہ صرف یہ کہ ان کی

آسانیاں روز افزوں کرے

بلکہ

انہیں اہل وعیال سمیت ہر طرح کی بھلائیوں سے شاد کام فرمائے۔ آمین

بجاہ حبیبه الکریم الامین صلی اللّٰه علیه وآله وسلم

ترتیب

پیش لفظ

حَامِدًا وَّمصلّیا و مسلّما! طالب علمی کے زمانے سے ہی متعدد اساتذہ کرام کی خصوصی توجہ کی بناء پر دل و دماغ میں یہ بات نقش ہوگئی کہ ایمان نام ہے حبیب کبریا، امام الانبیاء اور شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ٹوٹ کر پیار کرنے کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت آپ سے مخلصانہ لگن کو دل و جان میں بسا لینے کا۔

۱۹۶۰ء سے ہی جمعہ کے خطبات دینے کے مواقع میسر آتے رہے جو تا حال جاری ہیں ان خطبات میں بھی زیادہ تر ذکر رسول و محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر ہی گفتگو ہوتی ہے۔ حُبّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ والد مرحوم حاجی شاہ محمد خان کی طرف سے بھی ودیعت ہوا۔ والد بزرگوار حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ پیر بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت متاثر تھے۔ وسائل کی عدم دستیابی کی بناء پر ۱۹۳۴ء میں پیدل مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں چھ ماہ تک قیام تھا۔ "قصیدہ جنی" کے آپ عامل تھے۔ میں نے یہ قصیدہ جس کا پہلا شعر یوں ہے۔

شَغْلُوْشِ قُغْرِجَشْ طَرَاشَا غَـرُوْشِ مَـرِغُوَشْ فِـرَاشَـا

زبانی یاد کیا اور آقا علیہ السلام کی خواب میں زیارت کے شوق سے نماز عشاء کے بعد مخدوم عبدالرشید حقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے پاس مخدوم رشید قیام کے دوران پڑھا کرتا تھا۔ پھر ایسا موقع بھی آیا کہ متواتر کئی سال تک نماز عصر کی ادائیگی کے بعد نماز مغرب تک صلوٰۃ وسلام کا وِرد رہتا۔ درس نظامی کی تکمیل مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان سے ہوئی۔ جہاں غزالئ زمان، رازئ دوراں علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی امید علی خان رحمۃ اللہ علیہ مفتی مسعود علی قادری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ محمد شریف اور مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم اساتذہ کرام سے استفادے کے ساتھ ساتھ متعدد مشاہیر علماء مثلاً مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام حسین گوجروی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد عمر

اچھروی رحمۃ اللہ علیہ، صاحبزادہ فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ آلومہار شریف والے اور دیگر شعلہ بیان خطباء کی تقاریر قلب و ذہن کو حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبوں سے سرشار کرتیں۔ پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے عربی میں داخلہ لینے کے بعد 1967ء میں ریڈیو پاکستان سے وابستگی کے بعد باقاعدہ تقاریر لکھنے کا آغاز کیا۔

ماحول اور مناسب رہنمائی نہ ہونے کی بناء پر اپنی تحریروں کو جمع کرنے اور کتابی شکل دینے کا اہتمام نہ کرسکا بعد میں خیال آیا کہ یہ تقاریر محفوظ کی جائیں۔ بیسیوں تقاریر، مقالات اور ''قرآن حکیم اور ہماری زندگی'' پروگرام کے لئے تحریر کی گئی آیات قرآنیہ کا ترجمہ وتشریح کی فوٹو کا پیز محفوظ ہیں مگر انہیں بھی کتابی شکل میں پیش نہ کرسکا۔

مختلف گورنمنٹ کالجز میں چھتیس سال تک تدریسی فرائض کی بجاآوری کے بعد 2006ء میں ریٹائرمنٹ اور اہم عائلی ذمہ داریوں سے عہدبرآ ہونے کے بعد اس مخفی احساس کو کہ کتاب انسان کو ہمیشہ زندہ رکھتی ہے تقویت ملی اور کتاب مرتب کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے زیرِنظر کتاب 'لمحات سعادت'' مرتب کی۔

حضور سید الاوّلین والآخرین، امام المرسلین اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا رب العالمین اور اس کے ملائکہ کا عمل ہے اور اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجیں۔

اللہ جلّ مجدہٗ کے اس حکم کی روشنی میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جاں نثار اور محبین کو کس کس انداز میں رغبت دلائی ؟ کیا کیا اجر وثواب اور فوائد وثمرات سے انہیں آگاہ فرمایا؟ اس پر تابعین سے لے کر آج تک بڑے بڑے محقق، محدث، مفسر میدان عمل میں آئے اور بڑی بڑی معرکۃ الآراء کتب ورسائل تصنیف ہوئے، ہورہے ہیں اور قیامت کے وقوع تک ہوتے رہیں گے، انشاء اللہ العزیز!

مجھے اس ایمانی وایقانی سعادت کے بحر بیکراں سے چلو بھرنے کا خیال بے شمار وجوہ میں سے درج ذیل دو کی بنا پر آیا۔

نمبر۱- میں نے عمر بھر میڈیا پر یہی سنا کہ اللہ جلّ مجدہٗ ایک بار صلوٰۃ وسلام بھیجنے والے کو دس رحمتوں سے نوازتے ہیں جبکہ اس صلوٰۃ وسلام کے کیا کیا فوائد وبرکات ہیں ان کا شمار کسی کے بس میں نہیں۔ میں نے ارادہ کیا کہ انتہائی سہل انداز میں وہ برکات عوام کے سامنے لائی جائیں۔

نمبر۲- عموماً صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے اختتام پر مختلف انداز میں مختلف اشعار پڑھتے ہیں جن میں

سے درج ذیل شعر جو گزشتہ تقریباً بیس برس سے میں اپنی جمعہ کی خطابت کے دوران جامع مسجد مدینہ این بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور میں سن رہا ہوں۔

وقت گزرا جو آقا تری یاد میں ان لمحوں کی سعادت پہ لاکھوں سلام

اس کتاب کے مرتب کرنے کا سبب بنا کیونکہ اس سے بڑھ کر سعادت مندی سے معمور کوئی لمحہ ہو ہی نہیں سکتا جو سرورِ کائنات ﷺ کے ذکر پاک اور آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے میں صرف ہو۔

یہ کتاب چالیس لمحات پر مشتمل ہے اور ہر لمحے میں ایک حدیث پاک سند کے ساتھ بیان ہوئی ہے یہ سند امام ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ کی معرکتہ الآراء کتاب ''جلاء الافہام'' سے لی گئی ہے حدیث پاک کے ترجمے کے بعد تشریح کی گئی ہے۔ اور ممکنہ کوشش کے ساتھ درود وسلام مع سند وتشریح درج کیا ہے۔ اس کے بعد سلام کے چند اشعار مختلف شعراء کے جمع کئے گئے ہیں اور آخر میں دعا ہے۔

یہ لمحات چالیس روز تک درس کی صورت میں بآسانی پڑھے جاسکتے ہیں آخر میں آلِ اطہار، ازواج مطہرات اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق تعارف یکجا کرنے کے بعد دعا کے مقامات اور وہاں صلوٰۃ وسلام بھیجنے کی اہمیت واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہِ علیٰ میں التجا ہے کہ وہ اس فقیر وحقیر، عاجز وکم علم اور عمل سے تہی دامن کی اس مخلصانہ کاوش کو قبول فرما کر اسے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے اتحاد و یکجہتی کا ذریعہ بنائے اور آپ ﷺ کے محبین صادقین کو قیامت کے دن آپ ﷺ کا جنت الفردوس میں قرب عطا فرمائے، تاکہ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ کے مصداق جب جنت میں بھی اللہ جلَّ مجدہٗ اور اس کے ملائکہ اس حبیب مکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم ومطاع مکرم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجیں تو ہم مومنین بھی ان کے ہمنوا بن سکیں۔ آمین۔

لمحہ نمبر ۱

فرمانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (جلاء الافہام، صفحہ ۲۰، رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جس کسی نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

سند حدیث:

اس حدیث مبارکہ کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا جسے العلاء بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اسے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے، صحیح ہے اور بعض روایات میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔

"مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً کُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ"

ترجمہ: جس کسی نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی گئیں۔

یہ الفاظ ابن حبان نے ذکر کئے ہیں۔ مذکورہ بالا محدثین کے علاوہ امام الدارمی رحمۃ اللہ علیہ، اسماعیل قاضی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے بیان کیا ہے۔

توضیح:

اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے آخر میں بھیجے جانے والے رسول حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو جن خصائص، فضائل اور کمالات سے بہرہ مند فرمایا ہے ان سے پوری طرح نہ کوئی آگاہ ہو سکا اور نہ ہی قیامت تک باخبر ہو سکے گا۔ اس بحر بے کنار میں غوطہ زن ہونے والے کو تحیر صرف یہ کہنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

آپ سے قبل جتنے انبیاء و رسل عظام سلام اللہ علیہم بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے دنیا میں تشریف لائے اور انفرادی خصائص وکمالات سے نوازے گئے وہ تمام فضائل وکمالات آپ ﷺ کی ذات اقدس میں جمع کر دیئے گئے۔ایک عربی شاعر اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے۔

وَلِكُلِّ نَبِيٍّ فِي الْاَنَامِ فَضِيْلَةٌ
وَجُمْلَتُهَا مَجْمُوْعَةٌ لِّمُحَمَّدٍ

ترجمہ: اور ہر نبی سلام اللہ علیہ کے لئے لوگوں میں ایک فضیلت وشرف ہے اور وہ تمام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

ایک مرتبہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے باہم انبیاء سابقین کے فضائل وکمالات کا ذکر کیا اور کہا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا' دوسرے نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔کلام کرنا اور نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں اور نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے چن لیا ہے۔پس رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور فرمایا کہ میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا متعجب ہونا سن لیا ہے یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہی ہیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ' حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی روح اور کلمہ ہی ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے صفی بنایا ہے اور وہ ایسے ہی ہیں' آگاہ رہو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور اس پر فخر نہیں اور میں ہی قیامت کے دن حمد کے جھنڈے کو اٹھانے والا ہوں گا جس کے نیچے حضرت آدم و ماسوا ہوں گے اس پر کوئی فخر نہیں میں ہی قیامت کے دن شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت ہی قبول ہوگی اس پر کوئی فخر نہیں اور میں ہی سب سے پہلے جنت کی زنجیر ہلاؤں گا۔اللہ تعالیٰ میرے لئے اسے کھولے گا۔

پھر مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ غریب اہل ایمان ہوں گے اور میں ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں اولین و آخرین میں سے سب سے زیادہ معزز ہوں گا۔اس پر میں فخر نہیں کرتا۔

(ترمذی' دارمی' بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۱۳)

اس حدیث مبارکہ میں نبی رحمت' محسن انسانیت ﷺ نے بڑی وضاحت وصراحت کے ساتھ اپنے افضل الخلق ہونے کو بیان فرما کر اللہ تعالیٰ کا محبوب ہونا بیان فرما دیا ہے۔محبّ کے ہاں ذکر حبیب کی اہمیت سے کون نا آشنا ہو سکتا ہے۔جب کوئی بھی اہل ایمان حضور سید عالم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے

ہوئے اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہے کہ اے اللہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت بھیج تو وہ اسے محبوب یاد دلانے پر اپنی طرف سے دس رحمتوں کا حقدار بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ وہ ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیاں عطا کرتا ہے اور علماء بیان کرتے ہیں کہ ایک چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی احد پہاڑ کے برابر ہوتی ہے مگر رحمت کے وزن اور اس کی وسعت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور جس طرح نیت کا اخلاص ایک نیکی کو سات سو نیکیوں بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ تک لے جاتا ہے۔ اسی طرح حُب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی جس قدر خلوص وللّٰہیت زیادہ ہوگی۔ اسی قدر رحمتوں میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا۔ یہ ہر کلمہ طیبہ پڑھنے والے مرد وعورت پر منحصر ہے کہ وہ کتنے انہماک اور خلوص کے ساتھ اللہ جلّ مجدہٗ کے حبیب مکرم اور اولاد آدم کے شفیع معظّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا اہتمام کرتا ہے۔ اسی حقیقت کو حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک اور ارشاد میں یوں بیان فرمایا ''حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی بھی مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اب یہ بندے کی مرضی ہے کہ وہ کم درود شریف پڑھے یا زیادہ۔ ترمذی شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ درود بھیجنے والے پر دس رحمتیں بھی بھیجتا ہے اور اس کیلئے دس نیکیاں بھی لکھ دیتا ہے۔ (ترمذی، صفحہ نمبر ۶۴، ج۱)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسی ضمن میں ایک اور ارشاد یہ بھی ہے کہ صرف ایک بار درود شریف پڑھنے پر اللہ تعالیٰ دس نیکیاں لکھتا ہے۔ دس گناہوں کو مٹاتا ہے اور اس کے جنت میں دس درجے بلند فرما کر اس پر اسی درود کی مانند رحمت بھیجتا ہے۔ (جامع صغیر، ج۱)

درود پاک کی اسی برکت، رحمت اور عظمت کے پیش نظر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین عظام اور ہمارے دیگر اسلاف بکثرت درود سلام بھیجا کرتے۔

اللہ کریم ہمیں بھی سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود وسلام بھیجنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درود شریف

درج ذیل درود پاک کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، مالک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا۔

سیدنا حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں بیٹھے ہوئے

تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ وہاں تشریف لائے۔ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہمیں اللہ جلّ مجدہٗ نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ تو ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا، تم کہو۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ اٰلِ اِبْرٰھِمَ"۔ (وَالسَّلَامُ کَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ) (جلاء الافہام صفحہ نمبر ۸)

"اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد ﷺ پر اور آلِ محمد پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا آلِ ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد اور آلِ محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل کی آل ابراہیم پر"۔

اس کے بعد فرمایا: کہ سلام بھیجو جیسا کہ تم جان چکے ہو۔

یاد رہے کہ وہ تمام احادیث مبارکہ کہ جن میں یہ فرمایا گیا ہے کہ سلام اس طرح جیسا کہ تم جان چکے ہو۔ اس سے مراد وہی سلام ہے جو اہل ایمان نماز کے تشہد میں پڑھتے ہیں یعنی:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ"۔

ترجمہ: "اے نبی ﷺ آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات"۔

یہ مذکورہ بالا درود پاک اس سے قدرے مختلف ہے جو ہم احناف نمازوں میں پڑھتے ہیں۔

ہم حضور سیّد عالم ﷺ کے امتی سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اپنے لئے بہترین نمونہ تسلیم کرتے ہیں اور آپ کے احسان مند ہیں کہ آپ نے تعمیرِ کعبہ کے وقت اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر جب اسے تعمیر کر لیا تو اللہ کریم کے حضور جو دعائیں مانگیں۔ ان میں ایک دعا یہ بھی تھی کہ:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْھِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝"۔ (البقرۃ:۱۲۹)

ترجمہ: "اے ہمارے پروردگار ان میں انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ فرمائے۔ یقیناً تیری ذات غلبے اور دانائی والی ہے"۔

انہوں نے ہمارے ذی شان رسول ﷺ کی تشریف آوری کی دعا مانگی۔ رب کریم نے ہمیں ان پر درود بھیجنے کا حکم دے کر ان کی احسان مندی کو قبول کر کے اس کا شکریہ ادا کرنے پر مامور فرما دیا۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود سلام پڑھنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہے۔

☆

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں — اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
کل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا — اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
مَطلَعِ ہر سعادت پہ اسعد درود — مَقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور — بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان

السلام اے سبز گنبد کے مکیں — السلام اے رحمۃ للعالمین

دعا

رَبَّنَا ظَلَمۡنَآ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ○

(القرآن)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔

لمحہ نمبر۲

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِيْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَیَّ (رواہ الترمذی) جلاء الافہام ص۱۴)

ترجمہ: سیّدنا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بخیل ہے وہ شخص کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔

سند حدیث:

اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ زیاد بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو عامر العقدی رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن بلال رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے عمارۃ بن غزیۃ رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے عبداللہ بن علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنے باپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے باپ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور اسے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور الحاکم نے بھی روایت کیا ہے۔

عبدالرزاق المھدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث جید یعنی عمدہ ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الیوم واللیلۃ" میں اسماعیل قاضی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ الحاکم نے اسے صحیح کہا اور امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے موافقت کی اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "الفتح" میں ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ درجۂ حسن سے کم نہیں ہے۔

توضیح:

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس ارشاد عالیہ میں اپنی امت کو ایک اچھوتے انداز میں صلوٰۃ

وسلام کی اہمیت سے آگاہ فرمایا ہے۔ بخیل بخل کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اردو زبان میں کنجوس کا لفظ بھی اسی کا مترادف ہے۔ بخل کرنا بد خُلقی ہے۔ عموماً یہ لفظ جائز ضرورت کے مطابق مال خرچ نہ کرنے والے کے متعلق استعمال کیا جاتا ہے اور حدیث مبارکہ میں واضح طور پر اعلان کر دیا گیا ہے کہ بخیل جنت میں داخل نہ ہوگا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔

بخیل اربود زاہد بحرو بر　　　　بہشتی نباشد بحکم خبر

یعنی بخیل شخص اگرچہ خشکی اور تری میں عبادت کرنے والا ہو۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ بخل انسان کو فطرتاً خسیس اور کمینہ بنا دیتا ہے۔ کنجوسی کی بنا پر انسان اپنے پاس مال و زر کی کثرت کے باوجود ذہنی طور پر غریب و نادار رہتا ہے۔ اچھی خوراک، اچھا لباس، اچھی بود و باش اور معاشرتی وقار سے محرومی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ غرض یہ وہ بد خلقی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناراضگی کا موجب ہے۔ جب مال و دولت کے ضمن میں اس کی خرابی عیاں ہے تو ایک ایسی نعمت عظمیٰ کے سلسلے میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو خصوصی طور پر عطا کی گئی ہے اور بھی زیادہ قبیح اور مذموم ہے، درود و سلام اللہ جل مجدہٗ اور اس کے فرشتوں کا محبوب ترین عمل ہے جس کی بدولت انسان نہ صرف حبیب کبریا، شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قرب حاصل کرتا ہے بلکہ روحانی تسکین کا اس سے بہتر اور کوئی سامان دنیا میں نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اہل ایمان کے لئے رب تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام ہیں اور اس نعمت کبریٰ کے عطا کرنے پر رب کریم و رحیم و عظیم نے اپنا احسان جتلایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہی اپنے اندر دنیا و عقبیٰ کی صلاح و فلاح کا حقیقی سامان لئے ہوئے ہے اور قرآن حکیم میں مومنوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و توقیر بجالانے اور کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر آپ کو محبوب تر بنا لینے کا حکم ہے اس لئے اس سے بڑھ کر کوئی اور بدنصیبی و کنجوسی ہو ہی نہیں سکتی کہ آپ کا ذکر سن کر بے ساختہ زباں سے میں صدقے یا رسول اللہ میں قربان یا حبیب اللہ نہ نکلے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

یہاں تو سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا ذکر سن کر درود و سلام نہ بھیجنے والے کو بخیل قرار دیا۔ ایک اور ارشاد میں جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں اس سے بھی بڑھ کر ہمیں تنبیہ میسر آتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا فَلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا كَانَ مَجْلِسُهُمْ عَلَيْهِمْ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنْ شَاءَ، عَفَا عَنْهُمْ، وَاِنْ شَاءَ

اُخذَھم (جلاء الافہام، صفحہ ۲۷)

ترجمہ: جب بھی لوگ بیٹھے اور انہوں نے نہ تو اللہ کا ذکر کیا اور نہ ہی اپنے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر درود بھیجا تو ان کی یہ مجلس قیامت کے دن ان پر حسرت وندامت کا موجب ہوگی۔ اگر اللہ چاہے تو انہیں معاف فرمادے اور اگر چاہے تو ان کا مواخذہ کرے۔

اللہ اکبر، کیا مرتبہ و مقام ہے درود پاک کا کہ اللہ جلَّ مجدہٗ کے ہاں مومن کہلانے والوں کی کوئی مجلس، کوئی محفل، کوئی نشست، کوئی بیٹھک خواہ وہ تین افراد پر مشتمل ہو یا اس سے زیادہ پر اس وقت تک باریاب یا بامقصد نہیں ہوسکتی جب تک اس میں ذکر الٰہی اور صلاۃ وسلام نہ ہو۔ بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجلس کے شرکاء بیٹھے یا کھڑے ذکر الٰہی اور درود وسلام نہ پڑھیں۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ ایسے لوگ جنت میں داخل ہونے کے باجود صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کا اجر وثواب دیکھ کر حسرت وندامت میں مبتلا رہیں گے۔

کس قدر خوش نصیب ہیں وہ افراد جو اپنی ہر مجلس میں سرور دو جہاں، رحمت عالمیاں اور فخر انس و جان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر درود وسلام بھیجنے میں سستی یا کوتاہی کے مرتکب نہیں ہوتے اور آخرت میں پیمانے بھر بھر کر ثواب پانے اور درجات کی بلندی کا اپنے آپ کو حقدار بناتے رہتے ہیں اور وہ لوگ تو اور بھی لائق تحسین ہیں جو ایسی مجالس کی تلاش میں رہتے ہیں جن میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر بکثرت صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ حدیث مذکورہ میں بیان کردہ یہ بات بھی انتہائی اہم ہے کہ اگر اللہ چاہے گا تو ان کا مواخذہ بھی کرے گا۔ کتنی سخت باز پرس ہوگی یہ کہ اللہ کریم فرمائے گا کہ تم کیسے مومن و مسلم تھے کہ ایک جگہ جمع ہوئے اور میرے ذیشان رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر تم نے صلوٰۃ وسلام بھی نہ پڑھا۔ یہ بخل اور مواخذہ انتہائی ذلت و پریشانی کا سبب ہوگا۔

درود شریف

اس درود پاک کو امام مسلم نے اس سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان سے یحییٰ بن یحییٰ نے بیان کیا۔ اور ان کے علاوہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے نعیم بن المجمر رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت محمد بن عبداللہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی روایت کی ہے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص آیا اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھ گیا، اور ہم بھی آپ کے پاس تھے۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ اے اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم آپ پر

سلام بھیجنا تو ہم جان چکے ہیں۔ اپنی نمازوں کی ادائیگی کے وقت آپ پر صلاۃ کیسے بھیجیں؟

راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ ہم یہ چاہ رہے تھے کہ یہ شخص آپ ﷺ سے سوال نہ کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ جب تم مجھ پر درود بھجو تو کہو:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ ۔ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ" ۔

(جلاء الافہام صفحہ نمبر ۹)

ترجمہ: "اے اللہ درود نازل فرما حضرت محمد نبی اُمّی پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر درود بھیجا۔ اور برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر نازل فرمائی"۔

مندرجہ بالا درود پاک میں النبی الامی کے کلمات امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کئے ہیں۔

اس میں بھی وہی کلمات ہیں کہ سلام اس طرح بھیجو جیسا کہ ہم تمہیں بتا چکے ہیں۔

یعنی:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ" ۔

آپ ﷺ کے متعدد ارشادات میں جنہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے بڑی صراحت کے ساتھ یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تشہد خود سکھایا اور اس میں سلام کے مذکورہ کلمات کی تعلیم دی۔

ایسا ہرگز ہرگز کہیں بھی درج نہیں کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ فرمایا ہو کہ یہ کلمات واقعۂ معراج کی رات مجھے ملے تھے۔ اور تم پس روایت کے طور پر ہر نماز کی پہلی دو رکعتوں کے بعد ان کو پڑھ لیا کرو اور بس۔ یا یہ کہ خبردار جو کلمات درود کے میں تمہیں عطا کر رہا ہوں۔ انہیں نماز سے خارج ہونیکی حالت میں پڑھنا۔ اور سلام کے ان کلمات کو کبھی نہ پڑھنا۔ یا یہ کہ جب میرے روضۂ اطہر پر حاضری ہو تو پڑھ لینا ورنہ مت پڑھنا۔

اے اہل ایمان! ذرا سوچو تو ہم آقا علیہ السلام پر سلام کے ضمن میں کیوں باہم دست و گریبان ہیں۔ اللہ

سلام بھیجنا تو ہم جان چکے ہیں۔ اپنی نمازوں کی ادائیگی کے وقت آپ پر صلاۃ کیسے بھیجیں؟

راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ ہم یہ چاہ رہے تھے کہ یہ شخص آپ ﷺ سے سوال نہ کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ جب تم مجھ پر درود بھجو تو کہو:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ ◌ِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ ۔ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ" ۔

(جلاء الافہام صفحہ نمبر ۹)

ترجمہ: "اے اللہ درود نازل فرما حضرت محمد نبی اُمّی پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر درود بھیجا۔ اور برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر نازل فرمائی"۔

مندرجہ بالا درود پاک میں النبی الامی کے کلمات امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کئے ہیں۔

اس میں بھی وہی کلمات ہیں کہ سلام اس طرح بھیجو جیسا کہ ہم تمہیں بتا چکے ہیں۔

یعنی:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ" ۔

آپ ﷺ کے متعدد ارشادات میں جنہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے بڑی صراحت کے ساتھ یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تشہد خود سکھایا اور اس میں سلام کے مذکورہ کلمات کی تعلیم دی۔

ایسا ہرگز ہرگز کہیں بھی درج نہیں کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ فرمایا ہو کہ یہ کلمات واقعۂ معراج کی رات مجھے ملے تھے۔ اور تم پس روایت کے طور پر ہر نماز کی پہلی دو رکعتوں کے بعد ان کو پڑھ لیا کرو اور بس۔ یا یہ کہ خبردار جو کلمات درود کے میں تمہیں عطا کر رہا ہوں۔ انہیں نماز سے خارج ہونیکی حالت میں پڑھنا۔ اور سلام کے ان کلمات کو کبھی نہ پڑھنا۔ یا یہ کہ جب میرے روضۂ اطہر پر حاضری ہو تو پڑھ لینا ورنہ مت پڑھنا۔

اے اہل ایمان! ذرا سوچو تو ہم آقا علیہ السلام پر سلام کے ضمن میں کیوں باہم دست و گریبان ہیں۔ اللہ

کریم نے تو آقا علیہ السلام کے متعلق "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" (القرآن) فرما کر انہیں ہماری جانوں کے قریب تر کر دیا ہے۔ اللہ کریم ہماری شہ رگ سے قریب تر نبی علیہ السلام مومنوں کی جان سے قریب تر۔ خدارا اللہ جل شانہ کی مانو اور نفس کے فریب میں مت آوَ۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

خود اللہ جلّ مجدہٗ کا اپنا یہ عمل ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

دل کی سیاہی دور ہو۔ سینہ صفا پر نور ہو۔ جس کا وظیفہ ہو گیا۔

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

کس کی مجال دم بھرے　　صفت رسول کی کرے

جس پر خدا نے خود کہا　　صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

محمد یوسف نگینہ

السلام اے سرور دنیا و دیں　　السلام یا رحمۃً للعالمین

دعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (القرآن)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

☆☆☆☆

لمحہ نمبر ۳

فرمانِ رسول ﷺ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قال، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَلَا دِيْنَ لَهُ" (جلاء الافہام، صفحہ ۲۵)

ترجمہ: سیّدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے مجھ پر درود نہ بھیجا اس کا کوئی دین نہیں۔

امام بیہقی نے الشعب کے صفحہ ۴۳ پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی جو حدیث مبارکہ بیان کی اس میں کلمات یہ ہیں مَنْ لَّمْ يُصَلِّ فَلَا دِيْنَ لَهُ، یعنی جس نے صلوٰۃ نہ بھیجی اس کا کوئی دین نہیں۔ اس میں کلمہ عَلَيَّ نہیں ہے۔

سندِ حدیث:

اس حدیث پاک کو محمد بن حمدان المروزی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن خبیق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ نے سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ایک آدمی سے، انہوں نے حضرت زرّ رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

عبدالرزاق المھدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث مبارکہ کی اسناد میں عبداللہ بن خبیق رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا ذکر امام ابن ابی حاتم نے اپنی ''الجرح والتعدیل'' میں نہیں کیا۔

اور اس سند میں یوسف بن اسباط بھی ہے جسے امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ کہا اور ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس سے دلیل نہیں لی جاتی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے متعلق کہا کہ ان کی کتب دفن کر دی گئی تھیں کیونکہ یہ احادیث اس طرح بیان نہ کرتا تھا جیسا کہ بیان ہونی چاہئیں اور ایک بات اس سند میں یہ ہے کہ حضرت زرّ رحمۃ اللہ علیہ نے جس آدمی سے روایت کی وہ مجہول ہے یعنی اس کے نام کا ہی علم نہیں اور اس بات سے یہ استدلال ہوتا ہے کہ اس حدیث کی اصل ہی نہیں۔

وہ مزید لکھتے ہیں کہ امام البیہقی نے ''الشعب'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مَنْ لَّمْ یُصَلِّ فَلَا دِیْنَ لَهٗ''۔ ترجمہ: جس نے درود نہ بھیجا اس کا کوئی دین نہیں۔

بہر کیف یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ محدثین کے ہاں اس حدیث کا چرچا ہے۔ صرف کلمہ عَلَیَّ پر بحث ہے۔

توضیح:

حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس ارشاد مبارک میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کہ ''اے مومنوتم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجو'' کی تاکید کو بڑے سخت الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ دین اسلام کی تمام تر نعمتیں اہل ایمان کو اسی دانائے سبل، مولائے کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے نصیب ہوئی ہیں اور اللہ جل مجدہٗ کی محبت کا حصول آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے ساتھ مختص کر دیا گیا ہے اس در سے مفر کسی بھی صورت میں ممکن ہی نہیں۔ ان سے پھرنا درحقیقت رب تعالیٰ سے پھرنا ہے۔ ان سے جڑنا اللہ تعالیٰ سے جڑنا ہے۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی توحید باری تعالیٰ کے دلائل کو انتہا تک پہنچایا ہے۔ آپ سے قبل تمام انبیاء علیہم السلام توحید باری تعالیٰ کی دعوت دیتے چلے آئے۔ ہر ایک نبی سلام اللہ علیہ کی دعوت یہ تھی کہ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا یعنی ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور جب کسی نبی علیہ السلام سے اس کی امت کے لوگ یہ سوال کرتے کہ جس معبود واحد کی ذات لاشریک کی طرف آپ ہمیں بلا رہے ہیں کیا آپ نے انہیں دیکھا ہے تو جواب ملتا دیکھا نہیں محض اس کی قدرت، طاقت اور عظمت کی نشانیوں سے پہچانا ہے۔ کسی نے کہا کہ میں نے کشتی نوح کے کنارے لگنے سے۔ کسی نے کہا میں نے نار نمرود کے گل وگلزار بننے سے۔ کسی نے کہا کہ میں نے اسمٰعیل علیہ السلام کے تیز دھار چھری کے نیچے زندہ بچ جانے سے، کسی نے کہا میں نے پہاڑ سے بچے سمیت اونٹنی کے نکلنے سے، کسی نے کہا کہ میں نے طور پر اس سے ہمکلام ہونے اور مردوں کے زندہ ہو جانے سے، کسی نے کہا کہ میں نے پیدا ہوتے ہی کلام کرنے سے، اسے جانا اور پہچانا ہے مگر سرور انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ رب تعالیٰ کی بُرہان یعنی سب سے بڑی دلیل بن کر آئے۔ مازاغ کے سرمے سے آنکھیں سجا کر آئے۔ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى کے ساتھ سج دھج کر آئے اور لوگوں کو سمجھایا، انتہائی حکمت و موعظت کے ساتھ متوجہ کیا کہ کعبۃ اللہ میں تمہارے ہاتھوں سے تراشے تین سو ساٹھ

معبودان باطلہ تمہارے رب نہیں۔ تمہارا رب تو صرف ایک ہے جس نے تمہیں اپنی مرضی کی شکل و صورت دے کر تخلیق کیا ہے۔ کچھ عرصے تک تو انہوں نے اذیتیں دے دے کر مشکلات کے پہاڑ کھڑے کر کے آپ کو جھٹلانے کی کوششیں کیں مگر آخرکار ''تنگ آمد بجنگ آمد'' کے مصداق یہ سوال کر ڈالا کہ کہاں ہے رحمان، کہاں ہے وہ جس نے آخرت قائم کرنی ہے۔ فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۔ وہ عرش پر مستوی ہے۔ وہ بولے کیا تم نے انہیں دیکھا ہے تو جواب تھا آج رات کے تھوڑے سے حصے میں ہم مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک گئے وہاں سے ساتوں آسمانوں پر بلائے گئے۔ بیت المعمور کو پیچھے چھوڑا۔ سدرۃ المنتہیٰ گرد راہ بنی اور پھر ہمیں رفرف وہاں تک لے گیا جہاں جلوؤں ہی جلوؤں کی فرمانروائی تھی اور آوازیں آنے لگیں۔ اَقْرِبْ مِنِّیْ یَا مُحَمَّدُ اُدْنُ مِنِّیْ یَا اَحْمَدُ اور پھر وہ مقام آیا کہ قوسین کے فاصلے بھی سمٹ گئے اور ہم دیدار سے ایسے بہرہ یاب ہوئے کہ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى آنکھیں جو کچھ وہاں دیکھ رہی تھیں وہ حقیقت تھی۔ سراب نہ تھی۔ رویت عین سے ہی ہم نوازے گئے۔ اب تو کہہ دو اللہ احد، اللہ الصمد۔ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔ اتنی عظمتوں سے نوازے جانے والے ذی شان رسول ﷺ پر تصدق ہونا۔ وارے وارے جانا ہی تو اہل ایمان کی حقیقی، سچی پکی پہچان ہے۔ آپ کے امتی کہلائیں اور آپ پر صلوٰۃ وسلام نہ بھیجیں تو ہمارا دین کیسے بچے گا۔ ہماری دینداری کیونکر صحیح سمت اختیار کر سکے گی۔ محض زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہہ دینا۔ محض مال صدقہ کر دینا، محض حج کر لینا، محض روزے رکھ لینا اور انسانی فلاح وصلاح کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے لینا ہی کافی نہ ہوگا۔ اس ایمان واسلام کی نعمت لانے والے حبیب کبریا، امام انبیاء، منبع صدق وصفا اور معدن جود وسخا پر جھوم جھوم کر، روحانی، ایمانی اور ایقانی لذتوں کو مجتمع کر کے صلوٰۃ وسلام بھیجنا ہوگا۔ ہمہ دم بھیجنا ہوگا۔ بکثرت بھیجنا ہوگا۔

کیا خوب کہا مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے۔

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں ان کے باوجود مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ کٹ مروں خواجۂ بطحا (یثرب) کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

اب پڑھیے آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ ''جس نے مجھ پر صلوٰۃ نہ بھیجی اس کا کوئی دین نہیں۔ آیئے

وجد و سرور کی کیفیت طاری کر کے پڑھیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

درود شریف

امام ابن قیّم الجوزیہ لکھتے ہیں کہ درج ذیل درود پاک کو صحاح، مسانید اور سنن لکھنے والے تمام حضرات نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے اور کہنے لگے کہ کیا میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں؟ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ تو ہم نے عرض کیا، کہ ہم یہ تو جان چکے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کس طرح بھیجیں، آپ یہ فرمائیں! کہ ہم آپ پر صلوٰۃ کس طرح بھیجا کریں تو آپ نے فرمایا تم کہو۔ (جلد الافہام صفحہ:۱۰)

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"۔ (جلاء الافہام صفحہ نمبر۱۰)

ترجمہ: "اے اللہ! تو درود بھیج حضرت محمد اور آلِ محمد پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم پر اے اللہ تو برکت نازل فرما محمد اور آلِ محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل کی ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر یقیناً تو تعریف کے لائق۔ بزرگی والا ہے"۔

یہ وہ درود ابراہیمی ہے۔ جو ہم اہل سنت و جماعت یعنی فقہ حنفی کے پیرو، نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ اور سلام تو تمام فقہی مسالک کے پیرو ایک ہی پڑھتے ہیں۔

یہ یاد رہے کہ درود ابراہیمی چند مختلف کلمات کے ساتھ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے رواۃ کے ذریعے محدثین رحمہم اللہ تک پہنچا۔ اور انہوں نے بڑی احتیاط کے ساتھ اسے قیامت تک آنے والے اہل ایمان تک پہنچایا۔

اس لئے اہل ایمان کے مختلف گروہ جب درود ابراہیمی مندرجہ بالا درود سے چند مختلف کلمات کے ساتھ پڑھیں۔ تو اس پر متعجب ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی اس شک میں مبتلا ہونے کی ضرورت

ہے کہ ہم جو درود ابراہیمی پڑھ رہے ہیں یہ کیوں مختلف ہے جو جو امتی جن کلمات کے ساتھ بھی پڑھنے میں مصروف ہے اس کی نماز بھی ہو جاتی ہے۔ اور وہ پورا پورا ثواب بھی پا رہا ہے۔ مثلاً ہم روزانہ ٹی وی پر سعودی چینلز پر اذان کے بعد سنتے ہیں کہ وہ جب درود ابراہیمی پڑھتے ہیں تو کلمہ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ کے بعد کہتے ہیں فی العالمین۔ تو اس پر متعجب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ محدثین نے ان کلمات کا ذکر بھی کیا ہے۔ آقا علیہ السلام کی زبان اقدس واطہر سے نکلنے والے تمام کلمات امت کے لئے ہیں۔ اور امت کے مختلف طبقات سے یہ سب انداز قیامت تک ادا ہوتے رہیں گے۔ اس لئے ان امور میں الجھنا یا ایک دوسرے کو اپنے سے کم تر قرار دینے کی روش کو قطعی انداز میں ختم کر کے نفرتوں کدورتوں، کینوں، تعصب اور ضد کو ہر صورت میں نکالنا ہوگا۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

ایسا کرنے میں فرشتوں کی موافقت کرنا ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوعِ انسانی
سلام اے سرِّ وحدت اے سراج بزمِ ایمانی
رہے یہ عزت افزائی رہے تشریف ارزانی
تیری صورت، تیری سیرت، تیرا نقشہ، تیرا جلوہ
تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی
سلام اے آتشیں زنجیرِ باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

ابوالاثر حفیظ جالندھری

السلام اے حاضر و ناظر رسول
یہ سلامِ عاجزانہ ہو قبول

دعا

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(القرآن)

ترجمہ: اے ہمارے پالنہار! ہم پر صبر اتار اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

درود تاج

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ دَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ط اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِى اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ط سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ط جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُنَوَّرٌ فِى الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ط شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ط جَمِيْلِ الشِّيَمِ ط شَفِيْعِ الْاُمَمِ ط صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ ط وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِى الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلٰنَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ اَبِى الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ يٰۤاَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

لمحہ نمبر۴

فرمانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِی یَوْمٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ (جلاء الافہام حدیث ۴۱، صفحہ ۲۹)

ترجمہ: سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جس کسی نے مجھ پر دن میں ہزار مرتبہ درود بھیجا وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھے بغیر نہ مرے گا۔

مشہور محدث یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اسے ثقہ حدیث قرار دیتے ہیں۔

سند حدیث:

اس حدیث مبارکہ کو العشاری رحمۃ اللہ علیہ نے الحکم بن عطیہ کی حدیث سے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے سیّدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے۔

امام الحافظ ابوعبداللہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اَلصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم'' میں کہا کہ میں اس حدیث کو صرف الحکم بن عطیہ کے حوالے سے جانتا ہوں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں سوائے اس کے کہ ابوداؤد الطیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ یہ حدیث امام یحیٰی بن معین سے روایت ہوئی ہے اور انہوں نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

اسے امام السخاوی رحمۃ اللہ علیہ، ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ، ابن سمعون رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور امام الضیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ''المختارۃ'' میں اس کی تخریج کی ہے۔

توضیح:

اللہ جلّ مجدہٗ وعزّ اسمہ نے سیّدنا حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا اور اعلان فرمایا کہ میری طرف سے اولاد آدم کو ہدایت عطا کی جائے گی اور اس ہدایت کے مطابق زندگی بسر کرنیوالے

ہی ہر طرح کے دنیوی اور اخروی مصائب و آلام اور غم و دکھ سے آزاد کئے جائیں گے۔ ایسے افراد ہی جنت کے حقدار بنائے جائیں گے۔ قرآن حکیم میں ہے

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۔

ترجمہ: پس جو شخص آگ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو یقیناً وہ کامیاب ہوا۔

اس کے علاوہ کتنی ہی آیات میں اس بات کی تصریح کی گئی کہ حقیقی فوز وفلاح یہی ہے کہ انسان اپنے پروردگار کی رضا حاصل کرے اور اس کا ٹھکانہ جنت ہو۔

حضور سید عالم ﷺ نے اپنے اس ارشاد عالیہ میں اپنے محبّ کو' اپنے جاں نثار کو' اپنے پروانے کو کیا خوبصورت طریقہ عطا کر دیا ہے کہ دن میں ہزار مرتبہ مجھ پر صلوٰۃ وسلام بھیج' اس کے صلے میں اللہ کریم نہ صرف تجھے جنت عطا کرے گا بلکہ جنت میں تیرا ٹھکانہ' تیری جائے نشست بھی تجھے موت سے قبل دکھا دی جائے گی۔

سبحان اللہ! کیا عظیم انعام ہے درود پاک پڑھنے کا' آپ ﷺ پر ہزار مرتبہ درود پاک پڑھنے میں کتنا وقت صرف ہوگا۔ آدھ' پون گھنٹہ' اگر اتنا قلیل وقت اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے لئے مختص کرنے پر موت سے پہلے پہلے جنت میں اپنے گھر کی زیارت نصیب ہو جائے تو کیا یہ سودا مہنگا ہے؟

اس حدیث مبارکہ سے یہ امر بھی بخوبی مترشح ہے کہ آپ ﷺ پر بکثرت درود پاک بھیجنے والا اپنے آپ کو انہیں اخلاق سے متصف کرے گا جو محبوب میں دیکھے گا اور پھر وہ اخلاق بندے کو رب تعالیٰ کا بھی محبوب بنا دیں گے کیونکہ رب تعالیٰ نے قرآن حکیم میں واضح طور پر دوٹوک الفاظ میں اہل ایمان کو بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے دعویدار جب اپنے آپ کو شفیع عاصیاں' رحمت عالمیاں اور سرور انس و جاں ﷺ کے حقیقی پیروکار بنائیں گے۔ آپ کی اتباع اور اطاعت ان کا شیوہ ہوگی تو رب ذوالمنن خود بخود انہیں اپنا پیارا بھی بنائے گا اور ان کے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔

محبّ کی تو پہچان ہی یہ ہے کہ اس کی زبان پر محبوب کا ذکر بکثرت رہتا ہے۔ شب و روز میں ایک ہزار مرتبہ صلوٰۃ وسلام بھیجنے کی عادت بنا لینے والے اہل ایمان مرد و عورت واقعتاً کتنے خوش نصیب ہیں کہ اللہ کریم انہیں موت دینے سے قبل جنت میں ان کا ٹھکانہ انہیں دکھا دے گا۔ رب رحیم و عظیم سے بڑھ کر اپنے وعدے کا پاس رکھنے والا اس کا ایفاء کرنے والا کوئی اور کیونکر ہو سکتا ہے؟

یہی ارشاد نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیم محمد بن عبدالعزیز دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قرہ بن حبیب

القشیری اور انہوں نے حضرت حکم بن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے جنہوں نے حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے سیّدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے ان تمام آئمہ رواۃ حدیث کے ذکر کرنے سے یہ حقیقت اور بھی زیادہ ذہنوں میں راسخ ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں ہم کمال یقین کے ساتھ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درودوسلام بھیجتے ہیں۔

درود شریف

اس درود پاک کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے القعنبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا۔ انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت عمرو بن سلیم الزرقی سے اور حضرت عمرو بن سلیم الزرقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہو

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"۔ (جلاء الافہام صفحہ نمبر ۱۱)

"اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج اور آپ کی اولاد پر درود بھیج جیسا کہ آلِ ابراہیم علیہ السلام پر بھیجی، اور برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی ازواج اور آپ کی اولاد پر جیسا کہ برکت نازل فرمائی آلِ ابراہیم پر یقیناً تیری ذات تعریف و بزرگی کے لائق ہے"۔

یہ بھی درود ابراہیمی ہے۔ اس میں کلمات اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ زیادہ ہیں۔ جو اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ جو اہل ایمان حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر محبت کرنے والے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے سے بھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لیتے ہیں کیونکہ محبت کا تقاضا یہی ہے۔

یہ بات بارہا دہرائی جا چکی کہ قرآن وسنت کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ کامل مومن وہ شخص ہے جو آقا کو قرآن حکیم کی درج ذیل آیۂ مبارکہ:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (التوبۃ:۲۴)

ترجمہ: ”فرما دیجئے کہ اگر تمہیں تمہارے ماں باپ، تمہاری اولادیں، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے خاندان، تمہارے کمائے ہوئے مال تجارت جس کے مندا ہونے کا تمہیں اندیشہ رہتا ہے اور رہائش گاہیں جنہیں تم خوب پسند کرتے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا“۔

کے مطابق کائنات کی ان تمام اشیاء سے بڑھ کر اور حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے فرمان ”لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُسے اس کے ماں باپ اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں کے مطابق اپنے آقا علیہ السلام کو محبوب تر نہ بنا لے اور

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے
سب ان کی زلفوں کے اسیر ہوئے

یہ قیدی بن کے دیکھو پھر ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی اور پھر آقا علیہ السلام سے منسوب ہر چیز کی قدر و منزلت کتنی ہوگی اسے عاشق صادق کی زبان میں یوں جانئے کہ

تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے نسبت مجھ کو
رہے میرے گلے میں بھی دور کا ڈورا تیرا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

چہ جائیکہ آپ کی ازواج وآل اولاد سلام اللہ علیہم۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں

کیونکہ

ایک مرتبہ صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (جلاء الافہام)

☆

سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا

ابوالاثر حفیظ جالندھری

السلام اے آمنہ کے لعل اور جنت کے پھول — یہ سلامِ عاجزانہ ہو قبول

دعا

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۝ (القرآن)

ترجمہ: اے میرے پالنہار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ یقیناً آپ دعا کے سننے والے ہیں۔

لمحہ نمبر ۵

فرمانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ عَبْدَیْنِ مُتَحَابَّیْنِ یَسْتَقْبِلُ اَحَدُھُمَا الْاٰخَرُ وَیُصَلِّیَانِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلَّا لَمْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی تُغْفَرَ لَھُمَا ذُنُوْبُھُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْھَا وَمَا تَاَخَّرَ (جلاء الافہام صفحہ ۳۰)

ترجمہ: سیّدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو باہم محبت کرنے والے بندے جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو ان کے باہم جدا ہونے سے پہلے ان کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

سند حدیث:

اس حدیث شریف کو ابویعلیٰ موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے شباب خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ بن خیّاط رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے دُرُست بن حمزۃ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مطر الوراق سے انہوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سیّدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ بعض آئمہ نے اس حدیث مبارکہ کو ضعیف قرار دیا ہے۔ امام ابن قیم الجوزیہ نے تو اسے درج کیا ہے اور کوئی کلام نہیں کیا مگر امام عبدالرزاق المھدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ یہ ضعیف ہے۔ اس کی تخریج ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کی ہے اور اس کی اسناد میں مطر الوراق سچا ہے لیکن اس سے غلطیاں بہت ہوئی ہیں اس میں دُرُست بن حمزہ بھی ہے جسے امام الدار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف قرار دیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی احادیث کی پیروی نہیں کی جاتی۔ اس حدیث مبارکہ کو امام الہیثمی نے ''المجمع'' میں بیان کیا ہے۔

توضیح:

حضور نبی کریم، رؤف و رحیم ﷺ نے اپنے اس پاکیزہ و معطر ارشاد میں درود شریف پڑھنے والوں کو جس اجر و ثواب سے نوازا ہے وہ اگلے پچھلے گناہوں کی معافی ہے۔ اگر کسی گنہگار کے تمام گناہ معاف ہو جائیں تو اس کے لئے اس سے بڑا انعام کیا ہوگا۔ آپ ﷺ تمام جہانوں کی تمام مخلوق کے رسول اور ان کے لئے سراپا رحمت بن کر تشریف لائے ہیں۔ آپ ﷺ نے جس قدر اولاد آدم کے ساتھ پیار کیا ہے ان کی ڈھارس بندھائی ہے، ان کا غم کھایا ہے، اس کی مثال اور کہیں نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر نبی علیہ السلام کو ایک خصوصی دعا کا عطیہ دیا جسے انہوں نے دنیا میں استعمال کر لیا مگر آپ ﷺ نے وہ دعا اپنی امت کے گنہگاروں کے لئے محفوظ کر لی اور اسے قیامت کے دن مانگیں گے۔ مدینہ منورہ میں جب ہم باب السلام سے داخل ہو کر مواجہہ شریف کی طرف جاتے ہیں تو ریاض الجنۃ کے دروازے پر وہاں کے علماء کرام نے آپ ﷺ کا جو ارشاد مبارک لکھوایا ہے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ یعنی میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ کے مرتکب لوگوں کے لئے ہے۔ امت سے اسی پیار اور محبت کو حدیث مذکورہ بالا میں بیان کیا گیا ہے فرمایا کہ دو ایسے مسلمان بندے جو باہم محبت کرنے والے ہیں، حدیث مبارکہ کے اس حصے میں بھی کیا لذت و سرور مخفی ہے۔ ایمان و اسلام کا بنیادی تقاضا ہی باہم محبت کرنا ہے۔ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے مطابق سراجاً منیراً کی عطا کردہ پہچان ہی یہ ہے کہ ان کا معاشرہ محبتوں سے معمور ہوتا ہے۔ نفرت، عداوت، بغض، تعصب، حسد، کینہ اور کھچاؤ کا تو ان کے معاشرے میں دور دور تک نام و نشان نہیں ہوتا۔ یہ تو اسقدر خلوص و ایثار کے پیکر ہوتے ہیں کہ سخت بھوک کے وقت بھی اپنا نوالہ بھائی کے منہ میں ڈالنے کو اپنے لئے باعث افتخار گردانتے ہیں۔ نیکی کے کاموں میں تعاون، معروف کا حکم اور منکر سے روکنا انتہائی حکمت و موعظت کے ساتھ ہوتا ہے۔ کسی کی جان لینا یا کسی کو گالی دینا تو دور کی بات ہے یہ تو کسی کیخلاف بدگمانی تک میں مبتلا نہیں ہوتے، ایسے افراد جنہیں ایسے ذی شان رسول ﷺ کا امتی ہونے کا شرف حاصل ہے اور وہ باہمی محبت کے ساتھ ساتھ حُب رسول کے جذبے سے سرشار رہتے ہیں اور باہم ملتے وقت ان کی زبانوں پر درود و سلام جاری ہو جاتا ہے تو ان کا نصیب جاگ اٹھتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں کلمہ ہے کہ یستقبل احدھما الاخر جو اس بات کا غماز ہے کہ اہل ایمان کے قلوب و اذہان اللہ جل مجدہٗ کے اس احسان

سے مملو ہوتے ہیں کہ اس نے اپنے فضل و کرم کی بدولت انہیں اپنے محبوب کا امتی بنایا ہے اور اس نعمت کبریٰ کا شکر وہ اس انداز میں کرتے ہیں کہ ایک دوسرے سے ملتے ہی درود و سلام پڑھتے ہیں۔ اس پر اللہ جل مجدہٗ ان سے کس قدر خوش ہوتے ہیں کہ ان کے جدا ہونے سے پہلے پہلے ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اگلے گناہوں کی معافی تو بآسانی سمجھ میں آتی ہے لیکن وَمَا تَاَخَّرَ یعنی بعد میں کیئے گئے گناہوں کی قبل از وقت معافی کیونکر ہوتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اگر آئندہ ان سے گناہ صادر ہوں گے تو وہ موت کا غرغرہ شروع ہونے سے قبل ضرور توبہ کر لیں گے اور اللہ کریم اپنے محبوب صلی اللہ تعلیہ و آلہ وسلم کے تصدق انہیں معاف فرما دے گا یا یہ کہ اللہ کے محبوب علیہ السلام سے ان کا یہ قلبی لگاؤ انہیں اپنی آئندہ زندگی میں گناہ سے بچنے میں مدد دے گا اور وہ گناہ کے مرتکب نہ ہوں گے۔

بہر کیف: اس ارشاد رسول ﷺ میں صلوٰۃ و سلام کی یہ عظمت ہمیں بتا دی گئی ہے کہ ایمان کی بدولت باہمی رشتے میں مربوط جب ایک دوسرے کا استقبال کرتے وقت نبی اکرمؐ رحمت عالمؐ نورِ مجسم اور سرور عالم ﷺ پر درود پاک کی صدائیں بلند کی جائیں تو یہ تمام تر گناہوں کی معافی کا موجب ہے۔ ایک اور ارشاد میں جسے ابن ابی عاصم نے سیّدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ بتایا گیا ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا عَلَیَّ ، فَاِنَّ الصَّلَاۃَ عَلَیَّ کَفَّارَۃٌ لَّکُمْ ، فَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ ۔(جلاء الافہام صفحہ ۳۰)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھ پر درود بھیجو یقیناً مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے کفارہ ہے جو مجھ پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت بھیجتا ہے۔ اس ارشاد رسول ﷺ سے مزید تاکید سمجھ میں آ گئی کہ اس کفارے کی بدولت باہم ملتے وقت درود پاک بھیجنے والوں کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔

درود شریف

امام نسائی نے اپنی مسند میں حضرت ابوالازھر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے عمرو بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہم سے حِبّان بن یسار الکلابی نے حضرت عبدالرحمٰن بن طلحہ الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے محمد بن الحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے سیدنا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو پورے پورے پیمانے سے اجر وثواب کے ماپے جانے پر مسرت حاصل کرنا چاہتا ہو تو جب ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر درود بھیجے تو اس طرح بھیجے:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"۔ (جلاء الافہام صفحہ نمبر ۱۵)

"اے اللہ! اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما ذیشان نبی حضرت محمد ﷺ اور آپ کی ازواج پر جو مومنوں کی مائیں ہیں۔ اور آپ ﷺ کی ذریت اور آپ ﷺ کی اہل بیت پر جیسا کہ تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یقیناً آپ بہت زیادہ تعریف اور بزرگی والے ہیں"۔

اس درود پاک میں ازواج، ذریت اور اہل بیت اطہار کا الگ الگ ذکر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس قدر بھی ان پاک طینت، طاہر ومطہر نفوس قدسیہ رضوان اللہ علیہم کا ذکر پاک ہم اپنی زبانوں پر لائیں گے۔ اسی قدر اللہ جلّ مجدہٗ اور اسکے رسول معظم ﷺ کی زیادہ سے زیادہ رضا کے حقدار ہوں گے۔

روزانہ کم از کم ایک سو گیارہ بار اس درود پاک کا وظیفہ اہل ایمان کے گھروں کو ہر طرح کی پریشانیوں سے نجات کا موجب بن جاتا ہے، جو عورت روزانہ اس درود پاک کی تسبیح کا معمول بنالے گی وہ یقیناً قیامت کے دن ازواجِ مطہرات سلام اللہ علیہن کی معیت حاصل کرے گی۔

اس درود پاک کی عظمت اور خصوصیت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات سلام اللہ علیہن کے ذکر کے ساتھ امہات المومنین یعنی مومنوں کی مائیں کے کلمات بھی لائے گئے ہیں کہ

"اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ط" (الاحزاب آیت نمبر ۶)

یہ باعظمت رسول ﷺ اہل ایمان کی جانوں کے ان سے زیادہ مالک ہیں یا ان کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہیں اور آپ ﷺ کی ازواج ان کی مائیں ہیں۔

حقیقی ماؤں سے بڑھ کر پیاری اور مشفق ان ماؤں کے تو تصور سے ہی اہل ایمان کے قلوب و ارواح ایک عجب سکون اور لذت پاتے ہیں، یہ ہماری وہ پیاری اور باعظمت مائیں ہیں کہ جنکی شان میں

رب العالمین نے آیۂ تطہیر نازل فرمائی ہے اور اعلان کر دیا کہ دنیا کی کوئی عورت مرتبے اور فضیلت میں ان کی ہمسر نہیں ہو سکتی (الاحزاب آیت ۳۲) اس لحاظ سے یہ درود ابراہیمی ایک منفرد نوعیت کا حامل ہے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے دس درجے جنت میں بلند ہوتے ہیں۔ (جلاء الافہام)

☆

درود اس پر کہ جس کا نام تسکین دل و جاں ہے
درود اس پر کہ جس کے خُلق کی تفسیر قرآن ہے
درود اس پر کہ جس کا تذکرہ عین عبادت ہے
درود اس پر کہ جس کی زندگی رحمت ہی رحمت ہے
درود اس پر کہ جو تھا صدر محفل پاکبازوں میں
درود اس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں
درود اس پر بہار گلشن عالَم جسے کہیئے
درود اس ذات پر فخرِ بنی آدم جسے کہیئے

ماہر القادری

السلام اے گلشنِ وحدت کے پھول یہ سلامِ عاجزانہ ہو قبول

دعا

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (القرآن)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! تو نے اسے بے کار پیدا نہیں کیا۔ تیری ذات پاک ہے۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا!

لمحہ نمبر ۶

فرمانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ، قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَيَقُوْلُ "مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً لَّمْ تَزِلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا صَلّٰى عَلَيَّ فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ مِّنْ ذٰلِكَ اَوْلِيُكْثِرْ (مسند امام احمد، بحوالہ جلاء الافہام، صفحہ ۳۳)

ترجمہ: حضرت عاصم بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بن عامر رحمۃ اللہ علیہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا۔ وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے وقت یہ فرماتے سنا کہ جس نے مجھ پر درود بھیجا جب تک وہ درود بھیجتا رہتا ہے۔ فرشتے اس پر اس وقت تک رحمت بھیجتے رہتے ہیں پس یہ بندے پر منحصر ہے کہ وہ کم بھیجتا ہے یا زیادہ۔

سند حدیث:

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند" میں فرمایا کہ ہم سے محمد بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے عاصم بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے باپ سے بیان کرتے سنا۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے سنا۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عامر بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے اس کی تخریج کی ہے۔

امام البوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے "الزوائد" میں کہا کہ اس کی اسناد ضعیف ہیں کیونکہ عاصم بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسروں نے کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے۔ امام السخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے جبکہ امام الترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام المنذری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔

توضیح:

کیا عظمت ہے پیغمبر رحمت سید عالم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کی کہ امام المرسلین، خاتم النبیین سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر خطبے کے دوران شمع رسالت کے پروانوں کو یہ مژدۂ جانفزا سناتے ہیں کہ مجھ پر درود بھیجنا صرف اتنی فضیلت نہیں رکھتا کہ تم ایک بار درود بھیجو اور اللہ تعالیٰ تم پر دس رحمتیں نازل فرمادے بلکہ رب رحمان ورحیم کو اپنے اس عبد کامل سے اتنا پیار ہے۔ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی قدرومنزلت کا عالم یہ ہے کہ جب کوئی بندہ انفرادی طور پر یا لوگ اجتماعی انداز میں اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں تو اللہ جلّ مجدہٗ وعزاسمہ وہاں فرشتوں کی ڈیوٹی لگا دیتے ہیں کہ جب تک یہ میرے محبوب کے پروانے صلوٰۃ وسلام کے ترانے گانے میں مصروف رہیں تم انہیں رحمت کے پروں میں ڈھانپ کر ان کے لئے مجھ سے رحمت طلب کرتے رہو۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ امت کے ان خوش نصیب افراد کی خوش بختی ہوتی ہے کہ وہ دعائیں مانگیں اور فرشتے آمین کہیں جن کے لئے فرشتے آمین کہیں۔ ان کی دعاؤں کی قبولیت میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ سرور کائنات اور رحمت عالمیاں نے نماز میں نمازیوں کو حکم دیا کہ جب امام سورۂ فاتحہ پڑھتے ہوئے ولا الضالین پر پہنچے تو تم آمین کہو جن کی آمین فرشتوں کی آمین سے مماثلت کرگئی۔ ان کی دعا قبول ہوئی۔ فرشتوں کی تعداد کا علم اسی عالم الغیب والشہادۃ کو ہی ہے۔ ذکر الٰہی اور درود وسلام کی مجالس کے لئے کس قدر فرشتے مختص ہیں۔ ان کے متعلق اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ حضور پرنور شافع یوم النشور، منبع بہجت وسرور ﷺ کے روضۂ پُرانوار پر صبح وشام ستّر ستّر ہزار فرشتے سلامی کے لئے صلوٰۃ وسلام کے لئے حاضر ہورہے ہیں اور ایک مرتبہ حاضری دینے والے کو قیامت تک دوبارہ باری کا ملنا ممکن نہیں۔ واہ واہ! یارسول اللہ۔ اس بارگاہِ صمدیت واحدیت کے برہان ﷺ پر درود بھیجنے والے کو آگاہ کیا جارہا ہے اور آگہی بھی بزبان رسالت پناہی ہورہی ہے کہ جب تک کوئی اپنے آقا ومولیٰ ﷺ پر درود بھیج رہا ہے۔ فرشتے اس پر رحمت بھیج رہے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ درود پاک کی اہمیت اور اس کے اجر وثواب کو معلوم کرلینے کے بعد اب یہ بندۂ مومن کی اپنی مرضی ہے کہ وہ رحمت کے ان انمول گنجینوں سے کس قدر اپنی جھولی بھرتا ہے۔ کم یا زیادہ یہی وہ برانگیخت تھی کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ذکر کے لئے مختص تمام اوقات درود وسلام بھیجنے کے لئے ہی

توضیح:

کیا عظمت ہے پیغمبر رحمت سید عالم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کی کہ امام المرسلین، خاتم النبیین سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر خطبے کے دوران شمع رسالت کے پروانوں کو یہ مژدۂ جانفزا سناتے ہیں کہ مجھ پر درود بھیجنا صرف اتنی فضیلت نہیں رکھتا کہ تم ایک بار درود بھیجو اور اللہ تعالیٰ تم پر دس رحمتیں نازل فرمادے بلکہ رب رحمان ورحیم کو اپنے اس عبد کامل سے اتنا پیار ہے۔ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی قدرومنزلت کا عالم یہ ہے کہ جب کوئی بندہ انفرادی طور پر یا لوگ اجتماعی انداز میں اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں تو اللہ جلّ مجدہٗ وعزاسمہ وہاں فرشتوں کی ڈیوٹی لگا دیتے ہیں کہ جب تک یہ میرے محبوب کے پروانے صلوٰۃ وسلام کے ترانے گانے میں مصروف رہیں تم انہیں رحمت کے پروں میں ڈھانپ کران کے لئے مجھ سے رحمت طلب کرتے رہو۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ امت کے ان خوش نصیب افراد کی خوش بختی ہوتی ہے کہ وہ دعائیں مانگیں اور فرشتے آمین کہیں جن کے لئے فرشتے آمین کہیں۔ ان کی دعاؤں کی قبولیت میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ سرور کائنات اور رحمت عالمیاں نے نماز میں نمازیوں کو حکم دیا کہ جب امام سورۂ فاتحہ پڑھتے ہوئے ولا الضالین پر پہنچے تو تم آمین کہو جن کی آمین فرشتوں کی آمین سے مماثلت کر گئی۔ ان کی دعا قبول ہوئی۔ فرشتوں کی تعداد کا علم اسی عالم الغیب والشہادۃ کو ہی ہے۔ ذکر الٰہی اور درودوسلام کی مجالس کے لئے کس قدر فرشتے مختص ہیں۔ ان کے متعلق اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ حضور پرنور شافع یوم النشور، منبع بہجت وسرور ﷺ کے روضۂ پُرانوار پر صبح وشام سترّ سترّ ہزار فرشتے سلامی کے لئے صلوٰۃ وسلام کے لئے حاضر ہورہے ہیں اور ایک مرتبہ حاضری دینے والے کو قیامت تک دوبارہ باری کا ملنا ممکن نہیں۔ واہ واہ! یارسول اللہ۔ اس بارگاہِ صمدیت واحدیت کے برہان ﷺ پر درود بھیجنے والے کو آگاہ کیا جارہا ہے اور آگہی بھی بزبان رسالت پناہی ہورہی ہے کہ جب تک کوئی اپنے آقا ومولیٰ ﷺ پر درود بھیج رہا ہے۔ فرشتے اس پر رحمت بھیج رہے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ درود پاک کی اہمیت اور اس کے اجروثواب کو معلوم کر لینے کے بعد اب یہ بندۂ مومن کی اپنی مرضی ہے کہ وہ رحمت کے ان انمول گنجینوں سے کس قدر اپنی جھولی بھرتا ہے۔ کم یا زیادہ یہی وہ برانگیخت تھی کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ذکر کے لئے مختص تمام اوقات درودوسلام بھیجنے کے لئے ہی

مخصوص کر دیتے تھے۔ یہ رحمت چونکہ لامحدود ہے اس لئے ہمیں اس سے بھرپور استفادے کی طرف متوجہ رہنا چاہئے کس قدر خوش نصیب ہیں وہ امتی جو ایسی محافل سجانے کا اہتمام کرتے ہیں جن میں بکثرت درودو سلام بھیجنے کا اہتمام ہوتا ہے۔ جب تک محفل میں موجود افراد حضور نبی اکرم رحمت عالم ﷺ پر درودو سلام بھیجتے رہتے ہیں وہ رحمتِ الٰہیہ کے خزانے لوٹتے رہتے ہیں۔ اور محفل سجانے والوں کو دوہری رحمت میسر آتی رہتی ہے۔

درود شریف

دار قطنی نے عبدالوہاب بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن ابی لیلیٰ یا ابو معمر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تشہد سکھایا اور فرمایا کہ مجھے یہ درود حضور سیّد عالم ﷺ نے اس طرح سکھایا جیسے کہ آپ ﷺ ہمیں قرآن حکیم کی سورت کی تعلیم عطا فرماتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْنَا مَعَھُمْ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بارك عَلَیْنَا مَعَھُمْ صَلَوٰتُ اللّٰہِ وَصَلَوَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ"۔

(جلاء الافہام صفحہ نمبر ۲۵) (ابن مسعود رضی اللہ عنہ جلا الافہام صفحہ نمبر ۲۵)

"اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور اہل بیت محمد ﷺ پر دورد بھیج جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود بھیجا یقیناً تو انتہائی تعریف و بزرگی والا ہے اے اللہ، ان کے ساتھ ہم پر رحمت نازل فرما"۔ اللہ کی رحمتیں اور مومنوں کے درود محمد نبی ﷺ آمی پر تم پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔

یہ درود پاک بھی اگرچہ درود ابراہیمی ہے اگرچہ اس سے مختلف ہے جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں اس درود پاک میں آپ کے اہل بیت کا ذکر ہے اور اللہ جل شانہ اور مومنوں کے درود کا بھی اضافہ ہے اور اس میں آپ کی صفت اُمی کا بھی ذکر ہے جس سے امت کو بے شمار رحمتوں

سے نوازا جاتا ہے۔

خیر و برکت کے حصول اور مشکلات سے نجات کے لئے یہ درود پاک کثرت سے پڑھا جائے۔ "اَھْلِ بَیْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ" اس کے معنی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے گھر والوں پر ان میں سب سے پہلے مراد ہیں آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور بیٹیاں احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب آیہ تطہیر الاحزاب آیت نمبر ۳۲ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ اپنی بیٹی خاتون جنت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سیدنا امام حسن علیہ السلام اور سیدنا امام حسین علیہ السلام کو اپنے ساتھ ایک چادر میں لیکر یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ یہ میرے گھر والے ہیں ان کو پاک فرما۔ پاک فرمانا۔ تمام احادیث صحیحہ کو جمع کرنے کے بعد علماء اہل سنت نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔ مایہ ناز اور ثقہ عالم ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی یہی ہے۔ (الاحزاب حاشیہ نمبر ۸۵ کنز الایمان)

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل سے درود پاک کو عظمت ملتی ہے۔ تو اہل بیت محمد ﷺ کے ذکر پاک کی بدولت اس درود پاک کی عظمت کتنی بلند ہو گی۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود و سلام پڑھنے سے ہمارے نامۂ اعمال میں دس نیکیوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

سلام اس پر جسے حق نے عطا کی شانِ یکتائی
سلام اس پر کہ جس کے نور سے ہم نے ضیا پائی
سلام اس پر کہ جس کی سادگی درسِ بصیرت ہے
سلام اس پر کہ جس کی ذات فخر آدمیت ہے
سلام اس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی
سلام اس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی

سلام اس پر کہ جس کے نام کی عظمت پہ کٹ مرنا
مسلماں کا یہی ایماں یہی مقصد یہی شیوا

(جنتی زیور)

اے خدا کے نیارے پیارے رسول یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

دعا

اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ○ (القرآن)

ترجمہ: (اے رب) تو ہی ہمارا مالک ہے۔ پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور آپ ہی سب سے بہتر بخش دینے والے ہیں۔

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهٖ

(سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

لمحہ نمبر ۷

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ، وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَفِیْہِ الصَّعِقَۃُ، فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! کَیْفَ تُعْرَضُ عَلَیْکَ صَلَاتُنَا وَقَدْ اَرِمْتَ؟ یَعْنِیْ وَقَدْ بَلِیْتَ، فَقَالَ! اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ۔

(مسند امام احمد، ابوداؤد، النسائی، ابن ماجہ، بحوالہ جلاء الافہام، صفحہ ۳۶)

ترجمہ: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے دنوں میں سے فضیلت والا دن جمعہ ہے اس میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اس میں انہوں نے وفات پائی۔ اسی میں صور پھونکنا ہے اسی میں کڑکا ہے پس تم اس میں کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو یقیناً تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارا درود آپ پر کیونکر پیش کیا جائے گا جبکہ آپ تو بوسیدہ ہو چکے ہوں گے یعنی آپ کا وجود بوسیدہ ہوگا۔ پس آپ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ بزرگ و برتر نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھانا حرام ٹھہرایا ہے۔

سندِ حدیث:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''المسند'' میں کہا کہ ہم سے حسین بن علی الجعفی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت ابوالاشعث الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اوس بن اوس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا اور ان سے امام داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ہارون بن عبداللہ سے روایت کیا اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اسحاق بن منصور رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن ابی شیبۃ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت

کیا۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں اور الحاکم نے ''المستدرک'' میں اسے روایت کیا ہے۔
امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر بعض آئمہ کی اس حدیث کے ضمن میں اعتراضات اور دیگر آئمہ کے جوابات تفصیل سے درج کئے ہیں جنہیں جلاء الافہام کے صفحہ نمبر 37 پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔
عبدالرزاق المھدی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق امام الحاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام الذھبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان سے موافقت کی ہے۔

توضیح:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس ارشاد عالیہ میں اہل ایمان کو جمعہ کے روز بکثرت درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ اکثروا فعل امر کا جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے اور اہل علم پر بخوبی واضح ہے کہ **الامر یدل علی الوجوب**۔ حکم واجب پر دلالت کرتا ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کام کے بجا لانے کا حکم دیں تو اس پر عمل کرنا مومنوں پر واجب ہو جاتا ہے یوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب بھی درود و سلام بھیجا جائے باعث خیر و برکت ہے لیکن اس ارشاد مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو جمعہ کے دن کی فضیلت و اہمیت سے آگاہ فرمایا۔ پہلی بات یہ ارشاد فرمائی کہ ہفتے کے دنوں میں جمعہ تمام دنوں کا سردار اور افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی امت کے مسکینوں کے لئے عید کا دن قرار دیا ہے۔ پھر آپ نے اس دن میں وقوع پذیر ہونے والے اہم واقعات کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ سیّدنا حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور ان کی وفات اسی روز ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ارشاد میں اس طرف بھی واضح اشارہ فرمایا ہے کہ جس دن کو اللہ تعالیٰ کے کسی برگزیدہ اور مقبول بندے سے نسبت ہو جائے تو اس کی بزرگی اور شرف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن حکیم میں ہے کہ آپ نے فرمایا **سَلٰمٌ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا**۔ سلام ہے مجھ پر اس دن کا کہ جس میں میری ولادت ہوئی اور میری وفات اور میرے زندہ اٹھائے جانے والے دن پر قرآن حکیم کے بیان کردہ اس اسلوب کی بنا پر کوئی اس دن کی عظمت کا اندازہ لگا سکتا ہے جس میں امام المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین اور سیّد الاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت، ہجرت، دخول مدینہ اور وفات جیسے اہم واقعات رونما ہوئے ہوں۔ پیر کے دن کی اسی عظمت، توقیر اور شرف کی بنا پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس میں روزہ رکھتے اور نسبت کا تذکرہ بھی کرتے۔
مستدرک اور بیہقی میں ہے کہ جب سیّدنا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی تقصیر اور نسیان پر معافی

طلب کرنے کے لئے اللہ جل مجدہٗ کی بارگاہ میں حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کا وسیلہ پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تو نے یہ نام کیسے جانا۔ میں نے تو ابھی انہیں ظاہر ہی نہیں کیا تو سیّدنا حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے میرے پروردگار! جب تو نے میرے جسم میں روح پھونکی اور میری آنکھ جب پہلی بار وا ہوئی تو میں نے جنت کے دروازے پر تیرے نام کے ساتھ یہ نام تحریر شدہ دیکھا جس سے مجھ پر اس نام کی عظمت آشکار ہوئی۔ اس بنا پر اللہ جل مجدہٗ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا (البدایۃ والنھایۃ) جسے قرآن حکیم میں یوں ذکر کیا گیا کہ

فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۳۶)

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے پالنہار کی طرف سے چند کلمات لئے جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ جمعہ کے دن کی عظمت یہ ہے کہ اس میں سیّدنا حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ اسی دن آپ فوت ہوئے اسی میں صور پھونکا جائے گا۔ اسی میں ہی عظیم زلزلہ اور کڑک پیدا ہوگی۔ لہٰذا اے مومنو! تم جمعہ کے روز مجھ پر بکثرت صلاۃ وسلام بھیجو۔ سبحان اللہ۔ کیا شان ہے رحمۃ للعالمین کی کہ آپ کی امت جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجنے والی بن جائے۔ اگر قیامت کا وقوع ہو تو ان کا آخری عمل حبیب کبریا پر صلوٰۃ بھیجنا ہو اور صلوٰۃ وسلام میں ان کی محویت نہ صرف انہیں قیامت کے خوفناک زلزلے اور چیخ سے امن عطا کرے گی بلکہ انہیں رب تعالیٰ کا محبوب بھی بنا دے گی۔ ارشاد ہوا کہ جمعہ کے دن بھیجا ہوا درود میں خاص طور پر بنفس نفیس سنتا اور قبول کرتا ہوں اس پر بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذہنوں میں بشری تقاضوں کا انجام سامنے آیا اور انہوں نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کہ آپ پر یہ درود وسلام کیونکر پیش ہوگا۔ آپ تو معاذ اللہ! وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بوسیدہ ہوتے جائیں گے۔ جب آپ کا وجود ہی قبر مبارک میں نہ ہوگا تو یہ صلوٰۃ وسلام کیسے آپ سن پائیں گے۔ اس پر آپ ﷺ نے کتنے خوبصورت پیرائے میں ان کے گمان کو ان کے تصور کو راہ راست سے دور قرار دیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء ورسل علیہم السلام کو یہ خاص وصف عطا فرمایا ہے کہ زمین پر ان کے جسموں کو بوسیدہ و بالیدہ کرنا حرام قرار دے دیا ہے اللہ جل مجدہٗ کا ہر نبی قبر شریف میں نہ صرف یہ کہ زندہ ہے بلکہ اسے روزی بھی مل رہی ہے جب ہر نبی زندہ ہے تو نبیوں کے نبی اور امام کی برزخی حیات طیبہ کی عمدگی کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی، ہر صدیق اور ہر شہید کی حیات سے آپ ﷺ کی حیات اعلیٰ اور ارفع ہے۔ لہٰذا اے مومنو! اپنے مقدر پر ناز بھی کرو کہ کن کا امتی ہونے کا ہمیں شرف ملا ہے اور بکثرت پڑھو۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

اتنی کثرت ہو کہ اس وظیفہ کے پڑھتے ہی جان جانِ آفریں کے سپرد ہو۔

درود شریف

ابن ماجہ نے اپنی ''سنن'' میں المسعودی کی حدیث سے اسے رویت کیا انہوں نے حضرت عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ابو فاختہ رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو تو انتہائی عمدہ انداز میں بھیجو کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ شاید یہ درود آپ پر پیش کیا جا رہا ہے۔ اس پر راوی کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے کہا کہ آپ ہمیں سکھائیں۔ تو انہوں نے کہا یوں کہا کرو

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَ بَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ ۔اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَغْبِطُهٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخَرُوْنَ ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ'' ۔(جلاء الافہام صفحہ نمبر ۲۶)

''اے اللہ! تو اپنی صلوٰت، اپنی رحمت اور اپنی برکتیں اپنے بندے اور اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیج جو کہ رسولوں کے سردار، متقین کے امام الانبیاء کے خاتم ہیں بھلائی کے امام ہیں بھلائی کے پیشوا ہیں اور رسولِ رحمت ہیں

اے اللہ! انہیں اس مقام محمود پر فائز فرما کہ جس پر اوّلین و آخرین رشک کریں گے۔

اے اللہ! محمد و آلِ محمد پر درود بھیج جیسا کہ تو نے ابراہیم و آلِ ابراہیم پر بھیجا۔ یقیناً تیری ذات بہت زیادہ تعریف اور بزرگی والی ہے۔ اور برکت نازل فرما محمد و آلِ محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل کی ابراہیم و آلِ ابراہیم پر یقیناً تو بہت زیادہ تعریف و بزرگی کے لائق ہے''۔

اس درود پاک میں حدیث مبارکہ کے مطابق امت کو کیا خوبصورت انداز عطا کیا گیا ہے کہ آپ

ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ اپنی زبان مبارک سے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھا رہے ہیں آپ ﷺ کے نام کے ساتھ رسولوں کے سردار متقین کے امام، انبیاء علیہم السلام کے خاتم اللہ کے بندے اس کے رسول خیر کے امام بھلائی کے پیشوا اور رسولِ رحمت، کیا خوبصورت اور حقائق پر مبنی القابات وخطابات ہیں اور ایک ایک لقب اتنا عظیم ہے کہ علمائے اسلام نے ان پر ضخیم کتب تحریر کی ہیں اس درود پاک نے قیامت تک آنیوالے آئمہ علماء کے لئے ایک سنت اور طریق واضح کر دیا ہے کہ آقا علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنے کے لئے جو جو القابات وخطابات وہ بیان کر سکتے ہوں، انہیں بیان کیا جا سکتا ہے اس تناظر میں درود تاج کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے عربی زبان کے علاوہ دیگر زبانوں میں جو خوبصورت درود وسلام لکھے گئے ہیں ان کی پذیرائی بھی کوئی ڈھکی چھپی نہیں، اردو زبان میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلی مولانا احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ نے مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام! لکھ کر حق ادا کر دیا ہے معترضین اگر بنظر غائر جائزہ لیں تو یقیناً وہ بھی رحمت ایزدی سے بہرہ مند ہوں گے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے دس گناہ مٹ جاتے ہیں۔ (جلاء الافہام)

☆

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہرِ یارِ ارم تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شب اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزم جنت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

نورِ عین لطافت پہ الطف درود
زیب و زین نظافت پہ لاکھوں سلام
نقطۂ سرِّ وحدت پہ یکتا درود
مرکز دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام
صاحب رجعتِ شمس و شق القمر
نائب دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ

السلام اے بے نظیر و بے مثال　　السلام اے میم حے اور میم دال

دعا

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قف اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ج تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (القرآن)

ترجمہ: زمین اور آسمانوں کے بنانے والے آپ ہی دنیا اور آخرت میں میرے مالک ہیں۔ مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے اور نیکوکاروں کے ساتھ ملا۔

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ یَا سَیِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ
لَا یُمْکِنُ الثَّنَآءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

لمحہ نمبر ۸

فرمانِ رسول صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَخَطِئَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ

(المعجم للطبرانی بحوالہ جلاء الافہام، صفحہ ۴۲)

ترجمہ: سیّدنا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود بھیجنے میں خطا کی تو وہ جنت کے راستے سے چُوک گیا۔

سند حدیث:

امام الطبرانی نے ''المعجم'' میں کہا کہ ہم سے یوسف بن الحکم الضبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن بشیر الکندی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے عبید بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے فطر بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا۔ انہوں نے اپنے دادا حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے۔

اسے عمر بن حفص رحمۃ اللہ علیہ بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ابی سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

بعض راویان حدیث اس کی سند کو مرسل کہتے ہیں۔

توضیح:

حدیث بالا میں کتنے خوبصورت انداز میں جنت کے راستے کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک، آپ کا نام مبارک کانوں میں رس گھولے، زباں بے اختیار بولے ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' نتیجہ کیا ہوگا؟ جنت کی سیدھی راہ پر مومن گامزن رہے گا اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو یہ بھی اضافہ کرتے

کہ فداہ اُمی وابی یعنی میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ ﷺ یہ وہ ذکر پاک ہے جسے رب علیٰ نے اپنے ذکر پاک کے ساتھ ملا لیا ہے۔ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ جب سیّدنا حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سورۃ الانشراح کی آیت "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" ترجمہ: اورہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ لے کر آئے تو امام الانبیاء حبیب کبریا' سید الاتقیاء والاصفیاء اور شافع روز جزاء ﷺ نے ان سے سوال کیا کہ اس رفعت ذکر سے کیا مراد ہے تو سید الملائکہ روح الامین والقدس نے مؤدّبانہ جواب دیا۔ یارسول اللہ ﷺ: رب کریم وعظیم فرماتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ "اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِیْ" جہاں میں مذکور وہاں آپ مذکور جو زبان لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے گی۔ اسے محمد رسول اللہ کا اقرار بھی کرنا ہوگا۔ جب مؤذن دن رات میں پانچ مرتبہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے دلنواز نغموں سے قلوب مومنین کو گرمائے گا۔ اسے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهِ کے پیغام الفت ورحمت ومودت کی صدا بھی دینا ہوگی۔ نماز میں تشہد واجب وفرض قرار دے کر نمازیوں کو یہی سکھلایا گیا کہ میرے ذکر سے مستفید ہونے کے لئے ذکر لبیب بھی لازم پکڑو۔ قرآن حکیم میں یہ اسلوب بھی نمایاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ ذکر محبوب کو جگہ دی ہے مثلاً ارشاد ہوا کہ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (التوبۃ آیت نمبر ۶۲) اگر لوگ مومن ہونے کے دعویدار ہیں تو وہ اللہ اور اس کے رسول کو راضی کریں وغیرہ۔ ان حقائق کی روشنی میں واضح ہوا کہ اسلامی معاشرے کی پہچان ہی یہ ہے کہ اس میں ذکر الٰہی اور ذکر مصطفیٰ بکثرت ہوتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہی فرمایا کرتے کہ اللہ ورسولہ اعلم۔ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بخوبی جانتے ہیں۔ اس کثرت ذکر کی بنا پر کثرت صلوٰۃ وسلام بھی ہو۔ یہ منشاء ہے فرمان رسول ﷺ کا۔ یہ تو ہم پہلے جان چکے ہیں کہ آپ ﷺ کا ذکر پاک سن کر آپ پر درود نہ بھیجنے والا بخیل ہے۔ یہاں یہ بات سمجھائی جا رہی ہے کہ یہ حلاوتوں سے معمور' روحانی لذتوں سے بھرپور نام اور ذکر رسول ﷺ جب بھی کانوں سے ٹکرائے۔ زبانوں پر آئے تو بے ساختہ یہ صدا بلند ہو۔ ﷺ یا' اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ تو نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ کہ اہل ایمان جنت کی راہ پر گامزن رہیں گے اور جونہی ان کی روح جسدِ عنصری سے پرواز کرے گی اور قبر میں فرشتے آ کر سوال کریں گے کہ مَنْ رَّبُّكَ۔ تیرا پالنہار کون ہے تو وہ جواب میں جب اللہ کا نام زبان پر لائے گا تو بے تابانہ یہ پیارا اور میٹھا نام بھی اس کی زبان پر آئے گا تو فرشتے بندے کو صلاۃ وسلام پڑھتا دیکھ کر یہ مژدہ سناتے روانہ ہوں گے کہ تو تو اپنے رب کے بندوں میں شامل ہو کر سیدھا جنت میں پہنچ چکا۔ ذکر رسول

ﷺ پر تیری زبان سے صلوٰۃ وسلام نہیں چوکا تو تو بھی جنت سے ذرہ بھر نہیں چوکا۔ لے۔ اب قیامت تک اس صلوٰۃ وسلام کی کثرت کا صلہ پا اور جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا رہ۔

اور اگر خدانخواستہ نصیب یاوری نہ کرے کلمۂ توحید و رسالت کے زبان سے اقرار کے باوجود ایسے نام نہاد امتی ہونے کے دعویداروں سے پالا پڑ جائے جو ہمہ وقت آپ ﷺ کے بشری تقاضوں کو مدنظر رکھ کر رب تعالیٰ کے ہاں آپ کے مرتبہ و مقام اور عز و جاہ سے بے پرواہ رہتے ہیں اور قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (القرآن) اے نبی علیہ السلام کہہ دیجئے کہ بلاشبہ میں تمہارے جیسا بشر ہوں۔ پڑھ پڑھ کر اَيُّكُمْ مِثْلِيْ (بخاری شریف) تم میں مجھ جیسا کون ہے سے غافل رہتے ہیں اور ذکر رسول ﷺ سن کر ان کے قلب و دماغ میں محبت و عظمت کی بجلی نہیں کوندتی۔ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (القرآن) اور آپ کے حمایتی اور توقیر بجالانے والے بنو کا عملی مظاہرہ ان کے وجود سے ظاہر نہیں ہوتا اور نتیجتاً ان سے چوک ہوتی ہے، خطا ہوتی ہے۔ زبانیں درود و سلام سے تر نہیں ہوتیں۔ روح ایمان، جان ایمان نہیں پاتے تو انہیں خود شافع محشر محبوب داور یہ باور کرا رہے ہیں کہ ان سے صلاۃ وسلام پڑھنے میں نہیں۔ بلکہ جنت کی راہ پانے میں چوک ہوئی ہے۔ جنت کی راہ تو صلاۃ وسلام کی راہ ہے۔ آپ ﷺ کے نام پاک، ذکر پاک سے والہانہ شیفتگی کے ساتھ آپ ﷺ کی اداؤں، اخلاق اور اعمال کو اپنا لینے کا نام ہے۔ اس راہ سے ہٹ کر، اس ادا سے غفلت برت کر۔ نام کو بے توجہی سے سن کر کوئی کیسے باخدا بن سکتا ہے۔ رب کریم و عظیم و رحیم کا فیصلہ یہی ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہان چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

درود شریف

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الکبیر" میں لکھا کہ ہم سے عبدالمالک بن یحییٰ بن بکیر المصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے میرے باپ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن لہیعہ نے بکر بن سوادہ المعافری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا سے انہوں نے زیاد بن نعیم الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ابن شریح سے نے انہوں نے کہا کہ مجھ سے "رویفع" الانصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔ ان

کے علاوہ اسماعیل قاضی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، البزار رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الکبیر'' اور ''الاوسط'' میں رحمۃ اللہ علیہ اس کی تخریج کی۔ اسیطرح ''المجمع'' اور ''القول البدیع'' میں بھی یہ حدیث مذکور ہے۔ امام الھیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسکی اسناد عمدہ ہیں

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ''۔ (رواہ: اسماعیل بن اسحٰق)

''اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج، اور قیامت کے دن انہیں اپنے انتہائی قریب مقام پر جلوہ فروز فرما''۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درود شریف پڑھنے والے کے لئے اپنی شفاعت کو واجب قرار دیا ہے۔

ہر نماز کے بعد کم از کم دس مرتبہ اس درود شریف کے پڑھنے والا فوائد عجیبہ سے مستفید ہوتا ہے۔

یوں تو اللہ جلّ مجدہٗ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز تہجد کی ادائیگی پر مقام محمود کا وعدہ فرما لیا ہے۔ اس کے باوجود امتی سے درود پاک میں اللہ رب العزت سے یہ التجا کہ اے اللہ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا قریب ترین مقام عطا فرما۔ نہ صرف امتی کے درجات کو بلند کرتا ہے بلکہ اس درود پاک کی بدولت وہ قیامت میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب کا حقدار بن جاتا ہے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے ہماری دعائیں ربّ تعالیٰ کے ہاں پہنچتی ہیں۔ (جلاء الافہام)

☆

اے شہنشاہِ مدینہ الصلوٰۃ والسلام
زینت عرشِ معلیٰ الصلوٰۃ والسلام
رَبِّ ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلوٰۃ والسلام

مومنو! پڑھتے نہیں کیوں اپنے آقا پر درود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصلوٰۃ والسلام
غنچے چٹکے پھول مہکے چہچہائیں بلبلیں
گل کھلا باغ اَحد کا الصلوٰۃ والسلام
میں وہ سنی ہوں جمیلؔ قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

صوفی جمیل احمد قادری

دست بستہ ہیں کھڑے حاضر غلام پیش کرتے ہیں غلامانہ سلام

دعا

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ (القرآن)

ترجمہ: اے میرے پالنہار! ان دونوں (والدین) پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے صغر سنی میں میری پرورش کی۔

مَا اِنْ مَّدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِيْ
لٰكِنْ مَّدَحْتُ مَقَالَتِيْ بِمُحَمَّدٍ

(حضرت حسان رضی اللہ عنہ)

لمحہ نمبر ۹

فرمانِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُتِبَتْ لَہٗ عَشَرُ حَسَنَاتٍ، وَمُحِیَ عَنْہُ بِھَا عَشَرُ سَیِّئَاتٍ، وَّرَفَعَہٗ لَہٗ بِھَا عَشَرَ دَرَجَاتٍ، وَکُنَّ لَہٗ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ" (جلاء الافہام، صفحہ ۴۴)

ترجمہ: سیّدنا حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر درود بھیجا اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس سے دس برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور اس درود کی بدولت اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے لئے دس غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر اجر ہوتا ہے۔

سند حدیث:

حضرت احمد بن عمرو بن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے یعقوب بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے حاتم بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے البراء بن عازب رحمۃ اللہ علیہ کے مولیٰ سے اور انہوں نے البراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اس حدیث مبارکہ کو علامہ السخاوی نے "القول البدیع" میں البراء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسے ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوٰۃ میں البراء کے مولیٰ کا نام بیان کئے بغیر روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے اور بھی کئی شواہد موجود ہیں مگر ان میں دس غلاموں کی آزادی کے برابر اجر کا ذکر نہیں ہے۔

توضیح:

ایک بار درود شریف پڑھنے والے پر رب تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی طرف سے دس بار رحمت کا بھیجا جانا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد ارشادات میں مذکور ہوا ہے۔ مذکورہ بالا ارشاد عالیہ میں درود شریف

بھیجنے والے کے لئے جن انعامات کا ذکر ہو رہا ہے۔ ان کا اندازہ اور قدر و قیمت صرف وہ اہل ایمان ہی جان سکتے ہیں جو اس دنیوی زندگی میں آخرت کے لئے زادِ راہ کی حقیقت سے کچھ آشنائی رکھتے ہیں۔ پہلا انعام یہ بیان ہو رہا ہے کہ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے پر دس نیکیاں نامۂ اعمال میں درج ہوتی ہیں اور یہ وہ انعام ہے جو رب تعالیٰ ہر نیکی کے بجالانے پر عطا فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔

گویا درود پاک کو ایک نیکی قرار دے کر اس کا صلہ بتایا اور یہ امر تو کسی پر مخفی نہیں کہ ایک ایک نیکی اپنے وزن کے اعتبار سے احد پہاڑ کے برابر ہے جس طرح اللہ کریم اپنے لاریب کلام یعنی قرآن حکیم کے ایک ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں عطا کرتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ پر درود شریف بھیجنے سے انسان دس نیکیوں کا حقدار بن جاتا ہے اور مزید براں اس درود پاک کی برکت سے اس کی دس برائیاں صرف معاف ہی نہیں ہوتیں بلکہ انہیں نامۂ اعمال سے محو کر دیا جاتا ہے۔ گویا وہ درود شریف بھیجنے والے سے سرزد ہی نہ ہوئی تھیں۔ قرآن حکیم نے ہمیں بتایا کہ "اَلْوَزْنُ یَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ" قیامت کے دن بندے کے نیک اور بد اعمال کا تولا جانا یعنی ان کا وزن کیا جانا برحق ہے اور برائیوں کے پلڑے کے بھاری ہونے پر قرآن حکیم کا فیصلہ یہ ہے کہ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ (القارعۃ) اس کا ٹھکانہ "ہاویہ" ہوگا یعنی شعلے مارتی آگ' اللہ جل مجدہٗ نے اپنے حبیب مکرم نورِ مجسم اور رحمت عالم ﷺ پر درود بھیجنے کی بنا پر دس برائیوں کے ختم کر دینے کا اعلان فرما کر کتنا کرم فرما دیا ہے کہ بندۂ مومن روزانہ کا حساب خود کر کے اپنے گناہوں کے پلڑے کو خالی کر دے اور رب تعالیٰ کے ہاں جنت کا حقدار بن جائے اور ہر ہر درود پاک پر جنت میں دس درجوں کی بلندی حاصل کر کے مقام و مرتبہ کی رفعت حاصل کرتا چلا جائے۔ ارشاد نبوی ہے کہ دس نیکیوں کا حصول۔ دس برائیوں کا محو کیا جانا اور جنت میں دس درجوں کی بلندی تک ہی اجر و ثواب نہیں دیا جاتا بلکہ درود پاک پڑھنے والا۔ ایک بار درود شریف کی بدولت اتنا مزید اجر پاتا ہے جتنا کہ ایک مومن کو دس غلاموں کے خرید کر آزاد کرنے پر ملتا ہے۔ ایک غلام خرید کر آزاد کرنا خود کو جہنم سے آزاد کرا لینے کے مترادف ہے۔ قرآن حکیم میں اہل ایمان کو غلام خرید کر آزاد کر دینے کی تاکید کی گئی ہے۔ بار بار رغبت دلائی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھا کر توڑ دے تو اس کے کفارے کے طور پر ایک غلام آزاد کرے۔ اگر کسی نے رمضان المبارک کا روزہ رکھنے کے بعد اسے جان بوجھ کر توڑ دیا ہے تو تین غلام خرید کر آزاد کرے' یہاں تک کہ دنیا سے بھوک مٹانے اور غلامی کا خاتمہ کر دینے کو اسلام کا حسن قرار دیا گیا۔ ارشاد

ہوتا ہے کہ

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ اَوْمِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝ (البلد، پ ۳۰)

ترجمہ: کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں، ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے اور ہم نے اسے دونوں نمایاں راہیں دکھائیں تو وہ (عمل خیر) کی دشوار گھاٹی میں داخل کیوں نہیں ہوا اور تجھے کیا معلوم کہ وہ دشوار گھاٹی کیا ہے؟ وہ گردنیں چھڑانا یا بھوک کے دن قریبی یتیم اور خاک نشین مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

دشوار گزار گھاٹی سے مراد وہ عمل صالح ہے جو اسلام کا حسن ہو۔ جب اسلام اپنا حسن ہی کائنات کو غلامی اور بھوک سے پاک کرنا قرار دے تو اس سے صلوٰۃ وسلام کی فضیلت اور شرف کا اندازہ لگایئے جو اہل ایمان اپنے قلب ودماغ میں نیکی کے حصول کی فکر رکھتا ہو اور یہ تمنا اور آرزو اسے بے چین کئے ہوئے ہو کہ وہ بھی دشوار گزار گھاٹی میں داخل ہو تو یہ اعمال بجالائے، غلاموں کو آزادی دلائے۔ رشتے دار یتیموں اور خاک نشین مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر وسائل کی عدم دستیابی اس کی اس دلی تمنا کی راہ کا پتھر بن جائے تو وہ کیا کرے۔

قربان جائیں اس آقا پر جو دکھی دلوں کا سہارا اور سراپا رحمت بن کر تشریف لائے۔ کس خوبصورت انداز میں اپنے اس دنیاوی وسائل سے محروم امتی کی ڈھارس بندھائی۔ اس کے ارمانوں کو شرف باریابی کی نعمت سے نوازا کہ میرا ایسا امتی مجھ پر میری محبت میں سرشار ہو کر صلوٰۃ وسلام بھیجے اس کا یہ درود شریف بھیجنا کیا اجر وثواب عطا کرے گا۔ اللہ اکبر، ایک بار صلوٰۃ بھیجنے سے دیگر برکتیں، رحمتیں اور درجات کی بلندی حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ دس غلاموں کو آزاد کرنے کا اجر وثواب بھی وہ پالے گا۔ اے اللہ! ہم تیری جانب سے ملنے والے اس عظیم انعام پر تیرا شکر بجالاتے ہیں۔ ہمیں اپنے شکر گزار بندوں میں لکھ لے۔ آمین۔

درود شریف

حضرت ابوالعباس الثقفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے حضرت ابورجاء رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے قتیبہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور وہ

محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں انہوں نے عبداللہ الحسن رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنی والدہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

اس درود پاک کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی بن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اسماعیل بن ابراہیم سے انہوں نے حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے عبداللہ بن الحسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنی ماں حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا اور انہوں نے اپنی دادی حضرت فاطمہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا سے روایت کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو حسن کہا ہے ان کے علاوہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الکبریٰ'' میں اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔

امام البوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ''الزوائد'' میں کہا کہ اسکی اسناد صحیح اور رجال ثقہ ہیں۔

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ'' ۔ (جلاء الافہام صفحہ نمبر ۱۸۷)

''اے اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیج''۔

روایات میں ہے کہ یہ مختصر ترین درود پاک حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دختر نیک اختر خاتون جنت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو خود سکھایا اور فرمایا کہ مسجد میں داخل اور خارج ہوتے وقت دعا سے پہلے پڑھا کرو۔

ہم پر بھی لازم ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت معروف دعاؤں سے پہلے یہ درود پاک ضرور پڑھ لیا کریں کیونکہ حبیب کبریا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ دعا اور آسمان کے درمیان حجاب رہتا ہے جو صرف اور صرف درود پاک پڑھنے پر ہٹایا جاتا ہے۔ درود پاک پڑھے بغیر دعا کی قبولیت کا تصور بھی ناممکن ہے اس درود پاک کے اختصار کی بنا پر ان خوش نصیب اہل ایمان کے لئے ایک سہولت پیدا کر دی گئی ہے جو شب و روز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود وسلام بھیجنے کے متمنی رہتے ہیں جمعہ کے دن کثرت سے بھیجنے کا تو خود آقا علیہ السلام نے ہمیں حکم دیا اس کے علاوہ بھی کم از کم روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود پاک بھیجنے والے کے لئے وعدہ کیا گیا کہ وہ مرنے سے قبل جنت میں اپنا مقام دیکھ لے گا بعض تو اتنا وقت باآسانی نکال لیتے ہیں کہ وہ درود ابراہیمی بھی روزانہ ہزار مرتبہ پڑھ لیتے ہیں لیکن جو لوگ شب و روز میں کثرت عیال یا کسی اور سبب سے ایسے مصروف ہو جاتے ہیں کہ صرف باجماعت نمازیں پابندی سے ادا کرتے ہیں تو ان کے لئے یہ درود پاک کتنی بڑی نعمت ہے مختصر بھی ہے اور خاتون جنت کے صدقے میں ملا ہے اس لئے کئی گنا افادیت واہمیت اختیار کر گیا ہے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے آپ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوتی ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

الصلوٰۃ والسلام اے اولین و آخریں — الصلوٰۃ والسلام اے خُلق میں سب سے حسیں

الصلوٰۃ والسلام اے سرورِ سلطان و دیں — الصلوٰۃ والسلام اے رحمۃً للعالمیں

الصلوٰۃ والسلام اے ختم المرسلیں — الصلوٰۃ والسلام اے صاحب بخت و نگیں

الصلوٰۃ والسلام اے ہادیٔ دنیا و دیں — الصلوٰۃ والسلام اے رحمۃً للعالمیں

مرحبا یا سید خیر الانام — کیجئے مقبول ہم سب کا سلام

دعا

اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ○ (القرآن)

ترجمہ: یقیناً مجھے تکلیف پہنچی ہے اور آپ ہی سب سے بہتر رحم فرمانے والے ہیں۔

لمحہ نمبر۱۰

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ کُنْتُ شَفِیْعَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" (جلاء الافہام، صفحہ ۵۵)

ترجمہ: سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا کہ "جس نے مجھ پر درود بھیجا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کرنے والا ہوں گا۔

سند حدیث:

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بن الاشعث رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے علی بن الحسین المکتب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے اسماعیل بن یحیٰی بن عبیداللہ التیمی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے فطر بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالطفیل رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

علامہ السخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "القول البدیع" میں اسے ذکر کیا ہے اور کہا کہ اسے ابوحفص بن شاہین نے "الترغیب" میں اور ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طریق پر روایت کیا ہے اور بعض آئمہ نے راوی اسماعیل بن یحیٰی بن عبیداللہ التیمی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے اسے ضعیف بھی قرار دیا ہے۔

اسی مضمون کی ایک حدیث ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اسماعیل بن یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے فطر بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ابوطفیل رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کی کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے استغفار کے وقت تمہارے گناہ معاف فرما دیئے ہیں، پس جو کوئی سچی نیت سے استغفار کرے گا اسے بخش دیا جائے گا اور جو کوئی لا الٰہ الا اللہ کہے گا۔ اس کا

ترازو جھک جائے گا اور جو مجھ پر درود بھیجے گا۔ میں قیامت کے دن اس کی سفارش کرنے والا ہوں گا۔

(جلاء الافہام صفحہ ۵۵)

حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّءَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (البخاری) جس کسی نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا۔ اس نے اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالیا۔ اس ارشاد نبوی کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بھی آپ ﷺ کا کوئی ارشاد یا عمل بیان کرتے تو انتہائی احتیاط سے کام لیتے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم تو ایسے بھی ہیں جنہوں نے بمشکل کوئی ایک آدھ ارشاد رسول ﷺ اپنی زبانی بیان کیا۔ بعض قلیل الروایت ہیں سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ قریب یعنی غارِ بدر اور قبر کا رفیق ہونے کے باوجود بہت کم روایات بیان فرمائیں۔ آپ واقف اسرار نبوت ہیں اور آپ کے متعلق سرور کائنات، فخر موجودات ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ کریم نے جو بات میرے سینے میں ڈالی۔ وہ بات اس نے صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے میں بھی ڈالی اور آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ میں نے سب کے احسانات کا بدلہ چکا دیا۔ ماسوائے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ان کے احسانات کا بدلہ کل قیامت کے روز خود اللہ تعالیٰ چکائے گا (ترمذی شریف) ان تمام تر سعادتوں کو سمیٹنے والے انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام اولاد آدم میں سب سے بڑھ کر شرف و درجہ پانے والے انسان نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان آگے پہچانے میں انتہائی حزم واحتیاط سے کام لیا۔

توضیح:

مذکورہ بالا ارشاد رسول ﷺ میں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے درود شریف کی جو فضیلت ہم تک پہنچائی اور شاید اس لئے پہنچائی ہے کہ یہ حجۃ الوداع کے موقع پر زبان رسالت سے صدور پذیر ہوئی اور اس موقع پر آپ ﷺ نے تمام حاضرین کی یہ ذمہ داری قرار دی تھی کہ وہ میری ان باتوں کو ان لوگوں تک پہنچانا یقینی بنائیں جو یہاں موجود نہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ مجھ پر درود بھیجنے والا۔ میری شفاعت سے قیامت کے دن ضرور بہرہ یاب ہوگا۔ ہر اس انسان کی جو مومن ہونے کی حقیقت جانتا ہے۔ کائنات کی ہر شے سے بڑھ کر اس انسان کامل سے محبت کرنے کو ایمان کی اصل روح گردانتا ہے۔ وہ ہر لحظہ اور ہر لمحہ اس بات کا متمنی رہتا ہے کہ قیامت کے روز اس نبی الحرمین، امام القبلتین ﷺ کی شفاعت سے بہرہ مند ہو۔ یہ امر کسی سے بھی مخفی نہیں کہ کل

قیامت کے دن جب تمام انسان ایک میدان میں جمع کر دیئے جائیں گے تو انہیں ایک ایسے شفیع کی تلاش ہوگی جو رب العالمین، احکم الحاکمین، مالک یوم الدین کے حضور عرض کر سکے کہ مولا کریم! اپنے بندوں کا حساب لے نکوکاروں کو جزا اور بدکاروں کو سزا کے فیصلے سنا۔ ان کے نامۂ اعمال انہیں عطا کر۔ اس مقصد کے لئے سیّدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ایک ایک دروازے پر لوگ سوالی بن کر جائیں گے مگر ہر در سے جواب یہ ملے گا کہ "نَفْسِیْ نَفْسِیْ" "اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ" مجھے آج اپنی فکر ہے کوئی اور دروازہ دیکھو مگر جب یہ شفیع کے متلاشی درِ مصطفیٰ پر پہنچیں گے تو آپ ﷺ کو منتظر پائیں گے آپ التجا سن کر کوئی اور دروازہ نہ دکھائیں گے بلکہ فرمائیں گے "اَنَا لَهَا" یہ میرا ہی منصب ہے۔ شفاعت کا دروازہ بھی میں ہی کھلواؤں گا اور سب سے پہلے جنت میں داخل بھی میں ہی ہوں گا۔ یہ شفاعت صغریٰ ہوگی اس کے بعد جب آپ کے علم میں یہ بات لائی جائے گی کہ اے شفیع عاصیاں، رحمت عالمیاں ﷺ آپ کی امت کے گنہگار اپنے گناہوں کی بدولت جہنم کے ساتویں درجے یعنی سب سے اوپر والے طبقے میں سزا سے دوچار ہیں تو آپ بے تابانہ شفاعت کا اذن مانگیں گے جس کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ" میری شفاعت تو میری امت کے گناہ کبیرہ کے مرتکب افراد کے لئے ہے۔ جب بارگاہ ایزدی سے اذن مل جائے گا تو پھر ایک عجب کیفیت کے ساتھ آپ ﷺ اپنی امت کے مخلص علماء، زہاد، حجاج، حفاظ، منصف اور سخی افراد کے ساتھ پہنچیں گے اور گنہگاروں کو جہنم سے نکال نکال کر جنت کے قابل بنوا بنوا کر اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ ان گنہگاروں میں وہ بھی ہوں گے جنہوں نے آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجا ہوگا۔ آپ انہیں اس سے آگاہ بھی فرماتے جائیں گے۔ انہیں ان کی امانت دکھاتے جائیں گے۔ یہ دیکھو یہ تمہارا مجھ پر بھیجا ہوا درود ہے۔ یہ تمہارا سلام ہے۔ تم تو میرے ہو۔ آؤ میں تمہیں بخشوا کر جنت میں لے چلوں، کیا خیر و برکت ہے۔ درود وسلام کی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ "جس نے بھی مجھ پر درود بھیجا میں قیامت کے روز اس کا شفیع ہوں گا۔ انتہائی خوش بخت ہیں وہ افراد جن کے زندگی کے لمحات آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے میں صرف ہوتے ہیں۔

درود شریف

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "المستدرک" میں حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے روایت کیا۔

انہوں نے حضرت خالد بن یزید سے انہوں نے حضرت سعید بن ابی ہلال رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے یحییٰ بن السبّاق رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے آلِ حارث کے ایک آدمی سے۔ اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں تشہد میں ہو تو وہ پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَآلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"۔

(جلاء الافہام صفحہ نمبر ۲۴)

"اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر درود بھیج جیسا کہ تو نے درود بھیجا۔ برکت نازل فرمائی اور رحم فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر یقیناً آپ کی ذات انتہائی تعریف کے قابل اور بزرگی والی ہے"۔

ہم تشہد میں جو درود پاک پڑھتے ہیں۔ وہ درود ابراہیمی کہلاتا ہے۔ اور یہ بھی درودِ ابراہیمی ہی ہے۔ اگر کوئی اہل ایمان یہ درود پاک بھی پڑھ لے گا تو بھی اس کی نماز ہو جائے گی۔

اور نماز سے باہر بھی ہم یہ درود پاک پڑھ کر بے شمار ثواب۔ برکتیں اور رحمتیں حاصل کر سکتے ہیں۔

بعض روایات میں یہ درود پاک ان کلمات کے اضافے کے ساتھ بھی ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ اور درج بالا درود پاک یعنی درود ابراہیمی میں اللہ جلّ مجدہٗ سے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل کے لئے تین دعائیں مانگی گئی ہیں۔ اور وہ ہیں رحمت، برکت اور ترحّم۔

اس سے قبل یہ عرض کیا جاچکا ہے کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام امت محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والتسلیم کے عظیم محسن ہیں اور جد الانبیاء کے شرف سے ایک امتیاز رکھتے ہیں، آپ کے صاحبزادے سیدنا حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے ہیں سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام جن کا لقب تھا "اسرائیل" سیدنا حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام تک جتنے بھی انبیائے کرام سلام اللہ علیہم دنیا میں تشریف لائے وہ سب کے سب اسی بنا پر اسرائیلی کہلاتے ہیں کہ وہ آل یعقوب علیہ السلام سے ہیں اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں امام الانبیاء شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

انا ابن الذبیحین میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام اور دوسرے سیدنا حضرت عبد اللہ علیہ السلام ان وجوہ کی بنا پر ہم اہل ایمان ان پر درود بھیجتے ہیں:۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنا گناہوں کی بخشش کا موجب بنتا ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

کملی والے کے مدینے کی بہاروں کو سلام — سبز گنبد کے نظر پرور نظاروں کو سلام
اشک برسائے جہاں امت کی خاطر آپ نے — یارسول اللہ ان خوش بخت غاروں کو سلام
بکریاں آقا چراتے تھے حلیمہ کی جہاں — ان چراگاہوں کو اور ان راہگزاروں کو سلام
ہوں کروڑوں ترے صائم کی طرف سے یاشہا — تیری آل پاک کو اور تیرے یاروں کو سلام

صائم چشتی

تو سخی تیرا سخی دربار ہے — گر کرم کر دو تو بیڑا پار ہے

دعا

رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ (القرآن)

ترجمہ: اے ہمارے پالنہار! ہم ایمان لائے۔ پس ہمیں بخش دے۔ ہم پر رحم فرما اور آپ ہی سب سے بہتر رحم فرمانے والے ہیں۔

لمحہ نمبر۱۱

فرمانِ رسول ﷺ

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَا مِنْ عَبْدٍ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً اِلَّا عُرِجَ بِھَا مَلَكٌ حَتّٰی یَجِیْئَ بِھَا وَجْہَ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ فَیَقُوْلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی: اِذْھَبُوْا بِھَا اِلٰی قَبْرِ عَبْدِیْ تَسْتَغْفِرُ لِصَاحِبِھَا وَتَقَرَّبِھَا عَیْنُہٗ" (جلاء الافہام صفحہ ۵۵)

ترجمہ: سیدہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہیں جو مجھ پر درود بھیجے مگر اسے ایک فرشتہ لے کر رحمان عزّوجل کے سامنے لاتا ہے۔ پس ہمارا بابرکت و بلند پالنہار فرماتا ہے۔ اسے (درود شریف) کو لے کر میرے بندے کی قبر کی طرف جاؤ۔ قبر والے کے لئے بخشش طلب کر اور اس کے ساتھ اس کی آنکھ کو ٹھنڈا رکھ۔

سند حدیث:

اس ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ وسلام کی سند ابن قیم جوزیہ نے یہ تحریر کی ہے کہ کہا ابراہیم بن رشید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہم سے بیان کیا عمر بن حبیب القاضی رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

توضیح:

صلوٰۃ وسلام کی بدولت ملنے والے انعامات کیا کیا انداز رکھتے ہیں۔ بتایا یہ جا رہا ہے کہ ایک امتی نے رب کریم ورحیم کا حکم مان کر رحمۃ للعالمین ﷺ پر درود بھیجا۔ اس درود کو فرشتہ لے کر اللہ جلّ مجدہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ اس سے ایک عظمت رسول ﷺ کا پہلو یہ ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ نے فرشتوں کی کتنی تعداد اس کام پر مامور فرما رکھی ہے جو کائنات ارضی کے چپے چپے پر موجود امت مسلمہ کے

کسی بھی فرد تک پہنچتے ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے درود پاک کو لیتے ہیں۔ ان فرشتوں کے لئے پیغمبر رحمت ﷺ نے سیاحین کا لفظ استعمال فرمایا ہے یعنی یہ وہ فرشتے ہیں جو صفحۂ ارضی پر ایسے لوگوں کے ہاں فی الفور پہنچتے ہیں جو سرورانس و جان ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں۔ درود پاک بھیجنے والے کو اس کے بعد یہ شرف حاصل ہوتا ہے کہ فرشتہ اس درود پاک کو لے کر رحمان و رحیم رب محمد ﷺ کے سامنے حاضر ہو گیا اور عرض کرنے لگا کہ اے الٰہ العالمین۔ عالم الغیب والشھادۃ تیرے فلاں بن فلاں بندے نے تیرے محبوب کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجا ہے۔ رب تعالیٰ کے حضور آپ کے امتی کی فرشتے کے ذریعے حاضری لگنا ایک بہت بڑا اعزاز ہے اور جیسا کہ دیگر روایات سے ثابت ہے کہ یہ سنتے ہی رب تعالیٰ بندے کو پہلا انعام یہ عطا فرماتے ہیں کہ فرشتے کو حکم دیتے ہیں کہ ایکبار درود بھیجنے والے کو میری طرف سے دس رحمتوں کا تحفہ دیدو۔ اس کے بعد اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں بتایا جا رہا ہے کہ ہمارا بابرکت و بلند شان کا مالک پالنہار فرماتا ہے۔ یہ ربنا کا کلمہ یہاں کتنا عظیم ہے کہ انسانیت کے محسن و غمخوار امتی کی تکلیف پر بے چین و بیقرار ہو جانے والے ہر دکھی دل کا سہارا بننے والے اپنے آپ کو اس فرشتے کو اور درود بھیجنے والے کو سامنے رکھ کر ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم سب کا پروردگار فرماتا ہے کہ اس درود کو لے کر میرے بندے کی قبر پر جاؤ۔ اللہ اکبر! امام الانبیاء شافع روز جزا اپنی زبان اقدس سے امت کو خبر دیتے ہیں کہ الاوانا حبیب اللہ لوگو! آگاہ رہو میں اللہ جل شانہ کا محبوب ہوں لیکن آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرماتے کہ مجھے پسند یہ ہے کہ مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہہ کر پکارا جائے۔ رب علیٰ کو بھی اپنے محبوب کی یہ ادا کتنی پسند ہے کہ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ امتی کی طرف سے بھیجے گئے اس درود پاک کو لے کر میرے بندے کی قبر پر حاضری دو۔ یہ سن کر وہ فرشتے اپنی قسمت پر کتنا ناز کرتے ہوں گے کہ یہ تو وہ حاضری ہے کہ جس فرشتے کو ایک بار میسر آئے گی۔ دوبارہ قیامت تک اس کی باری نہ آسکے گی اور یہاں درود پاک کی برکت سے بارگاہ ایزدی کی جانب سے یہ ڈیوٹی لگ رہی ہے کہ فوراً روضۂ اقدس پر پہنچ جاؤ' فرشتہ عرض کرتا ہے۔ یا اللہ وہاں جا کر کیا کروں؟ حکم ہوتا ہے تستغفر لصاحبھا۔ اس درود بھیجنے والے کے حق میں بخشش مانگتا رہ۔ لِ عربی قاعدے کے مطابق نفع کے لئے اور علیٰ ضرر کے لئے آتا ہے۔ یہ حکم کب تک کے لئے ہے۔ اس کی تخصیص نہیں فرمائی۔ مطلقاً حکم ہے کہ بخشش طلب کرتا رہ۔ اس سے یہ سمجھنا قطعاً غلط نہ ہوگا کہ ہم جب تک تمہیں کوئی اور حکم نہ دیں۔ اس وقت تک تمہارا کام میرے محبوب کے اس امتی کے لئے میرے بندے کی قبر پر رہ کر بخشش مانگتے رہنا ہے۔ کتنا عظیم اژدحام ہوگا

فرشتوں کا مسجد نبوی میں۔ کسی کے بس میں ہے کہ وہ یہ شمار کر سکے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے وصال مبارک سے لے کر آج تک کتنے امتی ہیں جو آپ پر درود و سلام بھیجنے میں مصروف رہے۔ بھیج رہے ہیں اور قیامت تک بھیجتے رہیں گے۔ سچ اور حق یہی ہے کہ ''رحمت حق بہانہ می طلبد'' اللہ جلّ مجدہٗ کی رحمت اپنے محبوب کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے تصدق آپ کے امتی کی بخشش کا بہانہ چاہتی ہے جس خوش قسمت امتی کی بخشش طلب کرنے کی ذمہ داری فرشتے کو سونپ دی جائے۔ وہ کیوں نہ اپنے نبی کے تصدق بخشا جائے گا۔ ارشاد رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم یہ ہے کہ فرشتہ اس درود بھیجنے والے کے حق میں بخشش بھی طلب کرے اور اس کے ساتھ اس کی آنکھیں بھی ٹھنڈی رکھے۔ آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ملتا ہے۔ درود شریف سے، یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو رخ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بدولت آنکھوں کا نور اور ٹھنڈک بھی حاصل کرتے اور یہ بھی کہتے کہ فداک ابی و امی میرے ماں باپ آپ پر قربان، اب اہل محبت کا وطیرہ یہ ہے کہ جب آپ کا اسم مبارک کانوں میں رس گھولتا ہے۔ دماغوں کو حلاوت عطا کرتا ہے تو اسے سنتے ہی وہ اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں اور بے تابانہ کہتے ہیں۔ وَقُرَّةُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم آپ ہی کی بدولت ہے۔ آیئے مل کر جھوم کر وجد میں ہو کر مستی میں ڈوب ڈوب کر دل کی گہرائیوں سے پکاریں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا مَوْلَائِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ

اس حدیث مبارکہ کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ جب فرشتہ اللہ جلّ مجدہٗ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے کہ یا اللہ! میں تیرے بندے کا تیرے محبوب پر بھیجا گیا درود و سلام لے کر حاضر ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ اس فرشتے کی ڈیوٹی لگا دیتے ہیں کہ اب تم اس درود بھیجنے والے کی قبر پر جا کر اس کے لئے بخشش کی دعا کرنے میں مصروف ہو جاؤ۔

اور یہ ایک واضح امر ہے کہ جس کے لئے فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بخشش مانگیں۔ اس کی بخشش کیونکر نہ ہوگی۔ یہ انعام بھی امتی کو درود و سلام کی بدولت نصیب ہوتا ہے۔

درود شریف

درج ذیل درود شریف کو مختلف آئمہ کرام اور محققین نے تواتر کے ساتھ اپنی کتب میں درج کیا ہے علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ایک ثقہ اور مشہور محقق ہیں۔ ان کی مایۂ ناز کتاب ''القول البدیع'' کو علماء کرام استحسان کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت بیان کی کہ ایک مرتبہ امام المرسلین سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین سیدہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر کوئی اہل ایمان یہ حلف اٹھائے کہ میں سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افضل ترین درود بھیجوں گا تو وہ درج ذیل درود پاک پڑھ کر اپنا حلف پورا کرسکتا ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَاءِ نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِكَ" .

"اے اللہ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ تیرے بندے اور تیرے رسول اور نبی اُمی لقب ہیں پر درود بھیج، اور آپ کی آل پر، اور آپ کی ازواج پر اور اولاد پر ایسا درود جو کہ تیری مخلوق کی تعداد، اور تیری ذات کی رضا، اور تیرے عرش کے وزن اور تیرے کلمات کی سیاہی کے برابر ہو"۔

اس درود پاک کے بے شمار فضائل اور فوائد عجیبہ بیان کئے گئے ہیں، اچانک کسی مصیبت میں گرفتار ہونے کی بنا پر اگر کوئی شخص روزانہ ایک سو گیارہ مرتبہ چالیس روز تک متواتر و مسلسل پڑھتا رہے تو اللہ کریم اس درود پاک کی بدولت اسے مصیبت سے نجات عطا فرما دیتے ہیں۔

درود پاک کے کلمات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے اجر و ثواب کا شمار کسی انسان کے بس میں نہیں، قرآن حکیم کی آیۂ مبارکہ مَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا ھُو، تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔ نہ اس کی مخلوق کا شمار ممکن ہے نہ اس کی رضا کا آخری کنارا کسی کے پاس ہے نہ عرش کا وزن کوئی جان سکتا ہے اور نہ ہی اللہ جلَّ مجدہٗ کے کلمات کی سیاہی جانی یا ماپی جا سکتی ہے۔ آقا علیہ السلام اللہ کا بندہ اس کا رسول اور نبی اُمی لقب کہلانا پسند فرماتے تھے۔ کیا ہی خوب عظمت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ امتی جو اس درود پاک کو وظیفہ بنائے ہوئے ہیں۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پڑھنے سے بندے کی ضرورت اللہ تعالیٰ اپنے ذمے لے لیتا ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیرِ لوا آدم و مَن سِوا
اس سزائے سیاست پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگین
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

بے سہیم و قیم و عدل و مثیل
جوہرِ فردِ عزت پہ لاکھوں سلام

کنز ہر بے کس و بے نوا پر درود
شاہِ ناسوت جلوت پہ لاکھوں سلام

پر تو اسمِ ذاتِ احد پر درود
نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

اے میرے معبود کے پیارے حبیب — اب ہمیں بلوائیے اپنے قریب

دعا

رَبِّ اَوْزِعْنِیٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَدْخِلْنِی بِرَحْمَتِکَ فِی عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ ○ (القرآن)

ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں اس نعمت پر جو تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو عطا کی ہے۔ تیرا شکر ادا کروں اور یہ کہ وہ نیک کام کروں جس سے تو راضی ہو اور مجھے اپنی رحمت کے طفیل اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔

لمحہ نمبر ۱۲

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ حِیْنَ یُصْبِحُ عَشْرًا وَّحِیْنَ یُمْسِیْ عَشْرًا اَدْرَکَتْہُ شَفَاعَتِیْ" (جلاء الافہام، صفحہ ۵۷)

ترجمہ: سیّدنا حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر صبح کو دس بار اور شام کو دس بار درود بھیجا۔ اسے میری شفاعت پا لے گی۔

سند حدیث:

اس حدیث مبارکہ کی ابن قیم جوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام طبرانی کی "المعجم الکبیر" کے حوالے سے سند یوں بیان کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن علی بن حبیب الطرائفی الرّقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن علی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے سلیمان بن عبداللہ الرّقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے بقیہ بن الولید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم بن محمد بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

توضیح:

اس ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم میں درود شریف کی جو فضیلت اور برکت بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ صبح و شام دس دس بار درود پاک پڑھنے والے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت میسر آئے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا قیامت کے دن نصیب ہونا۔ اللہ جل مجدہٗ کا کتنا بڑا انعام ہوگا۔ اس کا حقیقی اندازہ وہ صاحب ایمان لگا سکتے ہیں جن کی قرآن و سنت پر گہری نظر ہے۔

روز محشر نفسا نفسی کا بازار گرم ہوگا۔ قرآن حکیم میں ہے کہ

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ○ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ○ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ○ (پ۳۰ عبس ۳۴ تا ۳۷)

ترجمہ: اس دن آدمی اپنے بھائی' اپنی ماں' اپنے باپ اپنی بیوی اور اپنے بچوں سے بھاگے گا۔ اس روز ہر ایک کو ان میں سے ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے سب سے بے پروا کر دے گی۔

تمام اولاد آدم کو ایک ایسے شفیع کی تلاش ہوگی جو اللہ جلّ مجدہٗ کی بارگاہ بے نیاز میں یہ عرض کر سکے کہ مولا کریم! اپنے بندوں کا حساب کتاب لے کر انہیں جزاو سزا دے۔ اس مقصد کے لئے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب یہ کہہ کر مجھ میں ایسا کرنے کی تاب نہیں۔ کسی اور کے پاس جاؤ' انکار کر دیں گے اور تمام دروازوں سے انکار کے بعد جب لوگ محبوب داور' شافع محشر ﷺ کی خدمت میں پہنچیں گے تو ان کی حیرت کی انتہا نہ ہوگی کہ آپ ﷺ فرمائیں گے لوگو! تم کہاں تھے' ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ ارشاد ہوگا اَنَالَھَا یہ شفاعت کرنا میرا منصب ہے۔ (البدایہ والنھایہ)

آپ ﷺ کا ایک ارشاد یہ بھی ہے کہ قیامت کے روز اللہ کریم اپنے ہر ذی شان نبی علیہ السلام کو ایک ایک تخت عطا فرمائے گا۔ اللہ کا ہر نبی علیہ السلام اس تخت پر جلوہ فروز ہوگا۔ سوار ہوگا مگر میں اس خیال کی بنا پر کہ کہیں یہ تخت مجھے جنت میں لے جائے اور میری امت کا کوئی پرسان حال نہ ہو۔ تخت کے پاس کھڑا رہوں گا۔

جب اہل محشر تمام انبیاء علیہم السلام کے ہاں پہنچ کر اور شفاعت کی حامی نہ ملنے کے بعد حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں آئیں گے تو آپ ان کی ڈھارس بندھائیں گے۔ آپ کی زبان اقدس سے نہ تو دنیوی زندگی میں کلمۂ توحید کی لا کے سوا کبھی لا یعنی نہیں نکلا تھا اور نہ ہی محشر کے روز جبکہ چاروں طرف مایوسی اور پریشانی کا عالم ہوگا۔ لا نکلے گا۔ آپ فوراً رب کریم کے حضور سجدے میں گر جائیں گے۔ اس سجدے کی طوالت سات ایام پر مشتمل ہوگی۔ اللہ جلّ مجدہٗ فرمائیں گے۔ سر اٹھایئے! مانگئے عطا ہوگا۔ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت کو باریابی ہوگی۔ آپ اپنے پروردگار کے حضور اولاد آدم کی پریشانی کا ذکر فرمائیں گے جس پر مالک یوم الدین حساب و کتاب کے عمل کو شروع فرمانے کا حکم جاری فرمائے گا۔ تمام لوگوں کو ان کے نامۂ اعمال تھما دیئے جائیں گے۔ اعمال صالحہ اور اعمال سیّئہ کے

وزن کے لئے میزان قائم ہوگی اور

"فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُہٗ ۝ فَھُوَ فِیْ عِیْشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ ۝ فَاُمُّہٗ ھَاوِیَۃٌ ۝" (پ۳۰، س القارعۃ)

ترجمہ: جس کا نیکیوں والا پلڑا بھاری ہوگا وہ پسندیدہ زندگی پائے گا اور جس کا پلڑا ہلکا ہوگا۔ اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا۔ اور اس ٹھکانے میں شعلے مارتی آگ میں وہ جلتا رہے گا۔

بعض روایات کے مطابق رحمۃ للعالمین اپنی امت کے گنہگاروں کے اعمال وزن ہوتے بھی دیکھیں گے۔ ایک مرتبہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان حشر میں آپ کو تلاش کرنا ہو تو کہاں کریں۔ فرمایا میزان کے قریب حوض کوثر کے پاس اور پل صراط کے نزدیک اللہ اکبر کہیں امت کے وزنِ اعمال کی نگرانی ہے۔ کہیں پیاسوں کو حوض کوثر سے سیراب کرا رہے ہوں گے اور کہیں صراط کے پاس قیام فرما کر رَبِّ سَلِّمْ ۔ رَبِّ سَلِّمْ کی دلنواز صداؤں سے کامیابی کے ساتھ پار اتر جانے کی دعائیں ہیں۔ یہ تو شفاعت صغریٰ ہوگی جس کی بدولت تمام اولاد آدم اپنے اپنے اعمال کے مطابق اپنے ٹھکانوں کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد جب آپ کے نوٹس میں یہ بات آئے گی کہ آپ کی امت کے گنہگار جہنم کے سب سے اوپر والے طبقے میں اپنے گناہوں کی سزا کی خاطر داخل کئے گئے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ سے اذن شفاعت لے کر قرآن، روزہ، حاجی، شہید، نابالغ وفات پا جانے والے بچوں کو ساتھ لے کر اپنی امت کے تمام گنہگاروں کی شفاعت کا عظیم سامان مہیا کریں گے۔ صبح وشام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دس مرتبہ درود شریف بھیجنے والے آپ کی شفاعت کے حقدار بنیں گے۔ یہ شفاعت کبریٰ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بکثرت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کی توفیق عطا فرمائے۔

درود شریف

درج ذیل درود پاک کو مشہور محدث امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے باب "صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں درج کیا اور اس کی سند یوں بیان کی۔ کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یونس رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن ابراہیم بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ نے۔ انہوں نے محمد بن عبداللہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے عقبہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ سے اس خبر کے ساتھ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہو۔ ابوداؤد حدیث نمبر ۹۸۳:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ"۔

ترجمہ: "اے اللہ تو درود بھیج حضرت محمد ﷺ جو کہ نبی اُمی لقب ہیں اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر"۔

مندرجہ بالا درود پاک میں آپ ﷺ نے اپنے لئے کلمہ النبی کے ساتھ الامی بیان فرمایا ہے آپ اُمی لقب ہیں۔یعنی آپ نے صرف اور صرف اللہ جلّ مجدہٗ سے پڑھا ہے اولاد آدم میں سے کوئی آپ کو پڑھانے والا نہیں۔اس کلمہ کا ترجمہ معاذ اللہ یہاں ان پڑھ کرنا بہت بڑی جہالت ہے۔اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ آپ کو رحمان یعنی رب کریم نے قرآن حکیم کی تعلیم دی۔آپ اُمی لقب ہیں۔یعنی تمام علموں کی اصل آپ ﷺ کی ذات اقدس ہے اور اہل ادب، اہل عشق و محبت تو امتی ہونے کا حق یوں ادا کرتے ہیں کہ تمام امت کے علماء و محققین خواہ وہ محدث ہیں یا مفسر یعنی علوم نقلیہ میں کمال رکھتے ہیں یا علوم عقلیہ ان کے علم کی نسبت ایک صحابی رسول ﷺ سے ایسی ہے جیسی ایک قطرے کو سمندر سے ہے پھر یہی نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک ایک خلیفۂ راشد رضی اللہ عنہ سے اور پھر تمام امت بشمول مفسرین محدثین، فقہا، متکلمین، ادیب، فصیح، مؤرخین، کلہم کے علم کو حضور سیّد عالم ﷺ کے علم کے ساتھ وہی نسبت ہے جو قطرے کو سمندر سے ہے وہ مزید بیان کرتے ہیں کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس لامحدود غیر متناہی علم کو اللہ جلّ مجدہٗ عزاسمہٗ، سبحانہ وتعالیٰ کے علم سے یہ نسبت بھی نہیں دی جاسکتی جو قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔کیونکہ سمندر کا آخر کہیں نہ کہیں کنارا ہے۔اور اللہ جل شانہ کے علم کا کوئی کنارہ ہی نہیں

"لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ"۔ (البقرہ)

"اللہ تعالیٰ کے علم سے کچھ بھی احاطہ کرنا کسی کے بس میں نہیں"۔ (سبحان اللہ)

حضور سیّد عالم ﷺ کی بدولت امت کو جو علم نصیب ہوا اس کی روشنی میں باتفاق جمہور علماء سیدنا حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے سَلُوْنِیْ مَا شِئْتُمْ لوگو جو چاہو۔مجھ سے پوچھو باب العلم کی کیفیت یہ ہے۔ مدینۃ العلم کی وسعتوں کو کون جانے یہ ہیں اُمی لقب ﷺ

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے قیامت میں آقا علیہ السلام کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

اے صبا مصطفیٰ سے کہہ دینا　　غم کے مارے سلام کہتے ہیں
یاد کرتے ہیں تم کو شام و سحر　　بے سہارے سلام کہتے ہیں
اللہ اللہ حضور کی باتیں　　مرحبا رنگ و نور کی باتیں
چاند جن کی بلائیں لیتا ہے　　اور تارے سلام کہتے ہیں
زائر طیبہ تم مدینے میں　　میرے آقا سے اتنا کہہ دینا
کملی والے رسول سن لیجئے　　غم کے مارے سلام کہتے ہیں
ذکر تھا آخری مہینے کا　　تذکرہ چھڑ گیا مدینے کا
حاجیو! مصطفیٰ سے کہہ دینا　　بے سہارے سلام کہتے ہیں

(پیامی)

السلام اے دردمندوں کے طبیب　　ہو مدینے کی ہوا ہم کو نصیب

دعا

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ۝ (القرآن)

ترجمہ: اور میں اپنا سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ یقیناً اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔

لمحہ نمبر ۱۳

فرمانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ "اَکْثِرُوا الصَّلاَۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَّشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلاَئِکَۃُ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلاَّ بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ قُلْنَا: وَبَعْدَ وَفَاتِکَ؟ قَالَ: "وَبَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ" (جلاء الافہام، صفحہ ۵۷)

ترجمہ: سیّدنا حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود بھیجو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو بندہ بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کی آوز مجھے پہنچتی ہے۔ وہ بندہ خواہ کہیں بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا اور میری وفات کے بعد بھی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام (سلام اللہ علیہم) کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔

سندحدیث:

اس حدیث مبارکہ کی سند یوں بیان ہوئی ہے۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے یحییٰ بن ایوب العلاف رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید بن ابومریم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے خالد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے سعید بن ابوہلال رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ روایت کرتے ہیں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے۔ (جلاء الافہام صفحہ ۵۷)

توضیح:

اس ارشادرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں درج ذیل امور بیان ہوئے ہیں۔

۱- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ایمان کو جمعہ کے دن بکثرت درود بھیجنے کا حکم دیا۔

۲- جمعہ کو یوم مشہود قرار دیا۔

۳- اس دن فرشتوں کی خصوصی حاضری۔

۴- یہ کہ ہر درود پاک پڑھنے والے کی آواز کا آپ تک پہنچنا۔

۵- صحابہ رضی اللہ عنہم کا بشری تقاضوں کے مدنظر سوال کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کی وفات کے بعد بھی کائنات کے کونے کونے سے آپ کے پروانوں کی صلوٰۃ وسلام کی گونج آپ تک پہنچے گی۔

۶- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بطور خاص وفات کے بعد بھی آواز پہنچنے کا اثبات میں جواب۔

۷- زمین پر یہ حرام ٹھہرا دینا کہ وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے پاک ومطہر اجسام کو کھائے۔

مندرجہ بالا امور میں سے ایک ایک امر اتنا اہم اور وسیع ہے کہ مستقل کتاب کا تقاضا کرتا ہے اور علماء اسلام یعنی وہ علماء جنہوں نے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح ایمان جانا اور ''مَنْ اَکْثَرَ حُبَّہٗ فَاَکْثَرَ ذِکْرُہٗ'' یعنی جس سے محبت زیادہ ہوتی ہے اس کا تذکرہ بھی زبان پر بہت زیادہ رہتا ہے کے مطابق بڑی بڑی ضخیم کتب بھی تحریر فرمائیں ہم ان امور کو مختصراً یوں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ جل مجدہٗ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا میرا اور میرے فرشتوں کا وظیفہ ہے۔

لہٰذا اے مومنو! یہ وظیفہ تمہیں بھی عطا ہوتا ہے تم بھی رب کریم کے محبوب کریم پر درود وسلام بھیجو!

اللہ بزرگ وبرتر کے حکم کے بعد رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امتیوں کو اس بحر رحمت سے خوب خوب دامن بھر لینے کے لئے بکثرت درود وسلام بھیجتے رہنے کا حکم دیدیا۔ اللہ جل مجدہٗ کا حکم ''درود بھیجو'' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم کہ ''مجھ پر بکثرت درود بھیجو'' اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے استفسار پر انہیں ارشاد فرمانا کہ ذکر کے لئے وقف سارا وقت مجھ پر درود بھیجنے کے لئے صرف کرو یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے۔

خصوصاً جمعہ کے دن! یہ یوم مشہود ہے' دنوں کا سردار اور مساکین کی عید کا دن ہے۔ جمعہ کے دن ہر امتی کا نامۂ اعمال آپ کے سامنے فرشتے پیش کرتے ہیں۔ اب جس کے نامۂ اعمال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود بھیجنا موجود ہوگا۔ وہ اتنا ہی زیادہ اطاعت واتباع کا خوگر ہوگا۔ اپنے ہر عمل میں اسی بات کو زیادہ اہمیت دینے والا ہوگا کہ اس کے متعلق سرور عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ پانی پینا ہو یا کھانا کھانا۔ لیٹنا اور استراحت کرنا ہو یا چلنا پھرنا' سونا ہو یا سو کر اٹھنا' تجارت کرنا ہو یا مزدوری' معلّمی ہو یا منصفی یہاں تک کہ نماز جیسی اہم عبادت کی بجا آوری ہی کیوں نہ ہو ہر وقت اور ہر مقام پر یادِ

رسول ﷺ میں کھوئے رہنا ہی تو ایمان و اسلام کی جان ہے۔

نماز میں یادِ رسول ﷺ کے متعلق وسوسے میں مبتلا ہو جانے والے انتہائی دیانتداری کے ساتھ غور فرمائیں! جب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہو کہ صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ۔ نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتا دیکھتے ہو تو کیا نمازی پر لازم نہیں کہ نماز کے لئے کھڑا ہوتے وقت تصور کرے کہ میرے نبی علیہ السلام یوں کھڑے ہوئے۔ تکبیر اولیٰ کہتے اور ہاتھ اٹھاتے اور باندھتے وقت نبی علیہ السلام کی اداؤں کے تصور کے بغیر نماز کیسے ہوگی۔ سورۂ فاتحہ کے متعلق آپ ﷺ کی بیان کردہ اہمیت کہ اس کے بغیر تو محبوب کریم ﷺ نماز کو نماز ہی نہیں مانتے' فاتحہ کی تلاوت کے دوران جب صراط مستقیم کی طلب ہو تو زبان سے کہے کہ ان کی راہ جن پر تو نے انعام کیا اور ان منعم علیہم میں پہلے نمبر پر حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔ آیات کی تلاوت کے وقت ان آیات مبارکہ کی تفصیل میں میں نہیں جانا چاہتا جن میں بصراحت آپ ﷺ کا ذکر ہے۔ صرف سورۂ اخلاص کا ذکر کروں گا۔ نمازی جب نماز میں اس "ثُلُثُ القرآن" کی تلاوت کرے گا تو اس کا آغاز کلمۂ "قُلْ" سے ہے یعنی اے نبی کریم آپ فرمادیں کیا توحید خالص کو تصور نبوت میں نہیں بند کر دیا گیا۔ رکوع' سجود' تشہد سب جگہ کیا تصور ہو؟ سلام اور صلوٰۃ میں تو آپ ﷺ کے نام کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی آل اور سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل کا نام بھی زبان سے ادا کئے بغیر نماز نامکمل ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ امتی جہاں کہیں بھی مجھ پر درود بھیجے۔ اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے۔ یہاں مطلقاً آواز پہنچنے کا ذکر ہے۔ آہستہ یا بلند کا ذکر نہیں۔ اکیلے بھیجے یا جماعت اس کا بھی ذکر نہیں۔ اتنا فرمایا کہ مجھے درود بھیجنے والے کی آواز پہنچتی ہے کیوں نہ پہنچے۔ اس ذات لاشریک نے جو خود انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ اپنے محبوب علیہ السلام کو اہل ایمان کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب کر دیا ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب)

یہ خاص ذیشان نبی مومنوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہیں۔

آپ ﷺ کو شاہد اور شہید بنا کر بھی بھیجا گیا۔ جو اہل علم لفظ شاہد کے مفہوم کو اس کی حقیقی روح کے ساتھ جان لیں وہ کبھی بھی اپنے نبی علیہ السلام کو اپنے سے دور نہیں جان سکتے۔ بات صرف معمولی غور و فکر سے کام لینے کی ہے۔

اس ضمن میں ایک اور حقیقت کی طرف توجہ دلانا بہت ضروری ہے اور وہ یہ کہ جو افراد صلوٰۃ وسلام کے ضمن میں اس حدیث مبارکہ کو صدق دل سے ماننے کی بجائے اُدھر اُدھر کی ٹامک ٹوئیوں میں کھو جاتے ہیں۔ ان سے محبت بھرے انداز میں گزارش ہے کہ وہ یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے درود وسلام بھیجنے والے کے درود وسلام کو آپ تک پہنچانے کے لئے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جنہیں ''سیّاحین'' کہا جاتا ہے۔ اب وہ خود فیصلہ کریں کہ ایک امتی نے دنیا کے کسی بھی کونے سے اپنے نبی علیہ السلام پر درود بھیجا۔ فرشتے نے اسے آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچانے میں کتنا وقت لگایا۔ قرآن حکیم سے ثابت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی حضرت آصف بن برخیا نے ملکہ بلقیس کا وزنی تخت یمن سے بیت المقدس میں آنکھ جھپکنے میں پہنچا دیا تھا۔ بارش کے قطروں کو فرشتے کتنی دیر میں زمین پر لاتے ہیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کائنات بھر سے روحیں کتنی دیر میں قبض کرتے ہیں۔ عالم برزخ میں نکیرین مُردوں کے پاس کتنی دیر میں پہنچتے ہیں۔ اس حقیقت کو اگر جان لیا جائے تو دور ونزدیک کے تمام جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔ اللہ کریم ہمیں اپنے نبی ﷺ کے فرمان پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ دُنیوی زندگی میں تو یارسول اللہ ﷺ آپ پر درود بھیجنے والے کے درود کی آواز کو سن رہے ہیں۔ جب آپ وفات پا جائیں گے تو پھر کیا ہوگا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس شبہ کا ازالہ بھی آپ نے فرمادیا کہ اللہ کا نبی علیہ السلام اپنی قبر میں زندہ ہوتا ہے۔ اسے رزق ملتا رہتا ہے۔ اللہ کا نبی زمین کے اوپر ہو یا اس کے اندر زمین اس کے جسم کو نہیں کھاتی۔ اللہ کے نبی کا تو بہت بلند درجہ ہے۔ یہ زمین صدیق شہید اور ولی کے جسم کو ہمہ وقت تروتازہ رکھتی ہے۔ ہر مرنے والے کی قبر یا تو جنت کا باغ ہوتی ہے یا جہنم کا گڑھا۔ جس کے لئے قبر جنت کا باغ بن گئی تو وہاں موت کیسی؟ مٹنا کیسا، ختم ہونا کہاں؟

قرآن حکیم سے ثابت ہے کہ حضرت عُزیر علیہ السلام بیت المقدس کے قریب ایک راستے پر پورے سو سال لیٹے رہے انہیں اللہ نے موت دی مگر وہاں سے گزرنے والوں میں سے کسی نے بھی انہیں مرا ہوا نہ دیکھا بلکہ آرام کرتے پہلو بدلتے دیکھا، ان کا جسم، لباس بلکہ پاس رکھی کھانے پینے کی چیزیں بھی تروتازہ رہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام موت کے بعد ایک طویل عرصے تک اپنے عصا کے سہارے کھڑے رہے مٹی نے انہیں کچھ نہ کہا جنوں نے زندہ سمجھ کر رات دن کام کیا۔ اصحاب کہف سالوں نہیں، صدیوں تک غار میں لیٹے رہے۔ مٹی نے انہیں کچھ بھی نہ کہا۔

۱۹۷۸ء میں مسجد نبوی کی توسیع کے ضمن میں کھدائی کے دوران حضور سید عالم ﷺ کے والد ماجد

سیّدنا حضرت عبداللہ کی قبر کھل گئی۔ آپ کا کفن بھی نیا تھا اور چہرے کی سرخی بھی کم نہ ہوئی تھی۔ سبحان اللہ! اخبارات نے اس پر بڑے بڑے اداریے اور مضامین شائع کیے جو سعودی لائبریریوں میں دیکھے اور پڑھے جا سکتے ہیں۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان تو تمام اولاد آدم میں انوکھی اور نرالی ہے۔ یہ اپنی قبروں میں نماز بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ بیت المقدس میں معراج کی رات امام الانبیاء کے پیچھے نماز میں بھی شامل ہوتے ہیں۔ آسمانوں پر آپ ﷺ سے ملتے بھی ہیں اور پچاس نمازوں کے ضمن میں مشورہ دے دے کر انہیں پانچ کروا دیتے ہیں۔

بیت اللہ کی شان اگر بلند ہے تو انہیں انبیاء علہم السلام کے وجود اس کے پاس ہونے سے۔ مسجد اقصیٰ کا اردگرد اگر بابرکت ہے تو انہیں نفوس قدسیہ کے وجود کی بدولت اور اگر مسجد نبوی کی شان نرالی ہے تو امام الانبیاء سلام اللہ علیہ کے اس میں مقیم ہونے سے۔

لہٰذا اے اہل ایمان! یاد رکھو کہ انبیاء علیہم السلام ہیں تو بشر مگر کیسے بشر کہ ان پر اللہ وحی نازل کرتا ہے ان سے ہمکلام ہوتا ہے اور کسی کو وہ معیت اور قرب عطا کرتا ہے کہ کسی نبی مُرسل سلام اللہ علیہ یا کسی مُقَرَّب فرشتے کا بھی وہاں گزر نہیں ہو پاتا۔ ان کی راتیں رب کے ہاں بسر ہوتی ہیں وہ ہی انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے یہ گتھی یوں سلجھائی۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر　　گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
شیر آں باشد کہ مردم را درد　　شیر آں باشد کہ مردم او خورد

یعنی اللہ کے پاک بندوں کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو۔ لکھنے میں تو شیر اور شِیر ایک جیسے ہوتے ہیں مگر شیر بندوں کو پھاڑتا ہے جبکہ شیر یعنی دودھ کو لوگ پیتے ہیں۔

عقیدہ رکھو۔ قرآن وسنت کی روشنی میں یقین کی نعمت سے مالا مال رہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جن کا امتی ہونے کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ ان کی موت نے انہیں اپنے رب رفیق اعلیٰ سے ملایا ہے۔ ان کی برزخی حیات دنیوی حیات سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔ جس طرح آپ دنیوی حیات میں مدینہ منورہ، مکہ معظمہ، طائف، تبوک، یرموک، نجران اور دیگر دور دراز علاقوں میں رہنے والوں کا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ سنا کرتے اسی طرح آج بھی بلکہ قیامت تک دنیا کے جس جس کونے میں رہ کر امتی درود وسلام پیش کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ ان کی آوازوں کو سن رہے ہیں اور رحمۃ للعالمینی کی چادر میں ان کو

ڈھانپ رہے ہیں۔

درود شریف

امام نسائی کہتے ہیں:

کہ ہمیں خبر دی سعید بن یحییٰ بن سعید الاموی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حدیث میں اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے۔ وہ اسے حضرت عثمان بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ سے وہ حضرت خالد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے۔ وہ حضرت موسیٰ بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن خارجہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر درود بھیجو اور دعا میں خوب خوب کوشش کرو اور کہو۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ"۔

ترجمہ: "اے اللہ درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر"۔

نوٹ: مندرجہ بالا درود شریف بار بار پڑھیے اور غور کیجئے کہ یہ وہ درود پاک ہے جو امت مسلمہ کی ایک جماعت یعنی اہل تشیع اپنی مجالس میں، نماز میں، تقاریب میں بکثرت پڑھتے ہیں اور یہ درود حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو سکھلایا ہے اور حکم بھی دیا ہے کہ صَلُّوْا عَلَیَّ یعنی مجھ پر درود بھیجو، تو کسی کے یہ درود انفرادی یا اجتماعی انداز میں پڑھنے پر کسی کو معترض نہیں ہونا چاہئے، مقصد تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا ہے۔

یہ چھوٹی چھوٹی باتیں بڑھتی بڑھتی امت میں تفرقہ وانتشار کا اور باہمی نفرت کا سبب بنتی چلی گئیں۔

ہمیں متحد ہونا ہے۔ ایک دوسرے کے قریب آنا ہے نفرتوں عداتوں کو ختم کرنا ہے، فاصلے مٹانا ہے۔

اگر ہمارے درمیان فاصلے ہوں اور وہ بھی درود پاک کے سبب تو یہ ہمارے لئے کس قدر اندوھناک امر ہوگا۔

آل سے مراد صرف اہل بیت اطہار ہوں۔ یا وہ صحابہ وصحابیات بھی جنہیں خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آل قرار دیا یا اس سے وہ وسعت مراد لی جائے جو بعض آئمہ دین نے واضح کی ہر وہ ابن آدم جو آپ کا کلمہ پڑھتا ہے۔ آپ کے لائے ہوئے دین پر ایمان لاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت رکھتا ہے۔ ہم نے تو محدثین رحمہم اللہ کا بیان کردہ درود پاک پڑھنا اپنا ورد بنانا ہے اور بس۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے غریب آدمی کو صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

عشق نبی مرسل جب روح کو جلا دے راہ طلب کی لذت جب قلب کو مزا دے
ہستی کا ذرہ جب آہ کی صدا دے جب سوز عاشقانہ جذبات کو جگا دے
سلطان انبیاء سے میرا سلام کہنا عالَم کے دلربا سے میرا سلام کہنا
محبوب کبریا سے میرا سلام کہنا

پیش نظر ہو جس دم وہ بارگاہِ نوری دربار مصطفیٰ کی حاصل ہو جب حضوری
دیدار مصطفیٰ کی جب آرزو ہو پوری ہو دور رنج وکلفت مٹ جائے فکر دوری
سلطان انبیاء سے میرا سلام کہنا والشّمس کی ضیاء سے میرا سلام کہنا
محبوب کبریا سے میرا سلام کہنا

الحاج عبدالمجید

ہم غلاموں کو مدینہ ہو نصیب یاالٰہی از پے زلفِ حبیب

دعا

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (القرآن)

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے میرے ماں باپ اور ہر اس مومن کو جو میرے گھر میں داخل ہو اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دے۔

نوٹ: ان کے بعد جو درود شریف درج کئے جا رہے ہیں ان کی سند بیان نہیں ہوگی صرف کتب کے حوالہ جات پر اکتفا کیا جائے گا۔

یہاں پر یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ رسول اکرم، رحمت عالم اور شفیع معظم ﷺ نے اہل ایمان کو ترغیب دلائی ہے حکم دیا ہے کہ وہ صلوٰۃ و سلام بھیجیں۔ یہ قید کہیں نہیں کہ صرف انہیں کلمات کے ساتھ بھیجیں۔ جو انہیں سکھلائے جا رہے ہیں۔ اس بنا پر اولیاء اللہ رحمھم اللہ نے اپنے اپنے علم کے مطابق بہتر سے بہتر کلمات کے ساتھ درود و سلام بھیجے۔ اور ان کے فوائد عجیبہ سے متمتع بھی ہوئے۔

لمحہ نمبر ۱۴

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

"عَنْ حَسَنِ بْنِ حَسَنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ "صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ وَلَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ مَقَابِرَ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِهِمْ مَسَاجِدَ وَصَلُّوْا عَلَیَّ، فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ تبلغنی حَیْثُمَا کُنْتُمْ"۔ (جلاء الافہام صفحہ 58)

ترجمہ: سیّدنا حضرت حسن بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ بلاشبہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ" اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا اور مجھ پر درود بھیجو پس یقیناً تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے۔

سندِ حدیث:

اس ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سند اور اس کا پس منظر یوں بیان کیا گیا ہے حضرت سہیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سلام بھیجنے کے لئے حاضر ہوا اور حسن بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس (یعنی آپ کی قبر مبارک کے پاس) رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے پس آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا میں ان کے پاس گیا فرمایا: قریب آؤ، پس کھانا کھاؤ، میں نے عرض کیا مجھے اس کی طلب نہیں مجھ سے فرمایا۔ کیا بات ہے میں نے تمہیں کھڑا پایا۔ عرض کیا، میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سلام بھیجنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں انہوں نے فرمایا کہ جب تم مسجد میں داخل ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سلام بھیجا کرو۔ پھر آپ نے مندرجہ بالا ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انہیں سنایا۔ اسمٰعیل قاضی نے اس کی تخریج کی ہے اور اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔

توضیح:

اس ارشاد رسول ﷺ میں ہمیں تین باتوں کی تعلیم دی گئی ہے نمبر 1: یہ کہ جن گھروں میں نماز کے فرائض کے علاوہ سنن اور نفل نہیں پڑھے جاتے یا گھروں میں موجود عورتیں نماز نہیں پڑھتیں وہ گھر قبریں ہیں انسان تو ذکر الٰہی کی بدولت ہی انسان ہے ورنہ مُردے۔ حضور سیّد عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ کَمَثَلِ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (مشکوٰۃ شریف) اپنے پالنہار کا ذکر کرنے اور ذکر نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ ذکر الٰہی سے ہی دلوں کو حیات، تازگی، ولولہ اور نور میسر آتا ہے۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

یقیناً وہی گھر زندوں کا گھر ہے جس میں عبادات کی بجا آوری کا پورا پورا اہتمام ہو، حضور نبی کریم، رؤف و رحیم ﷺ اکثر نفل عبادات گھر میں بجالایا کرتے اور گھر والوں کو بھی ان کی بجا آوری کی تلقین فرماتے۔ ہمیں بھی زندہ ہونے کا شعور اسی انداز میں دینا چاہیے۔

دوسری بات یہ فرمائی گئی کہ اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت فرمائے کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مساجد بنا لیا قرآن حکیم میں یہود کا یہ غلو بھی بیان ہوا ہے کہ انہوں نے سیّدنا حضرت عزیز السلام کو خدا کا بیٹا کہا اللہ جلّ مجدہٗ کا کوئی برگزیدہ رسول و نبی ہو (علیہ السلام) یا صدیق و شہید و ولی سب اللہ جلّ مجدہٗ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی عزت مرتبہ اور مقام ہے اور ان کی قبور شعائر اللہ ہیں۔ مقام ابراہیم ایک پتھر ہے جس پر سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کا واضح نشان موجود ہے اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کو یہ عظمت اور بزرگی عطا فرمائی کہ حج و عمرہ کرنے والوں کو اس کے قرب میں کھڑے ہو کر اللہ جلّ مجدہٗ کے حضور جھکنے کی تعلیم قرآن حکیم میں دی۔ اور کوہِ طور کی وہ وادی جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہونا تھا اسے قرآن حکیم میں مقدس وادی کہا گیا اصحاب کہف جس غار میں فروکش ہوئے اس کو یہ عظمت ملی کہ قرآن حکیم کی ایک مکمل سورت کو نام ہی ''الکہف'' عطا ہوا۔ سورۃ البقرہ میں مذکور ''تابوت سکینہ'' یعنی طمانیت کا باعث صندوق اتنی عظمت والا کیوں بنا کیونکہ اس میں انبیائے بنی اسرائیل کے تبرکات تھے۔ غرض قرآن حکیم میں ہمیں یہ تعلم عطا ہوئی ہے کہ ''وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ'' اور جو کوئی بھی اللہ کے شعائر کی تعظیم بجا

لائے گا یقیناً یہ دلوں کا تقویٰ ہے یہ تعظیم کیسی ہونی چاہیے۔ جب ہم اللہ کے محبوب علیہ السلام کے مزار پُرانوار جنت رشک روضۂ اطہر پر حاضری دیں تو ہمارے قلوب حُب مصطفیٰ ﷺ سے معموری کی حالت میں ہوں اور زبان صلوٰۃ وسلام کے پاکیزہ نغمات گنگنائے، نہ کہ وہاں پہنچ کر قبلہ شریف کو پشت کر کے نوافل پڑھیں یا محض سجدہ کریں ایسا کرنا شرک کے زمرے میں آتا ہے اسی طرح کسی بھی اللہ تعالیٰ کے ذی شان وذی مرتبت نبی سلام اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر حاضری کے وقت سلام پیش کیا جائے۔ اسی طرح اولیائے کاملین رحمہم اللہ کی قبور پر فاتحہ خوانی کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی جائے کہ الٰہ العالمین اپنے اس مقبول بندے پر نازل ہونے والی اپنی رحمت کے طفیل ان کے درجات کو اور بلند فرما اور میری فلاں فلاں حاجات کو پورا فرما۔

رہا یہ سوال کہ ایسے مقدس مقامات پر ہی دعا کیوں مانگی جائے۔ اللہ کریم تو ہر بندے کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اس سے ہی سوال کیوں نہ کیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر بندے کے قریب ہے اور ہر دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول فرماتا ہے اگر کوئی بیت اللہ شریف، صفا ومروہ، مقام محمود، منیٰ، عرفات، مزدلفہ، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ یا شہر کی جامع مسجد کو وہ اہمیت دینے کے لئے آمادہ نہیں جو دعا کی قبولیت کے لئے قرآن وسنت میں موجود ہے بے شک نہ دے مگر جو اہل ایمان یہ کہیں کہ ربّ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے بندے کی سنتا ہے مگر بعض مواقع اور مواضع ایسے ہیں جہاں مقبولیت کے امکانات بڑھ جاتے ہیں تو انہیں بھی غلط نہ کہا جائے۔ کیونکہ ان کے لئے بھی قرآن وسنت میں ایسے دلائل موجود ہیں جن کی روشنی میں وہ مقدس مقامات پر جا کر ربّ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ بے شمار دلائل میں سے صرف ایک دلیل پر اکتفا کیا جاتا ہے سورۂ آل عمران میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی کفالت کی ذمہ داری سونپی ان کے سوا حضرت مریم کے حجرے میں کوئی داخل نہ ہوسکتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیّدہ حضرت مریم پر رحمتوں کا نزول یوں ہوا کہ ان کی پرورش جنت کے ایسے پھلوں سے ہوئی کہ جن کا وجود اس وقت دنیا میں نہ تھا۔ ایک دن سیّدنا حضرت زکریا علیہ السلام نے سیّدہ حضرت مریم سلام للہ علیہا سے پوچھا کہ اے مریم! یہ پھل تمہارے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سن کر قرآن ہمیں بتاتا ہے هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ۔ اسی مقام پر یعنی رحمتوں کے نزول کی جگہ پر سیّدنا حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے پالنہار سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرما کر انہیں سیّدنا حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت

سنا دی گئی اگر چہ آپ بھی اور آپ کی زوجۂ محترمہ بھی عمر کے اس حصے میں تھے جہاں اولاد ملنے کی ظاہری وجہ ختم ہو جاتی ہے مگر آقائے نامدار، مدنی تاجدار اور اولاد آدم کے سردار حضرت محمد رسول ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق کہ لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَآءَ (مسلم شریف) صرف دعا ہی ''مؤمن کا وہ ہتھیار ہے'' جو تقدیر کو بدل کر رکھ دیتا ہے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک اہل ایمان نزول رحمت والی جگہوں پر دعائیں مانگنے کے لئے جاتے رہے ہیں اور قیامت تک جاتے رہیں گے اگر کم علم مسلمان مزارات پر جا کر قبور کو معاذ اللہ سجدہ کریں تو انہیں حکمت و موعظت کے ساتھ تعلیم دینے کی ضرورت ہے یہ مناسب نہیں کہ کتے کو مسجد سے نکالنے کی بجائے مسجد ہی گرا دی جائے اگر یہودی قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے کی بنا پر ملعون ٹھہرے تو مسلمان ہونے کے دعوے دار بھی قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے کی بنا پر ان سے بڑھ کر ملعون و مطعون ہوں گے۔

یاد رہے اہل سنت و جماعت کے اکابر علماء قبروں کے آگے جھکنے کو بھی حرام قرار دیتے ہیں چہ جائیکہ سجدہ کرنا (معاذ اللہ)

وہ تو اہل علم کو بھی تاکید کرتے ہیں کہ اگر کسی پیارے کی قبر کو بوسہ لینا مقصود ہو تو عوام کے سامنے ایسا نہ کیا جائے ورنہ عوام کے گمراہی میں مبتلا ہونے کے امکانات ہو سکتے ہیں۔

تیسری بات اس ارشاد رسول اللہ ﷺ میں یہ بیان ہوئی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر درود بھیجو تم جہاں کہیں بھی ہو، تمہارا بھیجا گیا درود مجھے پہنچتا ہے۔ دور و نزدیک کے فاصلے نبی اور امتی کے درمیان نہیں ہیں دنیا کے جس کونے اور جس گوشے میں بھی جب کوئی اہل ایمان درود و سلام بھیجتا ہے ان کے آخری کلمے کی تکمیل کے ساتھ ہی وہ درود آپ ﷺ تک پہنچ جاتا ہے ہمیں تو صرف اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی ضرورت ہے وہ قادر مطلق جو اک لمحے میں حطیم کعبہ اور عرش معلیٰ کے فاصلے سمیٹ دیتا ہے اور آپ اس طرح اپنے ربّ سے ملاقات اور آسمانوں کی سیر کر کے آ جاتے ہیں کہ دروازے کی زنجیر ہل رہی ہوتی ہے اور بستر بھی گرم ہوتا ہے وہ ہمارے صلوٰۃ و سلام کو بھی پل بھر میں اپنے محبوب تک پہنچا دینے کی قدرت رکھتا ہے۔

درود شریف

درج ذیل درود پاک کو سیدنا حضرت جبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہوئے اہل ایمان تک پہنچایا ہے۔ درود پاک کی عظمت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ درود بھیجنے

والا حضور سیّد عالم ﷺ کے لئے کمال صلوٰۃ، کمال رحمت، کمال برکت کا اور کمال سلام طلب کر رہا ہے۔

اور یہ امر تمام مومنوں پر واضح ہے کہ رب کریم و عظیم نے قرآن حکیم میں اپنے اس عبد کامل کے لئے "وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (البقرۃ) اور "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"۔(الانشراح) کے کلمات یعنی کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔ اور ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو رفعت عطا فرما دی، ارشاد فرمایا ہے آپ کو ہی "الکوثر" یعنی خیر کثیر سے نوازا گیا اور آپ پر ہی رب تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے۔

اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جن کی کمال حقیقت کا اندازہ نہ کوئی لگا سکا اور نہ ہی کسے کے بس میں ہے کہ وہ اندازہ لگا سکے۔ یہاں تو کیفیت یہ ہے کہ فضائل و کمالات کا ذکر کرتے کرتے زبان جب عاجز آجائے یا روئے زمین کے درختوں کی قلمیں تمام سمندروں کے پانی کے برابر سیاہی سے لکھتے لکھتے ختم ہو جائیں تو نتیجہ صرف یہ سامنے آتا ہے کہ انتہائی عجز و بے بسی کی تصویر بن کر لکھنا پڑتا ہے کہ:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

درحقیقت درود پاک کے ان خوبصورت و معانی سے معمور کلمات کے ذریعے امتی اپنے سوئے نصیبے کو بیدار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنَ الصَّلٰوةِ شَيْءٌ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنَ الرَّحْمَةِ شَيْءٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنَ الْبَرْكَةِ شَيْءٌ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنَ السَّلَامِ شَيْءٌ"۔

"اے اللہ! آپ اس قدر صلوٰۃ بھیجئے حضرت محمد اور آلِ محمد پر یہاں تک کہ صلوٰۃ سے کچھ باقی نہ رہے اور اس قدر رحمت نازل فرمایئے حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر کہ رحمت سے کچھ باقی نہ رہے (کمال رحمت) اور اس قدر برکت عطا کیجئے حضرت محمد اور آلِ محمد ﷺ پر کہ برکت سے کچھ نہ بچے، اور اس قدر سلامتی نازل فرمایئے حضرت محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر کہ سلامتی سے کچھ پیچھے نہ رہے"۔

کیا خوب درود و سلام ہے، حضور سیّد عالم ﷺ سے قرب کے لئے یہ اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔

اللہ جلَّ مجدہٗ کی ساری رحمت ساری برکت اور ساری سلامتی کو کون جان سکتا ہے ان کلمات کا ادا کرنے والا درحقیقت اپنا دماغ اپنا قلب اور اپنا سارا شعور اپنے آقا علیہ السلام کی نذر کر رہا ہے اس کا بس نہیں چل رہا کہ وہ کس طرح اپنے آپ کو اپنے آقا پر قربان کر دے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے ضرورتوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

يَا نَبِيَّ الْهُدٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ — يَا شَفِيْعَ الْوَرٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ
سَيِّدُ الْاَصْفِيَاءِ سَلَامٌ عَلَيْكَ — خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ سَلَامٌ عَلَيْكَ
مُجْتَبٰى مُصْطَفٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ — اَحْمَدٌ لَيْسَ مِثْلَكَ اَحَدٌ
اَنْتَ شَافِعُنَا سَلَامٌ عَلَيْكَ — اِشْفَعِي يَا حَبِيْبِي يَوْمَ جَزَا
اَنْتَ بَدْرُ الدُّجٰى سَلَامٌ عَلَيْكَ — كُشِفَتْ مِنْكَ ظُلْمَةُ الظُّلَمَا

یا الٰہی از پے زلفِ رسول — یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

دعا

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (القرآن)

ترجمہ: اے ہمارے پالنہار! یقیناً ہم ایمان لے آئے۔ پس ہمارے حق میں ہمارے گناہ معاف فرما دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

لمحہ نمبر ۱۵

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰاۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ، وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ فَمَنْ سَاَلَ اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ، حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ (جلاء الافہام صفحہ 56)

ترجمہ: سیّدنا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم موذن کو سنو تو تم بھی وہی کہو جو وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو یقیناً جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو۔ یقیناً وہ (وسیلہ) جنت میں ایک ذی مرتبت جگہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے شایان شان ہے اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ ہوں گا پس جس کسی نے اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگا اس پر شفاعت حلال ہوگئی۔

سند حدیث:

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''سنن'' میں کہا کہ ہم سے محمد رحمۃ اللہ علیہ یعنی ابن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے ابن لھیعۃ رحمۃ اللہ علیہ اور حیوۃ رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ نے، انہوں نے کعب بن علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے عبد الرحمٰن بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے۔

ابوداؤد کے علاوہ امام مسلم، امام نسائی، ابن حبان اور بیہقی نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔

توضیح:

حضور نبی اکرم، رحمت عالم، نورِ مجسم اور شفیع معظم ﷺ کے اس ارشاد عالیہ میں بتایا گیا ہے کہ جب موذن کسی بھی فرض نماز کی ادائیگی کے لئے اذان دے جو کلمات اس سے سنو تم بھی جواب میں وہی کہو بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ سن کر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہا جائے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اذان سننے کے بعد فوراً وسیلے والی دعا مانگی جاتی ہے مگر اتنے عظیم محدثین کے ذریعے مذکورہ ارشاد رسول اللہ ﷺ جو ہمارے سامنے ہے، اس میں آپ ﷺ کا حکم یہ ہے کہ اذان کے کلمات سن لینے اور ان کا جواب دینے کے بعد مجھ پر درود بھیجو، اس کا علم بہت کم لوگوں کو ہے اذان سنی اور فوراً ہاتھ اٹھائے یا بلا ہاتھ اٹھائے اللھم رب ھٰذہ الدعوۃ التامۃ الخ دعا مانگی میڈیا پر بھی یہی سکھایا جاتا ہے اور بعد میں کوئی درود شریف پڑھتا ہے اور بہت سے لوگ بعد میں بھی نہیں پڑھتے۔

اذان کے فوراً بعد درود شریف پڑھنے کا حکم درحقیقت اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُمتِ محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو جو نعمتیں بھی ملی ہیں وہ آپ ﷺ کی بدولت ہی ملی ہیں اور اللہ جل مجدہٗ کے اس احسان عظیم کا یہ تقاضا ہے کہ امتی آپ پر بکثرت درود شریف بھیجتے رہا کریں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہم پر خاص کرم ہے کہ ہم ایک بار درود شریف بھیجتے ہیں وہ ہم پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے دس گناہ معاف کرتا ہے اور جنت میں دس درجات کی بلندی عطا فرما دیتا ہے۔

یہاں درود شریف کی فضیلت اور شرف کے ساتھ ساتھ جو مزید کرم ہو رہا ہے، وہ قابل توجہ ہے، فرمایا جا رہا ہے کہ اذان سن کر مجھ پر درود شریف بھیج کر میرے لئے وسیلہ طلب کرو اور ساتھ ہی وسیلہ کی وضاحت بھی کر دی کہ یہ جنت میں ایک اعلیٰ وارفع مقام ہے جو تمام اولادِ آدم میں سے صرف اور صرف اللہ کے ایک بندے کے شایانِ شان ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

"فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" (بنی اسرائیل آیت 79)

اے محبوب ﷺ آپ تہجد ادا کیجئے، یہ صرف آپ کے لئے ایک زائد عبادت ہے یقیناً آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود پر جلوہ فروز فرمائے گا۔

گویا ربّ کریم نے اپنے محبوب علیہ السلام پر خاص کرم فرماتے ہوئے انہیں نماز تہجد کی ادائیگی کا حکم دیا آپ نے بکمال اہتمام نماز تہجد ادا کی جس کے صلے میں آپ کو مقام محمود یعنی وسیلہ مل چکا۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنی امت کے ساتھ چونکہ رؤف و رحیم ہیں ان کی بھلائی کی شدید خواہش رکھتے ہیں اس لئے کوئی بھی موقع ایسا نہیں کہ جہاں آپ کی امت آپ کو یاد نہ رہی ہو شب معراج جب وصال یار اپنے کمال کو پہنچا اور آپ کو انوار و تجلیات الٰہیہ کی گھٹاؤں نے احاطے میں لے لیا اور انعامات کی بارش ہوئی اور ربّ تعالیٰ کا خصوصی سلام ان کلمات کے ساتھ ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ '' پہنچا تو فوراً امت کو یاد فرمایا اور عرض کی ''اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ '' سلام ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر حقیقت یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم امتی امتی کہتے ہوئے دنیا میں تشریف لائے اور دنیا سے اپنے رفیق اعلیٰ کی طرف جاتے ہوئے بھی امتی امتی زبان پر رہا' اس ارشاد عالیہ میں بھی امت کے ساتھ آپ کی رافت' رحمت' محبت اور مؤدت ملاحظہ ہو کر یہ فرما دینے کے بعد بھی کہ صاحب وسیلہ میں ہی ہوں گا نہ تو قرآن حکیم میں کلمہ ''عسیٰ'' ممکن کے معنی میں ہے اور نہ ہی حدیث مذکورہ بالا میں کلمہ ''ارجو'' امید کے مفہوم میں' دونوں مقامات پر یقین کی ہی تجلی نمایاں و عیاں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بیان ہوا کہ ''تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ'' (پ3 سورۃ البقرہ) یہ رسل عظام ہیں کہ ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی کوئی تو ان میں سے وہ ہے کہ جس سے اللہ نے کلام کیا اور ان میں سے بعض وہ بھی ہے کہ جنہیں درجات میں رفعت عطا ہوئی یہاں بھی رَفَعَ ماضی مطلق ہے اور سورۃ ''الانشراح'' میں ''ورفعنالك ذكرك'' اور ہم نے آپ کے حق میں آپ کے ذکر کو رفعت بخشی' جو بیان ہوا تو یہاں رفعنا ماضی مطلق لایا گیا مراد یہ ہے کہ جب سے زمانے کو وجود ملا تب سے ہی رفعت و بلندئی ذکر اس عبد کامل کو عطا کر دی گئی جو اولاد آدم کے سردار اور اللہ کے حبیب ہیں' معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں نماز کی امامت نے بھی یہی فیصلہ دنیا کو سنایا مگر ان تمام تر عظمتوں' رفعتوں اور بلندئ درجات اور مقام محمود کی یقین دہانی کے باوجود اپنی امت کو رحمت الٰہیہ کا زیادہ سے زیادہ حقدار بنانے کے لئے بارگاہ نبویؐ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم سے ارشاد یہ ہوتا ہے کہ اے اہل ایمان تم اللہ جلّ مجدہٗ سے میرے لئے ''وسیلہ'' مانگو اور جو کوئی بھی اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگے گا اس کے لئے میری شفاعت لازم ہو جائے گی۔

ے واہ کیا جو دوکرم ہے شہ بطحا تیرا

قیامت کی ہولنا کی اور نفسا نفسی میں غمخواروں، دکھیاروں، پریشان حالوں کے لئے طمانیت کا سامان اگر ہوگا تو وہ صرف شفاعت محمدیہ کی بدولت ہوگا اور اس کے حصول کے لئے جاں نثاروں کو اطاعت گزاروں کو پروانوں کو بتایا گیا کہ درود پاک کو حرزِ جاں بناؤ، اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو اور شفاعت کے حقدار بن جاؤ۔

کیا خوب روح پرور منظر ہوگا کہ جب ایک بار شمع رسالت کے پروانے جمع ہیں اور ایک جاں نثار سوال کر دیتا ہے کہ یارسول اللہ! قیامت کب ہوگی۔ آقا علیہ السلام کو یہ سوال اچھا نہ لگا۔ فرمایا: تجھ پر افسوس تو نے قیامت کی کیا تیاری کر رکھی ہے۔ یہ سن کر وہ پروانہ تھوڑی دیر کے لئے تو عرق ندامت میں غوطے کھاتا رہا، جب کچھ سنبھل پایا تو انتہائی عاجزی و خاکساری کے ساتھ اتنا کہہ بیٹھا کہ (اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، بے چین دل کے قرار، بیکسوں کے کس، غمخواروں کے ماویٰ و ملجا) میری تیاری تو صرف یہ ہے کہ "اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ" میں تو بس اللہ اور اس کے ذیشان رسول کا شیدائی ہوں۔ پھر کیا تھا، رحمت بھری نظر اٹھی اور بیڑا پار لگا گئی۔

ارشاد ہوا سنو! جس سے محبت کرتے ہو، قیامت کے دن تم اسی کے ساتھ ہوگے۔ اللہ، اللہ، اس مژدہ جانفزاء نے تو گویا اک بہار کا سماں پیدا کر دیا۔ ہر طرف خوشیوں کے شادیانے گونجے، ایک وجد و رقص کی کیفیت طاری ہوگئی، راوی سیّدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ساتھیوں کو کلمہ پڑھنے کے بعد کسی بات پر اتنا شاداں و فرحاں نہ پایا جتنا کہ اس خوشخبری پر (بخاری صفحہ ۶۱۹ حدیث ۳۶۸۸) غرض درود و سلام وہ گنج لامتناہی ہے کہ جس کے اجر و ثواب کا آخری کنارا پانا ممکن ہی نہیں۔

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ سیّدنا محمدٍ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم

درود شریف

درج ذیل درود پاک "المجمع الزوائد" کی جلد اول میں مندرج ہے۔ اور اس کے کلمات سے بخوبی واضح ہے کہ یہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان کے کلمات سننے کے بعد پڑھنے کے لئے عطا فرمایا ہے۔ ہم عموماً اذان سننے کے بعد جو دعا مانگتے ہیں۔ اس میں یہ کلمات پڑھتے ہیں۔ کہ "وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ" یعنی ہمیں قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت عطا فرما۔ یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں فرماتے۔

مگراس مختصر دعا میں آپ غور فرمائیں کہ " اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ " کے بعد "صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ " کے کلمات ہیں۔

اور یہ کلمات نبی رحمت ﷺ کے اس ارشاد کے عین مطابق ہیں کہ جس دعا کے اول یا وسط یا آخر میں درود پڑھا جائیگا وہ ضرور قبول ہوگی۔

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ وَالصَّلَاۃِ الْقَآئِمَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاجْعَلْنَا فِیْ شَفَاعَتِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ" ۔

"اے اللہ اس دُعا اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب اپنے بندے اور اپنے رسول حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجئے اور ہمیں قیامت کے دن آپ کی شفاعت پانے والوں میں کر دیجئے"۔

کتنی مختصر اور جامع دعا ہے۔ اگر ہم درود پاک پر مشتمل اس دعا کو پڑھنے کی عادت بنالیں۔ تو دُعا کے ساتھ ساتھ ہم درود پاک کا ثواب مزید پالینے کے حقدار ہوں گے۔ اور دن میں کم از کم پانچ بار ہم پروردگار عالمین سے یہ دعا کیا کریں گے کہ ہمیں آپ ﷺ کی شفاعت سے بہرہ یاب ہونے والوں میں سے کردے۔

اذان کی ندا اور قائم ہونے والی نماز کو واسطہ بنا کر امتی اپنے پروردگار و کردگار و آمرزگار سے حضور نبی اکرم، رحمت عالم ﷺ پر درود بھیجنے کی جب التجا کرتا ہے۔ تو یقیناً رحمت ایزدی لپک لپک کر اس امتی کو اپنے جلو میں لے لیتی ہے۔ اور جب بندہ اپنے خالق و مالک سے یہ کہتا ہے کہ اپنے اس خاص بندے اور اپنے اس عظمتوں کے مالک رسول ﷺ پر رحمت بھیج تو رب العالمین اور زیادہ اسے نوازتا ہے۔

کیونکہ یہ عبد وہ ہے جس کی نظیر و مثال ہے ہی نہیں بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ؎

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر

ایں سراپا انتظار و او مُنتَظَر

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے والے پر اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ (جلاء الافہام)

☆

جس کو امت کا غم ہی ستاتا رہا ۔ اشک غاروں میں جو تھا بہاتا رہا
جو مقدر ہمارے بناتا رہا ۔ اس کی سب آل عزت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

زیرِ خنجر بھی حق بات جس نے کہی ۔ چوٹ پر چوٹ سینے پہ جس نے سہی
جس کی صغریٰ مدینے میں روتی رہی ۔ اس کی صائمؔ شہادت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(صائم چشتی)

یاالٰہی از پے زلفِ حبیب ۔ ہم غریبوں کو مدینہ ہو نصیب

دعا

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○

(القرآن)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! جو کچھ تو نے اتارا ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم نے رسول علیہ السلام کی پیروی کی۔ پس ہمیں گواہوں میں لکھ دیجیے۔

لمحہ نمبر ۱۶

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْنِیْ كَقَدَحِ الرَّاكِبِ، اِنَّ الرَّاكِبَ يَمْلَأُ قَدَحَهٗ فَاِذَا فَرَغَ وَعَلَّقَ مَعَالِيْقَهٗ فَاِنْ كَانَ فِيْهِ مَآءٌ شَرِبَ حَاجَتَهٗ، اَوِ الْوُضُوْءَ تَوَضَّأَ وَاِلَّا اَهْرَاقَ الْقَدَحَ، فَاجْعَلُوْنِیْ فِیْ اَوَّلِ الدُّعَآءِ وَفِیْ اَوْسَطِهٖ وَلَا تَجْعَلُوْنِیْ فِیْ اٰخِرِهٖ"۔ (جلاء الافہام، صفحہ ۴۴)

ترجمہ: سیّدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے مسافر کے پیالے کی مانند مت بناؤ۔ بلاشبہ مسافر اپنے پیالے کو بھرتا ہے۔ پس جب فارغ ہوتا ہے تو اسے اس کے لٹکانے کی جگہ لٹکا لیتا ہے۔ پھر اگر اس میں پانی ہوتا ہے، اپنی ضرورت کے مطابق پی لیا یا وضو کرنا ہوا تو وضو کر لیا ورنہ پیالے سے پانی گرا دیا۔ پس تم مجھے دعا کے شروع میں اور درمیان میں رکھو اور اس کے آخر میں نہ رکھو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ اسی طرح کی ایک اور حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ مجھے دعا کے آغاز میں، وسط میں اور آخر میں رکھو۔

سندِ حدیث:

کہا احمد بن عمرو بن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا احمد بن عصام رحمۃ اللہ علیہ نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے روایت کیا موسیٰ بن عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابراہیم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے روایت کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس کا امام نسائی نے "الکبریٰ" میں اور الطیالسی نے بھی اخراج کیا ہے۔

توضیح:

اپنے اس ارشادِ عالیہ میں سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور خوبصورت انداز میں

درود وسلام کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے اور وہ یہ ہے کہ اہل ایمان دعا مانگتے وقت خصوصی توجہ کے ساتھ دعا کے آغاز یا وسط میں درود و پاک پڑھیں۔ یہ بات بارہا بیان ہو چکی ہے کہ جو دعا بھی درود شریف پڑھے بغیر مانگی جائے گی اسے اللہ کریم ورحیم اجابت کا قبولیت کا شرف ہرگز ہرگز عطا نہ کریگا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے درود شریف پڑھے بغیر دعا مانگنا شروع کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سمجھا دیا کہ ایسی دعا قبول نہیں ہوتی اور جب ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے دعا مانگنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری دعا یقیناً قبولیت کے اعزاز سے نوازی جائے گی۔

اس ارشاد مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مثال کے ذریعے درود پاک کی فضیلت واہمیت بیان فرما رہے ہیں۔ مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی سواری پر سفر کے لئے نکلتا ہے تو ضرورت کی اشیاء کا توشہ دان تیار کرتا ہے اور چلنے سے قبل پانی کا برتن بھر کر زینے کے ساتھ ہی مخصوص جگہ پر اسے لٹکا لیتا ہے۔ سفر میں جہاں پیاس بجھانے کی ضرورت محسوس ہوئی اس پیالے سے اس برتن سے پی لیا۔ وضو کرنے کی ضرورت پڑی وضو کرلیا اور جب محسوس کیا کہ اب مجھے پانی کی ضرورت نہیں، برتن میں موجود پانی کو گرا دیا، ضائع کر دیا۔

درود وسلام پڑھنے کے ضمن میں مومن کو کسی بھی لمحے بے اعتنائی نہیں برتنی چاہئے اور نہ ہی یہ کیفیت ہو کہ نماز پڑھی اور دعا مانگتے ہوئے کبھی اس کے شروع میں درود شریف پڑھ لیا اور کبھی آغاز میں یاد نہ رہا تو دعا کے وسط میں اور کبھی ایسا بھی ہوا کہ آخر تک پڑھنا یاد نہ رہا اور اگر یاد آ گیا تو آخر میں پڑھ لیا۔ مومن ہونے کے دعویدار کی ہمیشہ قلبی کیفیت یہ ہونی چاہئے کہ وہ بڑے اہتمام کے ساتھ دعا کے آغاز میں حمد وثنا پیش کرنے کے بعد درود وسلام پڑھے، درود وسلام کیا ہے؟ اللہ جل شانہ اور اس کے فرشتوں کا وظیفہ، اس نعمت کبریٰ کے عطا کرنے پر ہم اس کا شکر ادا کرنے کا حق ادا ہی نہیں کر سکتے اس لئے ہم پر لازم ہے کہ جان ایماں، روح ایمان یعنی حُب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قلوب واذہان میں اس طرح رچا بسا لیں کہ محبوب ترین ہمارا وظیفہ "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ" ہو۔ یوں تو جیسا کہ بیان ہوا۔ دعا کے شروع میں وسط میں یا آخر میں جب بھی درود شریف پڑھ لیا اس کا اجر تو ضرور ملے گا مگر سرور عالم، رحمت ہر ہر عالم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس محبت والفت کے ساتھ ہمیں اس نعمت عظمٰی سے باریاب ہونے کی طرف متوجہ فرما رہے ہیں ہمیں اس پر دھیان دینا ہوگا۔ اس کی قدر کرنا ہوگی۔ دنیا کی ہر بات

بھول جائے مگر درود وسلام کبھی نہ بھولے۔

اس ارشاد میں ایک یہ بات بھی پوشیدہ ہے کہ جس طرح دنیا کے سفر میں پانی کا پاس رکھنا ضروری ہے اسی طرح آخرت کے جس سفر کی طرف ہم ہر وقت اور ہر لمحہ رواں دواں ہیں اس میں اشد ترین ضرورت ''درود وسلام'' ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ قبر میں سوال و جواب کے متعلق جو حدیث مبارکہ لائے ہیں اسے غور سے پڑھیے اور پھر درود وسلام کی اہمیت کا اندازہ لگائیے۔

ترجمہ: سیّدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''بلاشبہ جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے واپس جاتے ہیں تو وہ یقیناً ان کی جوتیوں کے کھٹکنے کی آواز سنتا ہے اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھا کر اس سے کہتے ہیں: مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کہ تو اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کیا کہا کرتا تھا۔ پس جو مومن ہوتا ہے وہ کہتا ہے۔ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (بخاری شریف، حدیث ۱۳۷، صفحہ ۲۲۰) حدیث مذکورہ کا بقیہ حصہ طوالت کے پیش نظر بیان نہیں کیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قبر میں پوچھے جانے والے تین سوالات کی بجائے صرف ایک سوال والی حدیث مبارکہ بیان کی ہے جس میں فرشتے قبر میں آنیوالے شخص سے صرف حضور علیہ السلام کے متعلق سوال کرتے ہیں اور اس سوال کے صحیح جواب پر اسے جہنم کا ٹھکانہ دکھا کر کہتے ہیں کہ اگر تم اس سوال کا جواب درست نہ دیتے تو تمہارا یہ ٹھکانہ ہوتا۔ اب درست جواب پر اللہ تعالیٰ نے تمہارا ٹھکانہ جنت میں یہ بنایا ہے اور مومن قبر میں دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔

جب یہ بات متحقق ٹھہری کہ قبر میں کامیاب انسان وہ ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لے گا۔ اس پہچان کے لئے اس کامیابی کے لئے کتنا ضروری ہے کہ مومن دنیا میں سب سے زیادہ توجہ اس بات پر مبذول کرے کہ اسے اپنے اس ذی شان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد کے مطابق کہ ''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ'' (الاحزاب) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہیں یا ان سے زیادہ ان کی جانوں کے مالک ہیں۔ دونوں ترجموں کی روشنی میں یہ بات کتنی اہمیت کی حامل ہے کہ ہم کلمہ گو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جانیں اور پہچانیں۔ یہ پہچان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کے ذریعے ہی ممکن ہے اور درود وسلام کی کثرت اس مقصد کو آسان تر بنا دیتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام بھیجنے والا قبر میں آپ کا نام سنتے ہی بے اختیار پکارے گا صَلّٰی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یاالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اوراس صدائے دلنواز کے سنتے ہی فرشتے خوشخبریاں سنائیں گے۔ نوید جانفزا سے دماغ وروح کو معطر کردیں گے کہ دیکھ جنت کو اس کی وسعتوں کو اس کی نعمتوں کو اب تیرا دائمی ٹھکانہ یہ ہے۔

آیئے درودوسلام کو سرور انس و جاں سید عالمیاں ﷺ پر پڑھنے کا خوب خوب اہتمام کریں۔ اسے مسافر کے پیالے کی مانند نہ بننے دیں۔

درود شریف

درج ذیل درود پاک مختصر اور جامع ہے۔ اس میں صلوٰۃ اور سلام دونوں ہیں۔ اور آل کے ساتھ ساتھ اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی رحمت بھیجے جانے کی دعا کی جاتی ہے اس درود پاک کو درود خضری کہا جاتا ہے امت کے اکثر اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے معمولات میں اسی درود پاک کا ذکر ملتا ہے۔

اس درود پاک کے کلمات میں جو ایک نمایاں خصوصیت نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ درود بھیجنے والا رب تعالیٰ سے اس کے حبیب مکرم ﷺ پر رحمت خاص بھیجنے کی استدعا کرنا ہے۔ جب امتی بار بار اپنے پروردگار سے التجا کرتا ہے کہ اپنے محبوب پر درود بھیج۔ تو رب تعالیٰ اپنے محبوب کا صدقہ درود بھیجنے والے کو بھی اپنا قرب عطا کرتا اور اس پر نظر رحمت فرماتا ہے۔ خود پیغمبر رحمت ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھ سے پہلے کوئی نبی صفی اللہ، کوئی نجی اللہ، کوئی خلیل اللہ، کوئی کلیم اللہ اور کوئی روح اللہ تھے۔ مگر ''اَلاَ وَاَنَـا حَبِیْـبُ اللّٰـہِ'' آگاہ رہو کہ میں اللہ کا حبیب ہوں۔ اور قرآن حکیم میں یہ صداقت وحقیقت جابہ بجا جلوہ گر ہے اور نمایاں نظر بھی آتی ہے۔ آپ ﷺ تو وہ محبوب باری تعالیٰ ہیں کہ رب ذوالمنن نے آپ ﷺ کے لئے کلمات ''اِنَّکَ بِـاَعْیُـنِـنَـا'' فرما کر آپ کو اپنی آنکھوں میں بسالیا ہے یہ حضوری، یہ قرب، یہ رفعت مقامات یقیناً یہ درود خضری رب تعالیٰ کی محبت کے حصول کا بہترین نسخہ ہے۔

''صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ'' ۔

(درود خضری۔ اکثر اولیاء اللہ کا معمول)

''اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر صلوٰۃ اور سلام بھیجے''۔

دن اور رات میں کسی معین ومقرر وقت میں روزانہ ۳۱۳ بار باوضو ہونے کی حالت میں پڑھنے سے

مشکلات حل ہوتی ہیں۔اور ہر نماز کے بعد ۱۲۱ مرتبہ پڑھنے سے انسان رسوائیوں اور ذلتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ درود پاک بہت مختصر ہے اور ہر نماز کے بعد باآسانی اس کی ایک دو تسبیحیں پڑھنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع تھے اور انبیاء سابقین سلام اللہ علیہم کا ذکر پاک کر رہے تھے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وہاں تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے کہ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے دوسرے بولے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا، تیسرے صحابی بولے کہ حضرت عیسیٰ کلمۃ اللہ علیہ السلام اور روح اللہ ہیں چوتھے بولے کہ سیدنا حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارا کلام سنا واقعی حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام ہیں لیکن باخبر رہو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں۔ مشکوۃ شریف ص ۵۰۵ اس پر شارح مشکوٰۃ نے مرقاۃ میں لکھا ہے کہ لفظ حبیب تمام کمالات کا جامع ہے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پڑھنے سے روحانی پاکیزگی نصیب ہوتی ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

یا نبی سلامٌ علیك ۔ یا رسول سلامٌ علیك ۔
یا حبیب سلامٌ علیك ۔ صَلوٰۃُ اللّٰہ علیك
ہجر میں مشکل ہے جینا دل ہوا چاک اور سینہ
تھام لو میرا سفینہ یا شفیع المذنبینا
یا نبی سلامٌ علیك یا رسول سلامٌ علیك ۔
یا حبیب سلامٌ علیك صَلوٰۃُ اللّٰہ علیك
کاش حاصل ہو حضوری دور ہو جائے یہ دوری

دل کی حسرت ہو یہ پوری　　　دیکھ لوں وہ شکل نوری
یا نبی سلامٌ علیک　　　یارسول سلامٌ علیک ۔
یا حبیب سلامٌ علیک　　　صَلَواۃُ اللّٰہ علیک

(بیدل وارثی)

یاالٰہی از پے زلفِ حبیب　　　تیری رحمت سے مدینہ ہو نصیب

دعا

رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

(القرآن)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! یقیناً جسے تو آگ میں داخل کرے گا بلاشبہ اسے تو نے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

نعت

اگر نامِ محمدؐ را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا
دو چشمِ نرگسینش را کہ ما زاغ البصر خوانند
دو زلفِ عنبرینش را کہ والیل اذا یغشیٰ
زسرِّ سینہ اش جامی الم نشرح لک برخواں
زمعراجش چہ می پرسی کہ سبحان الذی اسریٰ

(حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ)

لمحہ نمبر ۱۷

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: بَیْنَمَا النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ اِذْ قَالَ: "آمِیْنَ" ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِکَ، فَقَالَ: "اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ (علیہ السلام) فَقَالَ مَنْ ذُکِرْتَ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْکَ فَاَبْعَدَہُ اللّٰہُ قُلْ: آمِیْنَ، فَقُلْتُ: آمِیْنَ، قَالَ: وَمَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْہِ اَوْ اَحَدَھُمَا فَمَاتَ وَلَمْ یُغْفَرْ لَہٗ فَاَبْعَدَہُ اللّٰہُ، قُلْ: آمِیْنَ، فَقُلْتُ: آمِیْنَ، وَمَنْ اَدْرَکَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفَرْ لَہٗ فَاَبْعَدَہُ اللّٰہُ، قُلْ: آمِیْنَ، فَقُلْتُ: آمِیْنَ"۔ (جلاء الافہام، صفحہ ۵۲)

ترجمہ: سیّدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے کہ آپ نے تین بار "آمین" فرمایا پس آپ سے اس کے متعلق سوال ہوا تو ارشاد فرمایا کہ "میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ جس کے پاس آپ کا ذکر ہوا اور اس نے آپ پر درود نہ بھیجا تو اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے، فرمایئے: آمین تو میں نے کہا: آمین، اس نے کہا اور جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو پایا اور اس حال میں مرا کہ اس کی بخشش نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے، فرمایئے، آمین، میں نے کہا آمین، اور جس نے رمضان المبارک پایا اور اس کی بخشش نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے، فرمایئے! آمین، میں نے کہا آمین"۔

سند حدیث:

طبرانی نے کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرمی نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا لیث بن ہارون العکلی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے یزید بن ابی زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے سیّدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے

ہیثمی نے ''المجمع'' میں بھی اسے ذکر کیا ہے۔

توضیح:

اس حدیث مبارکہ میں درود شریف کے ساتھ ساتھ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور رمضان المبارک کی اہمیت کا بھی تذکرہ ہے مگر ہمارا مقصود چونکہ یہاں درود شریف کی اہمیت اور فضیلت سے آگاہ ہونا ہے۔ اس لئے ہم صرف اسی اہمیت کو ہی اجاگر کریں گے۔

سیّدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم سرور انس و جان، رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر رونق افروز ہیں کہ اچانک آپ کی زبان اقدس سے تین بار آمین، آمین، آمین کی صدائے کریمانہ بلند ہوتی ہے۔ ہم عادت مبارکہ کے برعکس ان کلمات کو سن کر حیرت میں ڈوب ڈوب گئے کہ کیا اہم دعائیں ہوں گی کہ جن پر رب العالمین کے حبیب آمین، آمین، آمین فرما رہے ہیں۔

اس پر جب ان ساتھیوں نے جو ایسے مواقع پر عرض معروض کر لینے کی ہمت کر لیتے تھے مؤدبانہ درخواست کر دی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں موجود ہیں، ہم نے یہاں کسی کو آتے جاتے نہیں دیکھا مگر آپ نے تین بار آمین کہا، اس راز غیب سے ہمیں بھی آگاہ فرمائیں۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ابھی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے تھے اور انہوں نے تین دعائیں مانگیں اور ہر دعا پر مجھے آمین کہنے کی درخواست کی اور میں نے آمین یعنی قبول فرما کہا۔

یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ سیّدنا حضرت جبرائیل علیہ السلام مختلف انداز میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضری دیا کرتے۔ کبھی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور علیہ السلام کے صحابی حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں نظر آتے کبھی کسی اور نامعلوم شخص کی شکل میں۔ جب یہ پہلی بار غار حرا میں سورۃ ''العلق'' کی ابتدائی پانچ آیات مبارکہ لے کر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا ''اِقْرَأْ'' پڑھیئے تو آپ نے جواب دیا ''مَا اَنَا بِقَارِئٍ'' میں پڑھنے والا نہیں۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو گلے سے لگا کر بھینچا اور فرمایا پڑھئے تین بار یہ عمل ہوا اور ہر بار آپ کا جواب یہی رہا۔ چوتھی مرتبہ جب انہوں نے ''اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ'' کہا یعنی اپنے پالنہار کے نام کے ساتھ پڑھئے تو آپ نے پڑھا ان حقائق کی روشنی میں یہ بات دن کے اجالے کی طرح عیاں ہے کہ سورۂ نجم کی آیات مبارکہ میں معراج کی رات قرب الٰہی کی منزلیں طے کرتے ہوئے قاب قوسین سے بھی زیادہ قرب آپ کا رب العالمین

اہل ایمان کی روح کو کس قدر تسکین اور لذت میسر آئے گی جب وہ بار بار ایک ایک ذرے کے عوض سو سو ہزار رحمتوں کے نزول کی تمنا کا اظہار کرتا ہے اور اتنی ہی مرتبہ برکت وسلامتی کی بھی دعا کرتا ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ م بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ أَلْفَ مَرَّۃٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ" ۔ (درود ہزاری۔ خاندان چشت کے اولیاء کا وظیفہ)

"اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر ایک ایک ذرے کے بدلے سو ہزار مرتبہ درود بھیج، برکت نازل فرما اور سلام بھیج"۔

بظاہر علماء کہتے ہیں کہ اس طرح کے درود پاک بھیجنے سے مراد ایک بار ہی درود شمار کیا جاتا ہے۔ اور ایک مرتبہ میں ہی اہلِ ایمان نے جو درخواست کی ہے۔ اسے شمار میں لانا کسی کے بس میں ہی نہیں۔ ذرہ کی وضاحت کرتے ہوئے علماء نے کہا کہ اس سے مراد کھجور کی گٹھلی کی پشت پر لائن کے درمیان کا نقطہ ہے بعض نے کہا کہ جب کسی روشندان کے ذریعے سورج کی شعاعیں کسی کمرے میں نظر آتی ہیں تو ان میں اڑتے ہوئے نظر آنے والے ذرات ہیں۔

لفظ "ذرۃ" قرآن حکیم میں مذکورہ ہے، مثلاً سورۃ "الزلزال" میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ" ۔

ترجمہ: "جس کسی نے ایک ذرے کے وزن برابر نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس کسی نے ایک ذرّے کے برابر بدی کی وہ اسے دیکھے گا"۔

رب تعالیٰ کی عظمت ہے کہ وہ تمام ذرات اور ان کے برابر کی ہوئی نیکیوں اور برائیوں کو بخوبی جانتا ہے اس لئے درود ہزاری کے پڑھنے والا جب کہتا ہے کہ اے علیم وخبیر ذات آپ حضرت محمد ﷺ پر تمام ذرات میں سے ایک ایک ذرے کے عوض سو ہزار مرتبہ رحمتیں برکتیں اور سلامتی بھیجئے تو اس کے عوض کم از کم دس گنا اجر کا مستحق بن کر کتنی نیکیاں سمیٹے گا، کتنی رحمتوں اور برکتوں کا حقدار ہوگا۔

ہمارا عمل تو بس درود وسلام بھیجنا ہے۔ نتائج وفوائد حضرت محمد ﷺ کے محبّ و مالک کے سپرد۔

حضور پُر نور شافع النشور سیّد عالم ﷺ کی ذات اقدس واطہر پر درود بھیجنا پھر آپ کی آلِ اطہار اور اصحاب ابرار کو اس میں شامل کرنا درحقیقت رحمتِ الٰہیہ کے بحر مواج میں غوطہ زن ہونے کے مترادف ہے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے والے کو مرنے سے قبل جنت کی بشارت ملتی ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

مصطفیٰ خیر الوریٰ ہو سرورِ ہر دوسرا ہو
اپنے اچھوں کا تصدق ہم بدوں کو بھی نبا ہو
یا نبی سلام علیک - یا رسول سلام علیک - یا حبیب سلام علیک - صلواۃ اللہ علیک
سب بشارت کی اذان تھے تم اذان کا مدعا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے تم مؤخر مبتدا ہو
یا نبی سلام علیک - یا رسول سلام علیک - یا حبیب سلام علیک - صلواۃ اللہ علیک
اے خلق کے محبوب' اللہ کے حبیب ہم غلاموں کو مدینہ ہو نصیب

دعا

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○ (القرآن)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں وہ عطا فرما جس کا تو نے اپنے رسولوں کی بدولت وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں فرماتے۔

لمحہ نمبر ۱۸

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ لَمْ تَزِلِ الصَّلٰوۃُ جَارِیَۃً لَہٗ مَا دَامَ اِسْمِیْ فِیْ ذٰلِکَ الْکِتَابِ (جلاء الافہام، صفحہ ۵۲)

ترجمہ: سیّدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے کتاب میں مجھ پر درود بھیجا تو جب تک اس کتاب میں میرا نام موجود رہے گا۔ اس وقت تک اس کا درود بھیجنا جاری رہے گا۔

سندِ حدیث:

اسے محمد بن الحسن الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے سلیمان بن الربیع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے کادح بن رحمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے نہشل بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اور انہوں نے حضرت الضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے سیّدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اسے علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے القول البدیع کے صفحہ ۲۳۸ پر بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ ابوالقاسم التیمی نے اپنی ترغیب میں اس کی تخریج کی ہے اور محمد بن الحسن ہاشمی نے بھی بیان کیا۔ علامہ ابن کثیر بہت سی وجوہ کی بنا پر اسے صحیح تسلیم نہیں کرتے۔

توضیح:

حدیث مبارکہ اگرچہ ضعیف ہے اور متعدد طرق سے بیان ہوتی آ رہی ہے اور فضائل کے ضمن میں ضعیف حدیث بھی۔ علمائے امت کے نزدیک قابل قبول ہے اس لئے ہم نے بھی اسے قارئین تک پہنچانے میں اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں درود و سلام کی جس اہمیت کو اجاگر کیا گیا

ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک مومن کس طرح اسے اپنے لئے صدقہٗ جاریہ بنا سکتا ہے۔ یہ بات ہم سب پر عیاں ہے کہ سرور انس و جاں رحمت عالمیاں ﷺ نے ازرہ لطف و کرم اپنی امت پر یہ احسان فرمایا ہے کہ بعض امور کو صدقہ جاریہ قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ

"اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ وَّعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ وَوَلَدٌ صَالِحٌ يَّدْعُوْ لَهٗ" (رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: جب انسان مر جاتا ہے تو اس سے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین طرح کے لوگوں سے نہیں۔ ۱۔ صدقہ جاریہ۔ ۲۔ ایسا علم کہ جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے۔ ۳۔ نیک اولاد جو اس کے حق میں دعا کرتی ہے۔

اس ارشاد رسول ﷺ کی روشنی میں مفید علم انسان کے لئے صدقہ جاریہ ہے اور اس کی متعدد صورتیں ہیں۔

۱۔ تعلیمی اداروں کا قیام، مفید علم کو اپنے عہد اور آنیوالی نسلوں تک منتقل کرنے کے لئے تعلیمی اداروں کا قیام صدقہٗ جاریہ کی بہترین صورت ہے۔ یہ مسجد اور مکتب دونوں صورتوں میں قائم ہو سکتے ہیں، مسجد نبوی میں صفہ کے قیام سے لے کر آج تک اہل ایمان نے ہمیشہ نمایاں اور قابل وصف ادارے اور یونیورسٹیاں قائم کیں، کر رہے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک کرتے رہیں گے۔

۲۔ علوم کی زبانی منتقلی! علم کو آئندہ نسلوں تک منتقل کرنے کے لئے سینہ بہ سینہ سلسلہ بھی ہے۔ حفظ قرآن اور دیگر علوم کو افراد اپنی آئندہ نسلوں کو زبانی منتقل کرتے رہتے ہیں اور س طرح جب تک شاگرد در شاگرد کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تو تمام اساتذہ اس کے اجر و ثواب سے مرنے کے بعد بھی مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

تصنیف و تالیف

علم کو صدقہ جاریہ بنانے کا ایک انداز کتب تالیف کرنا ہے۔ جب کسی اہل علم نے اپنا علمی ورثہ کتب کی صورت میں محفوظ کر دیا تو جب تک اس کے اس علمی اثاثے سے استفادہ ہوتا رہے گا۔ مصنف اس کے اجر سے نوازا جاتا رہے گا، اس ضمن میں بھی اہل ایمان نے کائنات میں مروج تمام علوم و فنون پر قابل قدر ورثہ تیار کیا۔

اس قیمتی اثاثے کو مفکر پاکستان، جنوبی ایشیاء کے عظیم محسن اور شاعر ملت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کیا

اہمیت دیتے ہیں اس کا اندازہ انؒ کے درج ذیل دو اشعار سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے اپنی مشہور نظم ''خطاب بہ جوانانِ اسلام'' میں کہے ہیں ۔

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئینِ مسلّم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارا

بہر نوع صدقۂ جاریہ کی یہ اعلیٰ قسم معلوم کر لینے کے بعد روحِ ایمان، لذتِ جاں اور سرورِ ایقان، سرورِ عالمیاں ﷺ کے ارشاد مبارکہ کی روشنی میں صلوٰۃ وسلام کی اہمیت کی طرف لوٹتے ہیں۔ اگر کسی اہلِ ایمان نے کسی بورڈ پر صلوٰۃ وسلام لکھا اور نمایاں جگہ پر آویزاں کر دیا۔ کسی سواری پر سامنے نمایاں مقام پر۔ کسی عمارت کے فرنٹ پر یا کسی کتاب میں جب کسی لکھنے والے نے کائنات کی ہر شے سے بڑھ کر محبوب ہستی یعنی امام الانبیاء ﷺ پر درود وسلام تحریر کر دیا تو آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تک وہ درود وسلام مکتوب ہے۔ لکھنے والے کے لئے، لکھوانے والے کے لئے وہ صدقہ جاریہ کا درجہ رکھتی ہے۔ جب تک وہ مکتوب موجود ہے اہلِ ایمان اسے پڑھ رہے ہیں تو جہاں پڑھنے والوں کو اجر وثواب مل رہا ہے، وہاں لکھنے والے کے نامۂ اعمال میں برابر نیکیاں درج ہو رہی ہیں۔ سبحان اللہ! یہاں اس امر کی نشاندہی بھی بے حد ضروری ہے کہ بعض اہلِ قلم طوالت سے بچنے کی خاطر، بعض غفلت کی بنا پر اور بعض دانستہ آپ ﷺ کا صرف نام مبارک لکھ کر گزر جاتے ہیں۔ بعض صرف '' ؐ '' لکھنے کو کافی سمجھتے ہیں اور اکثر ''صلعم'' لکھ دیتے ہیں۔ صلوٰۃ وسلام کے ضمن میں یہ تمام انداز نامناسب ہیں۔

ارشادِ مذکور کی روشنی میں ہر اہلِ ایمان کو اپنے قلوب واذہان پر یہ بات نقش کر لینی چاہئے کہ صلوٰۃ وسلام کے ذریعے رحمتوں کا حصول، گناہوں کی معافی اور جنت میں درجات کی بلندی کے ساتھ ساتھ یہ ایک صدقۂ جاریہ ہے جس سے ہم محروم ہو جاتے ہیں لہٰذا خوش نصیب ہیں وہ مصنف جو اپنی تصانیف میں آپ کا میٹھا اور بابرکت نام تحریر کرنے پر لکھتے ہیں ﷺ۔

درود شریف

درج ذیل درود پاک کو اہلِ محبت درودِ نعمتِ عظمیٰ کے نام سے موصوف کرتے ہیں۔ درود پاک مختصر

ہے۔یاد کرنے اور پڑھنے میں آسان ہے۔ ہر نماز کے بعد با آسانی اس کو معمول بنایا جاسکتا ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سیدنا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ"۔ (درود نعمت عظمیٰ جوملت کے اکثر علماء کا معمول)

"اے اللہ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اور ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) پر درود بھیج اور برکت اور سلامتی نازل فرما"۔

دلی تمناؤں کی برآوری اور قلب وروح کی تروتازگی کے لئے اسے وظیفہ بنایا جائے امت کے بہت سے اولیاء نے اس کے بیشمار فوائد اور برکتیں بیان کی ہیں۔

بعض اکابرین کاروبار میں خیر وبرکت اور ترقی کے لئے اس درود پاک کو ہر ہر نماز کے بعد بکثرت پڑھنے کو کہتے ہیں۔

انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ مل جل کر زندگی بسر کرتا ہے اور اسی سے معاشرہ وجود میں آتا ہے اب اس معاشرے میں اپنی اپنی فطرت کے مطابق مردوں اور عورتوں کا وجود از بس ضروری ہے۔بعض صالح فطرت کے حامل ہوتے اور بعض طالح اور یہ محاروہ بھی حقائق پر مبنی ہے کہ انسان اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے ہمیں اسلام نیک افراد کی صحبت اختیار کرنے اور بروں کی صحبت سے بچنے کی تاکید کرتا ہے

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

کے مصداق صحبت کے اثرات کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ کل قیامت کے دن لوگ اپنے اپنے آئمہ کے ہمراہ اللہ جلَّ مجدہٗ کے حضور پیش کئے جائیں گے بخاری شریف میں ہے کہ سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضور سیّد عالم ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ قیامت کب واقع ہوگی۔ آپ ﷺ کو اس کا یہ سوال پسند نہ آیا۔فرمایا تجھ پر افسوس !تو نے قیامت کی کیا تیاری کر رکھی ہے۔ کچھ دیر تامل کرنے کے بعد اس نے جواب دیا میری اس کے علاوہ اور کوئی تیاری نہیں کہ اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ میں اللہ اور اس کے رسول کے پیار کرتا ہوں یہ سن کر رحمۃ للعالمین نے فرمایا کہ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ تو قیامت کے دن محبت کرنیوالوں کے ساتھ ہوگا۔راوی

کہتے ہیں کہ میں نے غلامانِ محمد ﷺ کو ایمان قبول کرنے کے بعد کسی بات پر اتنا خوش ہوتے نہ دیکھا جتنا کہ یہ سن کر ان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ مندرجہ بالا درود پاک پڑھنے والے کو اگر اللہ جلّ مجدہٗ کے رسول ﷺ آپ کی آل اور اصحاب رضی اللہ عنہم کا ساتھ میسر آجائے تو مقدّر کا جاگ اٹھنا اور کسے کہتے ہیں۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے قیامت کی ہولناکی سے نجات نصیب ہوگی۔ (جلاء الافہام)

☆

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

خلق کے دادرس- سب کے فریاد رس
کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بے کس کی دولت پہ لاکھوں درود
مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

انتہائے دوئی ابتدائے یکی
جمع تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام

ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

فرحتِ جانِ مومن پہ بے حد درود
غیظ قلبِ ضلالت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

اے خدا کے لاڈلے پیارے حبیب سبز گنبد کی زیارت ہو نصیب

دعا

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ○ (القرآن)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ معاملہ کھول دے اور تو ہی بہترین فتح عطا فرمانے والا ہے۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر تومی بینی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پنہاں بہ گیر

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

لمحہ نمبر ۱۹

فرمانِ رسول ﷺ

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَلَكًا اَعْطَاهُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى قَبْرِىْ اِذَا مِتُّ، فَلَيْسَ اَحَدٌ يُّصَلِّىْ عَلَىَّ صَلَاةً اِلَّا قَالَ: يَا مُحَمَّدُ صَلّٰى عَلَيْكَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ، قَالَ فَيُصَلِّى الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى ذٰلِكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرًا (جلاء الافہام، صفحہ ۴۶)

ترجمہ: سیّدنا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ اللہ جل مجدہٗ کا ایک ایسا فرشتہ ہے کہ اس نے اسے تمام مخلوق کی آواز سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ وہ میری وفات کے بعد میری قبر پر کھڑا رہے گا اور مجھ پر ہر درود بھیجنے والے کے متعلق کہے گا۔ اے محمد ﷺ فلاں کے بیٹے فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ فرمایا، پس رب تبارک وتعالیٰ ان سب لوگوں پر ایک درود کے بدلے دس رحمتیں عطا فرمائے گا۔

سند حدیث:

ابوالشیخ الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمیں اسحاق بن احمد فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابوکریب رحمۃ اللہ علیہ نے اور ان سے قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نعیم بن ضمضم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے عمران بن حمیری نے کہا کہ کیا میں تمہیں اپنے دوست عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کروں میں نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا:

توضیح:

اس ارشادِ رسول ﷺ میں مذکور یہ بات کہ اللہ کریم و رحیم اپنے حبیب مکرم نور مجسم ﷺ پر بھیجے جانیوالے ایک ایک درود وسلام پر دس دس رحمتیں عطا کرتا ہے۔ متعدد روایات میں متعدد طرق اور اسناد

کے ساتھ موجود ہے۔ یہاں جو خاص بات ہمیں نصیب ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ سرور انس و جان ﷺ اپنی حیات دنیویہ میں اپنی قابل صد رشک وفات کے بعد عالم برزخ میں چلے جانے کے بعد اپنی امت کے ان شیدائیوں کے لئے کیا خوبصورت رہنمائی کا سامان عطا فرما رہے ہیں جو آپ ﷺ پر بہ کثرت درود وسلام بھیجا کریں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ سنو، غور سے سنو! جب میں موت سے ہمکنار ہوں گا تو مجھے ایک اعلیٰ اعزاز سے نوازا جائے گا اور وہ یہ کہ ربّ کریم و عظیم و مجید و حمید میری پُر انوار قبر مبارک پر ہمہ وقت قیام کے لئے ایک خاص فرشتہ مامور فرما دیں گے۔ یہ فرشتہ ان ہزارہا فرشتوں کے علاوہ ہوگا جو صبح و شام درود وسلام پیش کرنے کے لئے حاضری دیا کریں گے اور ایک مرتبہ آ جانے والے کی پھر قیامت تک باری نہ آئے گی۔

یہ مخصوص فرشتہ اللہ جلّ مجدہٗ کی طرف سے اس خصوصیت کا حامل ہوگا کہ وہ ساری مخلوق کی آواز سننے والا ہوگا۔ شرق، غرب، شمال، جنوب، اوپر، نیچے جتنی بھی مخلوق ہے۔ سب کی سب جب اللہ مجدہٗ کے اس ذی شان رسول اللہ ﷺ پر کہ جنہیں تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا۔ صرف تمام اولاد آدم ہی نہیں بلکہ تمام مخلوقات کے لئے رسول بن کر تشریف لائے۔ صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا کرے گی تو آپ ﷺ کی رشکِ جنت مقعد منوّرہ پر موجود یہ فرشتہ ان کی آوازوں کو نہ صرف سنے گا بلکہ ایک ایک کے نام معہ ان کی ولدیت کے ناموں سے بھی آگاہ ہوگا اور اللہ جلّ مجدہٗ کی طرف سے اسے یہ طاقت اور معرفت عطا ہوئی ہے کہ کائنات کے گوشے گوشے میں موجود مخلوق کی طرف سے، ملائکہ کی طرف سے اور خود اللہ جل شانہ کی طرف سے آنیوالے درود وسلام نام لے لے کر پیش کر رہا ہے۔

بعض روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو زمین کی سیاحت پر مامور فرما رکھا ہے جو ذکر الٰہی کی منعقدہ مجالس کو اپنے پروں میں ڈھانپتے اور پھر اس محفل کی مکمل کارروائی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں جس پر اس محفل کے شرکاء کی بخشش کا مژدہ ملائکہ کو گواہ بنا کر عام کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح فرشتوں کی کچھ جماعتیں درود وسلام بھیجنے والوں کے درود وسلام حضور علیہ السلام کی ذات اقدس تک پہنچاتی ہیں۔

آپ ﷺ کا ہر امتی کے بھیجے درود پاک کو خود سننا ہو یا قبر انور پر قائم فرشتے کا سن سن کر نام لے لے کر پیش کرنا ہو یا ملائکہ کی مختلف جماعتوں کا درود وسلام لے کر جانا ہو، تمام صورتوں میں ایک بات متحقق ہے کہ ہر امتی کا بھیجا ہوا درود وسلام خواہ وہ انفرادی صورت میں ہو یا اجتماعی صورت میں، آپ ﷺ تک پہنچتا

ہے۔اس پہنچنے میں کتنی دیر لگتی ہے؟اس نکتے کو اگر ہر طرح کے تعصب کی عینک اتار کر مثبت سوچ کے ساتھ ہر امتی خواہ وہ کسی بھی مسلکی جماعت سے منسلک ہو' سمجھنے کی کوشش کر لے تو کم از کم اپنے محبوب ترین آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کے ضمن میں موجود انتشار وافتراق سے بچنے کی راہ نکالی جا سکتی ہے۔

ہمیں قرآن وسنت کی روشنی میں غور کرنا ہوگا کہ دنیا کے کسی بھی کونے میں درود وسلام بھیجنے والے یا بھیجنے والوں نے بھیجا اور فرشتے اسے لے گئے' اسے لے جانے میں کتنی دیر لگی؟ اس قادر مطلق اور مَلِيْكٌ وَّمُقْتَدِرٌ نے اپنی بعض مخلوقات کو جو قوت وطاقت بخشی ہے' اس کا اندازہ واقعہ معراج سے لگایئے کہ براق ورفرف امام المرسلین ﷺ کو پلک جھپکنے میں کہاں سے کہاں لے گئے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام وحی لے کر سدرۃ المنتہیٰ سے مدینہ منورہ میں یا مکہ مکرمہ میں کتنی دیر میں پہنچتے تھے۔انیسویں پارے کی سورۃ نمل کی آیات انتالیس اور چالیس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے یمن سے ملکۂ سبا کے تخت منگوانے کا ذکر موجود ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ تورات کا علم رکھنے والے حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی آصف بن برخیا نے ملکہ کا تخت یمن سے بیت المقدس آنکھ جھپکنے میں پہنچا دیا۔

مندرجہ بالا گزارشات کا مقصد صرف یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ پر درود شریف بھیجنے میں امت کا گروہوں میں بٹ جانا صد افسوس کا موجب ہے۔بعض اہل ایمان اپنی مجالس ومحافل میں صلوٰۃ وسلام کا خوب خوب اہتمام کرتے ہیں۔ مساجد میں اذان سے قبل لاؤڈ سپیکروں میں پڑھتے ہیں۔نماز جمعہ کے بعد قیام کی حالت میں اجتماعی انداز میں صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں اور بعض اسے جائز نہ سمجھتے ہوئے پوری قوت سے روکتے ہیں۔ فتاویٰ جاری کرتے ہیں۔ نتیجتاً امت گروہ در گروہ بٹتی چلی جا رہی ہے کیا صلوٰۃ وسلام کی کثرت کا اہتمام ہم پر لازم ہے یا افتراق وانتشار اور وہ بھی صلوٰۃ وسلام کے بھیجنے نہ بھیجنے پر۔

اس حقیقت سے کسی بھی مسلک کے کسی بھی عالم کو انکار نہیں کہ سرور عالم ﷺ موت کے عمل سے گزر کر عالم برزخ میں پہنچ چکے ہیں اور اس عالم میں آپ کی حیات تمام انبیاء علیہم السلام' صدیقین' شہداء اور صالحین سے بڑھ کر ہے۔قرآن حکیم جب شہداء رضوان اللہ علیہم کو مردہ تصور کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتا تو امام الانبیاء ﷺ کے متعلق ایسا تصور کوئی بھی امتی کیونکر ذہن میں لائے گا۔اگر نماز میں تشہد پڑھتے ہوئے السلام علیك ایھا النبی ورحمة الله وبركاته پڑھنے سے ایمان قائم رہتا ہے تو درود ابراہیمی اور یہ سلام نماز سے باہر پڑھنے سے بھی ایمان کو کوئی خطرہ پیش نہیں آتا۔ آپ ﷺ خود سنیں یا ملائکہ پیش کریں ہمیں اس سے کوئی سروکار رکھے بغیر صلوٰۃ وسلام بکثرت بھیجنے پر

اپنی توجہ مرکوز رکھنی چاہئے۔

درود شریف

درج ذیل درود پاک کو صاحب "خزینۃ الاسرار" حضرت علامہ محمد حنفی آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ امام دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے بعض اہل اللہ اسے "مفتاح الکنز المحیط لنیل المراد العبید" یعنی بندوں کی حاجت براری اور مرادیں پانے کے سمندر کے خزانوں کی چابی کہتے ہیں

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ صَلٰوۃً کَامِلَۃً وَّسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ تَنْحَلُّ بِہِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِہِ الْکُرَبُ وَ تُقْضٰی بِہِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِہِ الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِیْمِ وَیُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ"۔

(درود ناریہ) امام قرطبی۔خزینۃ الاسرار

"اے اللہ! ہمارے اس آقا مولیٰ پر درود کامل اور سلام تام بھیج کہ جن کے وسیلے سے گرہیں کھلتی (مشکلیں حل ہوتی) ہیں اور جن کے تصدق مصیبتیں دور ہوتی ہیں جن کے توسّل سے ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور جن کے ذریعے مقاصد حاصل ہوتے ہیں اور انجام بخیر ہوتے ہیں اور جن کے معزز رخ کے صدقے بادل سیراب ہوتے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر ہر لمحے اور ایک ایک سانس میں اتنی تعداد میں ہو جو تیرے شمار میں ہو"۔

مندرجہ بالا درود پاک لامحدود صداقتوں اور حقیقتوں کا امین ہے اور اس میں پوشیدہ اسرار ورموز تک رسائی کسی بھی عارفِ کامل کے لئے ممکن ہی نہیں۔ یہ التجا کا ایک ایسا خوبصورت اور جامع انداز ہے کہ جسے رب تعالیٰ کبھی بھی رد نہ فرمائے گا۔

رب تعالیٰ کا فضل عظیم صرف اس انسان کامل پر ہے۔ "اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ" (القرآن) فرما کر ساری کی ساری کثرتیں خواہ وہ دنیاوی ہوں یا دینی۔ اخلاقی ہوں یا روحانی۔ ظاہری ہوں یا باطنی زمینی ہوں یا آسمانی، دنیوی ہوں یا اخروی علمی ہوں یا عملی، ساری کی ساری رب تعالیٰ نے آپ کو عطا کردی

ہیں۔

"اِنَّا اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ" ۔ساری کثرت پاتے یہ ہیں۔

آپ ﷺ ہی قاسم ہیں سب کچھ اسی در سے ہی تقسیم ہو رہا ہے اس در پر آئے بغیر کسی کو کچھ نہیں مل سکتا۔ جس کسی نے بھی جو کچھ بھی رب تعالیٰ سے لینا ہو۔آپ کے در پر آ کر لے۔اگر کوئی براہ راست یہ جان کر کہ رب تعالیٰ ہماری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے کیوں نہ براہ راست اس سے لے لیں۔اس انداز سے پہلے تو وہ کچھ پا نہ سکے گا اور اگر کسی کو مل بھی گیا تو وہ حلال و جائز نہ ہوگا۔

مثلاً کوئی شخص سنت نکاح پر عمل کئے بغیر براہ راست اللہ تعالیٰ سے اولاد لے لے۔تو مل تو جائیگی مگر ہوگی حرامی کیونکہ یہ شخص درِ رسول ﷺ پر آئے بغیر حاصل کر رہا ہے۔اسی طرح چور، ڈاکو، قزاق، راشی، ملاوٹ کرنے والے اور سود خور وغیرہ روزی تو رب سے ہی لے رہے ہیں مگر اس کے حبیب مکرم ﷺ کا دامن تھامے بغیر، آپ کے در پر انوار پر آئے بغیر اس لئے ان کی سب روزی حرام و ناپاک ہے یہی وجہ ہے کہ رب تعالیٰ تمام اولاد آدم کو اسی در کا غلام بننے کا بار بار حکم دیتا ہے اور اس در سے پھرنے والوں کو اپنا باغی اور نافرمان ٹھہراتا ہے ممکن ہے کہ کسی کا ذہن اس طرف جائے کہ قرآن کریم میں تو آیا ہے "اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ" (القرآن)

ترجمہ: میں دعا کرنے والے کی دعا کو جب بھی وہ مجھ سے مانگے قبول کرتا ہوں تو یہ کہنا کیونکر درست ہوا کہ وہ براہ راست عطا نہیں کرتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دعائیں تو وہی قبول کرتا ہے۔مگر سرور ہر زماں سیّد عالمیاں اور شفیع عاصیاں ﷺ کا اپنا فرمان اور عمل یہ ہے کہ پہلے اور آخر میں درود بھیجو گے تو دعا قبول ہوگی ورنہ نہیں یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر مشکل ہر مصیبت اور ہر ضرورت کے لئے اسی آستان کرم پر ہی حاضر ہوتے تھے پانی نہ ملے تب۔بارش نہ ہو رہی ہو۔تو' آنکھ ضائع ہو جائے تو' مال و اولاد میں کثرت کی طلب ہو تو' حافظہ کمزور ہو تو' خندق کھودتے پتھر نہ ٹوٹے تو' اولاد کی آرزو ہو۔تو۔یہاں تک کہ نابینا صحابی آنکھ چاہتا ہو تو' خطائیں، لغزشیں معاف کرانی ہوں تو' بلکہ ایسے کاموں اور گناہوں کے سرزد ہونے پر کہ جنہیں ظلم کہا جاتا ہے وہ سرزد ہوں تو۔

قرآن نے کہا: "وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ" (القرآن الکریم)

ترجمہ: (اے محبوب ﷺ) اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ کی بارگاہ میں

حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے تواب اور رحیم تب ہو گا جب آپ ان کی سفارش فرمائیں گے۔ اور

آپ ﷺ نے فرمایا "اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِیْ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَا وَالنِّسْیَانَ"

(ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن ماجہ)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے میرے لئے (میرے صدقے میں) میری امت سے غلطی اور بھول چوک سے درگزر فرمایا ہے۔

مزید براں نسائی ترمذی حاکم اور البیہقی میں ہے اور راوی سیدنا حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک نابینا شخص سرور کون ومکاں ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آنکھوں کی بینائی عطا فرمادے، اس پر رحمۃ للعالمین نے فرمایا جاؤ۔ وضو کرو۔ دو نفل پڑھو اور یہ دعا مانگو دعا کے کلمات یہ ہیں۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ اَنْ یَّكْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ"

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے نبی رحمت کے واسطے سے سوال کرتا ہوں یا رسول اللہ! میں آپ کے وسیلے سے آپ کے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اے اللہ! میرے بارے میں ان کی سفارش قبول فرما۔

اس دعا مانگنے پر صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔ کہ جب وہ دعا مانگ کر لوٹا تو اسکی بینائی لوٹ آئی تھی، ان حقائق کو مدنظر رکھ کر درود شریف بالا میں غور کیجئے کہ کیا کیا اسرار و رموز اس میں پنہاں ہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں بہ کثرت اپنے اس عبد کامل پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے والے کو اللہ کریم اور اس کے حبیب مکرم کی طرف سے جواب ملتا ہے۔

(جلاء الافہام)

☆

السلام اے رحمۃ للعالمین — السلام اے سرور دنیا و دیں
السلام اے مالک و مختارِ ما — السلام اے سیّد و سردارِ ما
السلام اے منبع حلم و حیا — السلام اے مخزنِ لطف و عطا
السلام اے معدن لطف عظیم — السلام اے صاحبِ خلق عظیم
ہم غلاموں کو مدینہ ہو نصیب — اے خدا کے اور خدائی کے حبیب

دعا

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○

(القرآن)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقین کا پیشوا بنا۔

درود تنجینا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِىْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَآ اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِى الْحَيَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعْوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ وَيَاقَاضِىَ الْحَاجَاتِ وَيَا كَافِى الْمُهِمَّاتِ وَيَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ وَيَاحَلَّ الْمُشْكِلَاتِ اَغِثْنِىْ اَغِثْنِىْ اَغِثْنِىْ يَآ اِلٰهِىْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○

لمحہ نمبر ۲۰

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ نَیار رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ اُمَّتِیْ صَلَاةً مُّخْلِصًا مِّنْ قَلْبِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّرَفَعَہٗ بِھَا عَشْرَ دَرَجٰتٍ وَکَتَبَ لَہٗ بِھَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَّمَحَا عَنْہُ عَشْرَ سَیِّاٰتٍ (جلاء الافہام، صفحہ ۴۸)

ترجمہ: سیّدنا حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جو شخص اپنے دلی خلوص کے ساتھ مجھ پر صلاۃ بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا اور اس کی بدولت اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور اس کی بنا پر اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دے گا اور اس سے دس برائیاں مٹا دے گا۔

سند حدیث:

امام نسائی نے کہا کہ ہمیں زکریا بن یحییٰ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو کریب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے سعید رحمۃ اللہ علیہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ بن نیار رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے اپنے چچا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے۔

امام نسائی نے الکبریٰ میں اس کی تخریج کی۔ الہیثمی نے المجمع میں اسی طرح بیان کیا اور کہا کہ اسے البزار رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔ سخاوی نے "القول البدیع" کے صفحہ ۱۰۴ پر بیان کیا۔ ان کے علاوہ ابن ابی عاصم نے "الصلاۃ" میں اور البیہقی نے "الدعوات" میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

توضیح:

متعدد روایات میں یہ بیان ہوا ہے کہ اللہ جل مجدہٗ اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجنے

والے پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ درود پاک بھیجنے والے کے دس گناہ معاف ہوتے ہیں جنت میں اس کے دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں یہاں جو خاص بات بیان کی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ سرور کائنات فخر موجودات ﷺ اپنی اُمت کو خلوص وللّٰہیت کی اہمیت سے روشناس فرما رہے ہیں نیت کے خلوص کی اسلام میں بہت بڑی اہمیت ہے ہمارا عدو مبین یعنی شیطان اپنا سارا زور اور ہمت ہماری نیتوں کے برباد کرنے پر صرف کرتا ہے اور نیت پر ہی اعمال کا دارو مدار ہوتا ہے نیت کے اسی خلوص کی اہمیت کے پیش نظر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف ''صحیح البخاری'' میں پہلی حدیث رسول اللہ ﷺ ہی یہ درج فرمائی کہ ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ''یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ جیسی نیت ویسی مراد بسا اوقات انسان بظاہر کوئی بہت اچھا عمل بجالا رہا ہوتا ہے اور توقع ہوتی ہے کہ یہ عمل اس کے لئے آخرت میں بہت بڑے اجر و ثواب کا مؤجب بنے گا لیکن نیت درست نہیں ہوتی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عمل فائدے کی بجائے نقصان کا موجب بن جاتا ہے' اللہ ربّ العزت کے خلیل سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن حکیم میں بتایا گیا کہ انہیں اس اخلاص عمل کی تعلیم یوں دی گئی کہ ''قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ' لَا شَرِیْکَ لَہٗ'' (القرآن الحکیم) فرمائیے' یقیناً میری نماز' میری قربانی' میرا جینا اور میرا مرنا صرف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضور سیّد عالم ﷺ کو بھی یہی حکم ملا کہ ''فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ'' (القرآن الکریم) پس اپنے پروردگار کی رضا چاہنے کے لئے نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے' شیطان کن ہتھکنڈوں کے ذریعے انسان سے یہ نعمت چھیننے کی کوشش کرتا ہے اس کا اندازہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ اس واقعے سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک بستی کے قرب و جوار میں موجود درخت سے پانی بہنے لگا اس پر علوم دینیہ سے بے بہرہ عوام میں مشہور ہو گیا کہ یہ درخت بزرگی کا حامل ہے کم علم افراد اس درخت کو حاجت روا تصور کرتے ہوئے اس کی زیارت اور منتیں ماننے کے لئے اس کی طرف اُمڈ پڑے اسی علاقے کے ایک عابد و زاہد نے لوگوں کو اس غلط عمل سے بچانے کا تہیہ کیا اور کلہاڑا کندھے پر رکھ کر درخت کے کاٹنے کے ارادے سے نکل کھڑا ہوا راستے میں شیطان نے ایک ہمدرد کے روپ میں اس کا راستہ روکا اور پوچھا صوفی صاحب! کہاں کا ارادہ ہے انہوں نے اپنے ارادہ سے آگاہ کیا جس پر شیطان نے کہا: حضرت! چھوڑیئے آپ اپنی فکر کریں ذکر الٰہی سے شاد کام ہوں آپ کو ان کے اعمال کی فکر کیوں ہے' آپ نبوت کے مقام پر تو فائز نہیں کہ آپ سے باز پرس ہو عابد

وزاہد نے شیطان کی باتوں کو رد کیا اور آگے بڑھنے لگے' شیطان نے ان کے عزم و استقلال کو بھانپتے ہوئے زبردستی راستہ روکنے کی کوشش کی اور باہم دست و گریبان ہو گئے تھوڑی ہی دیر میں صوفی نے شیطان کو چت گرا دیا' شیطان نے اپنی بے بسی دیکھ کر اس عابد وزاہد سے کہا کہ اگر تم اپنے ارادے سے باز آ جاؤ تو تمہیں ایک انتہائی کار آمد بات بتاتا ہوں چنانچہ صوفی نے اسے چھوڑ دیا وہ بولا کہ اگر تم اس پوجا کئے جانے والے درخت کو نہ کاٹو تو روزانہ تمہیں اپنے تکیے کے نیچے پانچ اشرفیاں (معقول رقم) ملا کریں گی جس کی بدولت تم فکر معاش سے آزاد ہو کر خوب دل جمعی کے ساتھ عبادت کر سکو گے اس لالچ نے صوفی کی نیت خراب کر دی اور وعدہ وعید لے کر وہ واپس چلا گیا دو روز تک مطلوبہ رقم ملی خوش ہوا مگر تیسرے روز اشرفیاں نہ ملنے پر آگ بگولا ہو کر کلہاڑا اٹھا اور اسی راہ پر چل دیا۔ شیطان نے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ استقبال کیا اور راستہ روک کر کھڑا ہو گیا اصرار پر پہلے کی طرح باہم گتھم گتھا ہوئے اور تھوڑی ہی دیر میں شیطان نے صوفی کو چت گرا کر کہا ارادے سے باز آتے ہو یا تمہاری شہ رگ کاٹ دوں عابد وزاہد نے بے بسی کی حالت میں پوچھا کہ میری اس ذلت و رسوائی کا سبب کیا ہے؟ تو شیطان نے کہا تمہاری نیت کا فتور حدیث مذکورہ بالا میں سیّد انس و جاں' رحمت عالمیاں ﷺ نے اپنی امت کے ہر فرد کو نیت کے اخلاص کی تعلیم دی ہے ہر صلوٰۃ وسلام بھیجنے والا' اس امر کا خوب اہتمام کرے کہ وہ نمود وریا سے پاک رہے' اللہ جل مجدہٗ اور اس کے ذی شان رسول اللہ ﷺ اسے کائنات کی ہر شئے سے بڑھ کر محبوب ہوں اور اس محبت کا اظہار آپ ﷺ پر صرف اور صرف اللہ جل مجدہٗ کی رضا کی خاطر بکثرت صلوٰۃ وسلام بھیجنے کی صورت میں ہو اور اس کیفیت کے ساتھ بھیجے گئے ایک ایک صلوٰۃ وسلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس دس رحمتیں عطا ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت دنیا و مافیہا سے کہیں بہتر ہے' ان دس رحمتوں کے ساتھ ساتھ جنت میں دس درجات کی بلندی نصیب ہو گی اس کے نامۂ اعمال میں دس دس نیکیاں لکھی جائیں گی یہ یاد رہے کہ ایک نیکی کا وزن احد پہاڑ کے برابر بتایا گیا ہے اور اس درود پاک کی برکت سے اللہ ربّ العزت اپنے بندے کے نامہ اعمال مرتب کرنے والے کو حکم دیں گے کہ ایک ایک درود وسلام کی بدولت دس دس برائیاں محو کر دو۔

صلوٰۃ سلام کی بدولت ملنے والے اس انعام کی قدر و قیمت کا اندازہ قیامت کے روز ہو گا' ہمیں یقین کامل کے ساتھ جتنا زیادہ ممکن ہو سکے' صلوٰۃ وسلام بھیجنے کی سعی مفید کرنی چاہیے۔

درود شریف

درج ذیل درود پاک کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ سلسلہ قادریہ کے بزرگوں کا معمول رہا ہے خزینہ درود شریف کے مصنف عالم فقری لکھتے ہیں کہ اکثر قادری بزرگ اپنے مریدوں کو اس درود پاک کو روزانہ ۱۱۵ بار پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں۔اور روحانی منازل طے کراتے ہیں۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ"۔ (درود غوثیہ۔ خاندان قادریہ کا معمول)

"اے اللہ! جود و کرم کی کان ہمارے سردار اور ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج اور آپ ﷺ کی آل پر اور برکت نازل فرما اور سلامتی"۔

جس بندہ مومن نے بھی ان کلمات کے ساتھ یہ درود پاک پڑھا اور پھر یہ امت مسلمہ کے ایک بہت بڑے روحانی سلسلے سے وابستہ بزرگوں کا معمول بنا اور ان سے ہم تک پہنچا یقیناً وہ ایک عظیم صدقہ جاریہ کے مستحق ٹھہرے اور ہمیشہ ہمیشہ اجر و ثواب پاتے رہیں گے۔

اس درود پاک میں ہمارے آقا و مولیٰ بلکہ ساری مخلوق کے ہمدرد سردار ﷺ کی ایک انتہائی عظیم اور پیاری خوبی کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ بے مثل وصف ہے "جود و کرم کی کان" محدثین و محققین بیان کرتے ہیں کہ اللہ جلَّ مجدہٗ نے اپنی لاریب کتاب یعنی قرآن حکیم میں اپنے بندوں کو یہ حکم دے کر کہ

"مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا"۔

ترجمہ: جو کچھ تمہیں ذی شان رسول عطا فرمائیں اسے لو۔اور جس سے تمہیں روک دیں اس سے رک جاؤ اس در کا سوالی بنا دیا ہے۔

اور " اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ "

ترجمہ: "اے محبوب جب یہ سوال بن کر آئیں تو انھیں جھڑکئے نہیں"۔

فرما کر مخلوق کے دامن بھرنے کا حکم دیا۔اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ ﷺ کے در اقدس کے سوالی عزت بھی پاتے اور دامن بھی بھرتے رہے بھر رہے ہیں اور ہمیشہ بھرتے رہیں گے۔آپ ﷺ کی زبان اقدس پر کلمہ توحید میں موجود لا کے سوا کبھی بھی کسی سائل کے جواب میں لا آیا ہی نہیں ہر طرح کے سوالی اپنے اپنے دامن بھر بھر کر مرادیں لے لے کر لوٹے جس نے جنت مانگی اسے جنت ملی۔جس نے

اولاد مانگی اسے اولاد ملی جس نے مال وزر مانگا اسے مال وزر ملا جس نے شفا مانگی۔ اسے شفا ملی، جس نے حافظہ مانگا اسے حافظہ ملا، جس نے خیر و برکت طلب کی اسے وہ مل گئی۔ آپ ﷺ کا جود یعنی سخایوں تو ہمہ وقت ہی جوبن پر رہتا۔ مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ رمضان المبارک کی آمد پر تو یہ سخاوت پانی کی سی روانی اختیار کر لیتی۔ یہی حال آپ کے کرم یعنی احسان و بخشش کا تھا۔ جان کے دشمنوں کو نہ صرف معاف کرنا بلکہ اُن کے گھروں کو جائے پناہ بنا دینا۔ کرم کا یہ نظارہ فتح مکہ کے موقع پر کوئی دیکھے تو۔

یقیناً درج بالا درود پاک کا عامل بے پناہ خیر و برکت اور ثواب پا لیتا ہے۔

ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ اس معدنِ جود و کرم آقا ﷺ پر درود سلام بھیجیں۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے بندے کو بھولی ہوئی چیز یاد آ جاتی ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

یہ سماں بھی کتنا عجیب ہے میرے لب پہ نام حبیب ہے
میرا کتنا اونچا نصیب ہے کہ خدا بھی آج قریب ہے

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

جو گدا ہو دُرِّ یتیم کا اسے خوف کیا ہے جحیم کا
وہ ہیں شافعِ روز جزا ہے خدا بھی میرے کریم کا

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

میرے صحن دل کو بسایئے کبھی آیئے ذرا آیئے
صابر میں تیرا فقیر ہوں میرے سوئے بخت جگایئے

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

(صابر)

السلام اے درد مندوں کے طبیب   بے سہاروں کو مدینہ ہو نصیب

دعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ (القرآن)

ترجمہ: اے ہمارے پالنہار! ہمیں اور ہم سے ایمان کے ساتھ سبقت لے جانے والوں کو بخش دے اور ہمارے دلوں میں مومنوں کیلئے کھوٹ پیدا نہ کر۔ اے ہمارے پروردگار یقیناً آپ نہایت مہربان اور نہایت رحم فرمانے والے ہیں۔

لمحہ نمبر۲۱

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ رُوَيْفعِ بْنِ ثَابِتِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَالَ ! اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ"۔ (جلاء الافہام صفحہ نمبر ۴۶)

ترجمہ: سیّدنا حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے کہا: اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج اور انہیں قیامت کے دن اپنے نزدیکی مقام پر اتار اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

سند حدیث:

امام طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں فرمایا کہ ہم سے عبدالملک بن یحیٰی بن بکیر المصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن لھیعہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہوں نے بکر بن سوادۃ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے زیاد بن نعیم رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے وفاء بن شریح الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے حضرت رویفع بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔

اس حدیث مبارکہ کی تخریج اسمٰعیل قاضی رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ' البزاز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کی' الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کی اسناد بہت عمدہ ہیں السخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''البدیع'' میں اسے بیان کیا ہے۔

توضیح:

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشاہدات پر مبنی کتاب ''فیوض الحرمین'' کے ''دسویں مشاہدے'' صفحہ نمبر 129 پر لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تدلی دراصل حقیقت محمدیہ کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی شخص کو لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تو حقیقت محمدیہ کا اس کے ساتھ اتصال فرما دیا اور جب اس نے اپنا فرض پورا کر لیا اور لوگوں سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا تو یہ ''حقیقت محمدیہ'' اس سے

الگ ہوگئی لیکن یہ "حقیقت محمدیہ" آپ ﷺ کی اصل بعثت میں داخل ہے اور یہ اس لئے تا کہ آپ ﷺ قیامت کے دن تمام بنی نوع انسان کے لئے شاہد ہوں، نیز اس لئے کہ آپ ﷺ ذریعہ بنیں اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کا اس کے فرمانبردار بندوں کی طرف اور وہ اس طرح کہ آپ ﷺ قیامت کے دن سب کی شفاعت کریں۔

قیامت کے دن شفاعت کا منصب اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ﷺ کے لئے مخصوص فرمایا ہے: قرآن حکیم میں متعدد بار واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی بھی وہاں شفاعت نہ کر سکے گا۔

اللہ جل مجدہٗ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو نماز تہجد کی ادائیگی کا خصوصی حکم صرف اس لئے دیا کہ اس کے صلے میں آپ کو "مقام محمود" عطا فرمایا جائے اور آپ ﷺ نے اس نماز کی ادائیگی کا حق ادا کیا اب اللہ ربّ العزت تو سب سے بڑھ کر سچا اور اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے یقیناً آپ ﷺ ہی مقام محمود پر فائز ہوں گے۔ یہ اس خالق کائنات کا آپ ﷺ کی امت پر خاص کرم ہے کہ جو امتی بھی اس کے حبیب مکرم ﷺ کے لئے اس سے یہ دعا کرے کہ اے اللہ! انہیں مقام محمود پر مبعوث فرما انہیں وہ مقعد مقرب عطا فرما تو وہ آپ ﷺ کی شفاعت کا حقدار ٹھہرے یوں تو ہر دعا کے آغاز یا اختتام پر درود پاک پڑھنا ازبس ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر اللہ ربّ العزت اپنے بندے کی دعا قبول نہیں فرماتا، جب اذان سنی جاتی ہے اور اس کے ہر کلمے کے ساتھ اسے دہرایا جاتا ہے۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھا جاتا ہے۔ اذان کے اختتام پر جو دعا تعلیم دی گئی ہے اس کے اوّل و آخر میں بھی ہمیں صلوٰۃ وسلام پڑھنا چاہیے اس دعا میں یہ کلمات بھی سکھائے گئے ہیں کو وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ یعنی اے ربّ کریم! آپ ﷺ کو مقام محمود عطا فرمائیے اور ہمیں قیامت کے دن آپ ﷺ کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائیے۔

آپ نے غور کیا کہ اس دعا میں بندہ یہ آرزو اور دعا کر رہا ہے کہ مجھے آپ ﷺ کی شفاعت میسر آئے۔ لیکن مذکورہ بالا ارشاد رسول اللہ ﷺ میں جس بات کی ہمیں نوید جانفزا سے بہرہ مند کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ امتی آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجتے وقت ان کلمات کا اضافہ کر لے کہ اے اللہ جلّ مجدہٗ وعزاسمہٗ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ تو اپنے حبیب مکرم، شفیع معظم، نورِ مجسم ﷺ کو اپنے ہاں مقعد مقرب یعنی اپنے قریب ترین مقام پر جلوہ فروز فرما تو وہ آپ ﷺ کے

ارشاد کے مطابق شفاعت کا حقدار بن چکا۔ اس کے لئے زبان رسالت جو ترجمان وحی الٰہی ہے سے یہ عہد اور مژدۂ دلربا مقدر ہو چکا کہ اس کے لئے شفاعت واجب ہوگئی کیا انوار و برکات الٰہیہ کی رم جھم ہے کہ رحمتیں مل رہی ہیں جنت میں دس درجے بلند ہو رہے ہیں۔ دس برائیاں مٹائی جا رہی ہیں، نامۂ اعمال میں دس نیکیاں بڑھائی جا رہی ہیں اور شفاعت لازم کی جا رہی ہے ان انعامات پر شکر بجالانے کا حق کون ادا کر سکتا ہے۔

درود شریف

مندرجہ ذیل درود پاک کے کلمات وَرِفْقِكَ کی بناء پر اسے درودِ رفق دل کا نام دیا گیا ہے۔ اسے عالم فقری صاحب نے اپنی کتاب ''خزینۂ دود شریف'' میں درج کیا ہے۔ یہ بات تو واضح ہے کہ اہل ایمان میں جو درود مروج ہیں۔ وہ صاحب علم اور صاحب طریقت کے معمولات میں داخل رہے ہیں اور جن پاک طینت اور خوش نصیب افراد کو جس درود پاک کی بدولت سکونِ قلب اور منازل سلوک میں ترقی نصیب ہوئی۔ اس نے دوسرے اہل ایمان کو بھی وہی درود پہنچایا۔ اس درود پاک کے کلمات یہ ہیں:

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ علٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَکْرَمِ خَلْقِكَ وَسِرَاجِ اُفُقِكَ وَاَفْضَلِ قَآئِمٍ بِحَقِّكَ الْمَبْعُوْثِ بِتَیْسِیْرِكَ وَرِفْقِكَ صَلٰوۃً یَّتَوَالٰی تَکْرَارُھَا وَتَلُوْحُ عَلَی الْاَکْوَانِ اَنْوَارُھَا''۔

(درود رفقِ دل۔ اولیاء کا معمول)

ترجمہ: ''اے اللہ! درود بھیج اور سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے اُس آقا حضرت محمد ﷺ اور ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کی آل پر جو کہ تیری مخلوق میں سب سے بڑھ کر معزز اور تیرے آسمانوں کے آفتاب اور تیرے حق کو قائم کرنے کے لئے بھیجے جانے والوں میں سب سے افضل ہیں اپنی آسانی اور نرمی کی بدولت ایسا درود بھیج جو مسلسل دہرایا جاتا رہے۔ اور اس کے انوار تمام کائناتوں پر درخشاں و تاباں رہیں''۔

کتنے خوبصورت کلمات ہیں۔ حضور سیّد عالم ﷺ کو رب تعالیٰ نے ''سراجاً منیراً'' کا خطاب یا وصف بھی عطا فرمایا ہے۔ احادیث صیحہ سے ثابت ہے کہ جب آپ اپنی والدہ طیبہ، طاہرہ سیّدہ مطہرہ کے شکم اطہر واقدس سے دنیا میں تشریف لائے تو اسے سیدہ آمنہ (سلام اللہ علیہا) نے یوں بیان فرمایا کہ

"خَرَجَ مِنِّی نُورٌ" مجھ سے نور نکلا۔ اس حقیقت کو صاحب دلائل النبوۃ نے صفحہ نمبر ۴۰ اور البدایۃ والنھایۃ والے نے جلد اول کے صفحہ نمبر ۹۰۴ پر یوں بیان کیا ہے کہ سیدہ حضرت آمنہ نے بتایا کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق امید سے ہوئی تو مجھے وضع حمل تک کوئی گرانی اور مشقت محسوس نہیں ہوئی۔ وضع حمل کے وقت ان کے ہمراہ ایک نور خارج ہوا جس سے مشرق، مغرب منور ہو گئے۔ پھر آپ دونوں ہاتھ ٹیک کر زمین پر جھکے، مٹھی سے مٹی اٹھائی اور آسمان کی طرف سر اٹھایا، آپ سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے شام کے قصور و محلات اور اس کے بازار روشن ہو گئے۔ یہاں تک کہ بصریٰ شہر کے اونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں، علامہ ابن کثیر حافظ بیہقی کے حوالے سے کہ عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو میں بھی زچہ خانہ میں موجود تھی گھر میں نور ہی نور پھیلا ہوا تھا میں ستاروں کو اپنے قریب دیکھ رہی تھی یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ مجھ پر آ گریں گے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت شفا سے نقل کیا کہ وہ دایہ تھیں اور اس نے بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ ان کے ہاتھوں پر آئے، اور آپ ﷺ کی آواز نکلی تو کسی نے کہا یرحمک اللہ اور ان سے ایسا نور نمودار ہوا کہ جس سے روم کے قصور و محلات روشن ہو گئے۔

اس درود پاک میں مومن حضور ﷺ کی انہیں عظمتوں کو بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اے اللہ تو ہمارے اس آقا پر درود بھیج جو کہ تیری مخلوق میں سب سے افضل اور تیری کائنات کے آفتاب یعنی دنیا کو اپنی تابانیوں اور انوار سے منور کرنے والے، اور حق کو قائم کرنے کے لئے جتنے انبیاء کرام سلام اللہ علیہم دنیا میں تشریف لائے۔ ان میں سب سے افضل ہیں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کی آسانیاں اور زیادہ ہوں اور آپ ﷺ کے انوار تمام مخلوق پر چمکتے دمکتے رہیں۔

جب بار بار اہل ایمان حضور سیّد عالم ﷺ کے ان فضائل و کمالات اور شرف کا ذکر کرتے ہیں تو وہ درود پاک کی برکتوں، رحمتوں اور اجر و ثواب پانے کے ساتھ ساتھ مزید اللہ جلَّ مجدہٗ کی رضا اور خوشنودی کے بھی حق دار بنتے ہیں۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے مجلس کو راحت وخوشی نصیب ہوتی ہے اور وہ قیامت کے دن حسرت وافسوس کرنے سے بچ جائیں گے۔ (جلاء الافہام)

☆

یانبی سلامٌ علیک — یارسول سلامٌ علیک
یا حبیب سلامٌ علیک — صلوٰۃُ اللہ علیک

ہے یہ حسرت در پہ آئیں — اشک کے دریا بہائیں
داغ سینے کے دکھائیں — سامنے ہو کر یہ سنائیں

یانبی سلامٌ علیک — یارسول سلامٌ علیک
یا حبیب سلامٌ علیک — صلوٰۃُ اللہ علیک

پوری یارب یہ دعا کر — ہم درمولیٰ پر جا کر
پہلے کچھ نعتیں سنا کر — یہ پڑھیں سر کو جھکا کر

یانبی سلامٌ علیک — یارسول سلامٌ علیک
یا حبیب سلامٌ علیک — صلوٰۃُ اللہ علیک

(اکبر)

اے حبیب کبریا دیدار ہو ہم کو نصیب — یا مدینے میں بلا' یا مدینہ ہو قریب

دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ ○

(الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! اپنی محبت مجھے میری جان' میرے گھر والوں اور ٹھنڈے پانی سے بڑھ کر پیاری بنادے۔

لمحہ نمبر۲۲

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ! اِذَا طَنَّتْ اُذُنُ اَحَدِکُمْ فَلْیَذْکُرْنِیْ، وَلْیُصَلِّ عَلَیَّ وَلْیَقُلْ ذَکَرَ اللّٰهُ مَنْ ذَکَرَنِیْ بِخَیْرٍ" ۔

(جلاء الافہام صفحہ 45)

ترجمہ: سیّدنا حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے کان بجیں تو اسے چاہیے کہ مجھے یاد کرے اور مجھ پر درود بھیجے اور یہ کہے کہ اللہ اسے یاد کرے جس نے مجھے بھلائی کے ساتھ یاد کیا۔

سند حدیث:

محمد بن اسحٰق بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے ابوالخطاب زیاد بن یحیٰی الحسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے مُعَمّر رحمۃ اللہ علیہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ بن عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ بن ابی رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولیٰ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھے ابومحمد رضی اللہ عنہ نے انہوں نے اپنے باپ عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت ابورافع سے روایت کیا۔

ابن عدی نے "الکامل" اور ابن السنی اور طبرانی نے "الثلاثۃ" اور "المجمع" میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے اس کی تخریج کی۔ الہیثمی نے کہا کہ طبرانی کی سند "الکبیر" میں حسن ہے۔

بعض محدثین نے اختلاف کیا، ابن الجوزی اور طاہر الفتنی نے اسے اپنی موضوعات میں بیان کیا علامہ السخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "القول البدیع" میں اس کی سند کو ضعیف قرار دیا اور ابن خزیمہ نے اپنی "صحیح" میں اس کی تخریج کی۔

توضیح:

اس سے قبل بھی یہ تحریر کیا جاچکا ہے کہ محدثین کرام اپنے اپنے نقطۂ نظر سے کسی بھی حدیث مبارکہ

کے متعلق صحت اور موضوعیت کا معیار مقرر کرتے ہیں مگر اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ فضائل کے باب میں کمزور سند کی حامل حدیث کو قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں، یہی وجہ ہے کہ امام شمس الدین محمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ المعروف بابن قیم الجوزیۃ اس حدیث مبارکہ کو اپنی کتاب میں بیان کر رہے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں جس بات کی طرف اہل ایمان کو متوجہ کیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ اسے قدم قدم پر اس حقیقت سے آگاہ رہنا چاہیے کہ اسے جس اولو العزم اور ذی مرتبت نبی علیہ السلام کا امتی ہونے کا اعزاز نصیب ہوا ہے اللہ جل مجدہٗ نے انہیں اس کے تمام احوال سے آگہی بخشی ہے اور انہیں اس کے تکلیف میں مبتلا ہونے پر دکھ ہوتا ہے۔ چنانچہ سورۂ توبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ" (التوبہ آیت نمبر 128)

ترجمہ: بلا شبہ تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کے بہت زیادہ دلدادہ، مؤمنوں کے لئے مہربان اور رحمت والے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب)

ترجمہ: یہ نبی ﷺ مؤمنوں کی جان کے ان سے زیادہ مالک ہیں۔

تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر آنے والے کو اپنے ایک ایک امتی سے پیار ہے۔ آپ ﷺ دلداری فرمانے والے ہیں یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ ﷺ کا کوئی امتی تکلیف میں ہو اور آپ کو اس کی خبر نہ ہو دیکھنا یہ ہے کہ جس نبی ﷺ کے ساتھ امتی کا کائنات کی ہر شئے سے بڑھ کر پیار کرنا ہے محبوب بنا لینا ہے وہ امتی واقعتاً ایسا ہے۔ اس نتیجے سے بھی ہر ذی شعور انسان آگاہ ہے کہ جس سے جتنی محبت ہوتی ہے اتنا ہی اس کا ذکر زبان پر رہتا ہے عربی زبان میں کہا جاتا ہے کہ "مَنْ اَکْثَرَ حُبَّهٗ فَاَکْثَرَ ذِکْرَهٗ" جس کی محبت زیادہ ہوتی ہے اس کا ذکر بھی بکثرت ہوتا ہے یہ تو ممکن ہے کہ کوئی امتی اس محبت سے غافل ہو جائے کلمہ پڑھنے کے باوجود دنیوی زندگی اور اس کی لذتوں میں کھو کر رہ جائے یا محبت کا دعویٰ صرف زبانی ہو، مگر! آپ ﷺ کی اپنی ایک ایک امتی سے محبت کا اعلان تو خود اللہ جل مجدہٗ فرما رہے ہیں اور اللہ سے بڑھ کر سچا کوئی اور کون ہو سکتا ہے اس حدیث مذکورہ بالا میں اسی حقیقت کو ذہنوں میں راسخ کیا جا

رہا ہے کہ جب بھی کوئی کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو فوراً اپنے اس آقا و مولیٰ کو یاد کرے جو اس کی جان کے اس سے بڑھ کر مالک ہیں۔ جن پر اس کا تکلیف میں مبتلا ہونا انتہائی شاق و گراں گزرتا ہے جو ہر ہر کلمہ گو پر اس کے ماں باپ، دوست، احباب اور عزیزوں سے بڑھ کر اس کا خیال رکھنے والے ہیں قبر میں پہنچنے پر سب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں مگر آپ ﷺ تو فوراً وہاں بھی دیدار کرواتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ جب بھی کسی کا کان بجے، کوئی کھٹکا ہو تو فوراً وہ کالی کملی والے کو یاد کرے بے ساختہ زبان پر لائے "یا رسول اللہ ﷺ" صلوٰۃ وسلام بھیجے ایک حدیث مبارکہ میں تو صرف اتنا فرمایا گیا کہ وہ مجھے یاد کرے اور مجھ پر درود بھیجے مگر یہاں اس حدیث مبارکہ میں اس کے ساتھ ایک اور خوبصورت بات یہ ارشاد ہوئی کہ کان بجنے پر مجھے یاد کرے۔ مجھ پر درود بھیجے اور یہ کہے کہ جس کسی نے مجھے یاد کیا، اسے اللہ تعالیٰ بھلائی کے ساتھ یاد فرماتا ہے۔ یہ ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی حقیقت، ادھر زبان پر صل علیٰ محمد آیا اور ادھر اللہ تعالیٰ نے بندے کو بھلائی سے یاد فرمالیا۔

اردو زبان میں "کان بجنا" محاورہ ہے جس کا مفہوم ہے کہ کسی کے بغیر بلائے یا پکارے بول اٹھنا، تو گویا حبیب کبریا شافع روز جزا ﷺ فرما رہے ہیں کہ اے میرے امتیو! جب بھی کسی کے بلائے بغیر تمہارے کانوں میں کوئی آواز آئے تو سمجھا کرو کہ تمہیں نبی ﷺ نے یاد فرمایا ہے اور جونہی میری طرف تمہارا دھیان جائے تو تمہاری زبانوں پر بے ساختہ "صل علی" کا ترانہ گونجنے لگ جائے یہ ہے ایمان اور حقیقت ایمان!

درود شریف

اس درود پاک کی سند بیان نہیں ہوئی، اس میں درود بھیجنے والا اپنے پروردگار سے اتنی مقدار درود بھیجنے کی درخواست کرتا ہے جتنی کہ قرآن کریم کے حروف کی ہے اور ایک ایک حرف کے بدلے ہزار ہزار بار کی۔ اس لئے صلحاء امت کے نزدیک اس درود پاک کا نام درودِ قرآنی ہے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ مَا فِیْ جَمِیْعِ الْقُرْاٰنِ حَرْفًا حَرْفًا وَّبِعَدَدِ کُلِّ حَرْفٍ اَلْفًا اَلْفًا"۔ (درود رفیق دل۔ اولیاء اللہ کا معمول)

"اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل آپ کے اصحاب پر قرآن کریم کے حروف کی تعداد کے برابر ہر حرف کی تعداد کے بدلے ایک ایک ہزار درود بھیج"۔

مندرجہ بالا درود پاک اپنے اندر بے شمار عظمتیں لئے ہوئے ہیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن حکیم میں حروف کی تعداد تین لاکھ تئیس ہزار سات سو ساٹھ ہے اور پھر اس کا ایک ایک حرف کئی حروف پر مشتمل ہے جس کی وضاحت اس حدیث پاک سے ہوتی ہے۔ارشاد ہوتا ہے: ''مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِنَ الْقُرْاٰنِ فَلَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ ''۔ترجمہ: جس کسی نے قرآن پاک کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے دن دس نیکیاں ہیں۔مزید بتایا گیا کہ لا اقول الم حرف بل الف حرفٌ، لامٌ حرفٌ و میمٌ حرفٌ یعنی میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے۔لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے گویا صرف الم انسان کو تیس نیکیوں کا حق دار بناتا ہے۔اس حقیقت کو مدنظر رکھ کر درود پاک میں غور فرمائیں۔کہ درود پاک بھیجنے والا اپنے آقا مولیٰ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں یہ عرض کر رہا ہے کہ مولا کریم تو اپنے فضل و کرم کی بدولت اپنے حبیب لبیب ﷺ پر قرآن کریم کے تمام حروف پر ایک ایک حرف کے بدلے میں ہزار ہزار بار درود بھیج اور قاعدہ کلیہ یہ بیان ہوا ہے کہ اللہ کریم و عظیم ایک ایک درود کے بدلے درود سلام بھیجنے والے کو کم از کم دس دس رحمتیں عطا فرماتا ہے۔اب حساب اور اندازہ لگایا جائے کہ ان تیس لاکھ تئیس ہزار حروف سے آگے کتنے حروف بنیں گے اور پھر ان حروف پر دس گنا رحمتیں اہل ایمان کے نامۂ اعمال کو کس طرح نیکیوں سے بھر دیں گی۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے غریبی اور محتاجی دور ہوتی ہے۔(جلاء الافہام)

☆

اے مدینے کے تاجدار تجھے　　اہلِ ایماں سلام کہتے ہیں
تیرے عشاق تیرے دیوانے　　جانِ جاناں سلام کہتے ہیں
تیری فرقت میں بیقرار جو　　ہجر طیبہ سے دل فگار ہیں جو
وہ طلبگارِ دید رو رو کر　　اے میری جاں سلام کہتے ہیں
جن کو دنیا کے غم ستاتے ہیں　　ٹھوکریں دربدر کی کھاتے ہیں

غم نصیبوں کے چارہ گر تم کو　　وہ پریشان سلام کہتے ہیں

محمد الیاس عطار قادری

السلام اے سرورِ عالم حبیب کبریا　　السلام اے تاجدار اولیاء و انبیاء

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ نَعِیْمًا لَّا یَنْفَدُ وَقُرَّۃَ عَیْنٍ لَّا تَنْقَطِعُ وَاَسْئَلُکَ الرِّضَا بِالْقَضَاءِ ○ (الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! یقیناً میں تجھ سے ایسی نعمت مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو اور آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک جو منقطع نہ ہو اور قضا پر راضی رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

لمحہ نمبر ۲۳

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَا اجْتَمَعُ قَوْمٌ ثُمَّ تَفَرَّقُوْا عَنْ غَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَصَلٰوۃٍ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَامُوْا عَنْ اَنْتَنَ مِنْ جِیْفَۃٍ" (جلاء الافہام صفحہ 44)

ترجمہ: سیّدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اکٹھے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے بغیر منتشر ہو گئے تو وہ مردار سے بھی زیادہ بدبودار چیز سے اٹھے۔

سند حدیث:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن الکبیر" میں کہا کہ ہم سے احمد رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بن سوید رحمۃ اللہ علیہ بن منجوف رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے ابوداؤد الطیالسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے یزید رحمۃ اللہ علیہ بن ابراہیم التُستری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوزبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے سیّدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

بعض شارحین حدیث نے بیان کیا کہ اس حدیث مبارکہ کی سند امام مسلم کی شرط کے مطابق ہے لیکن ابوزبیر کے متعلق کلام ہے۔

توضیح

یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ اہل ایمان کی اپنی ایک پہچان ہے۔ رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم ایک خاص ترکیب کی حامل ہے ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی ایک خاص ڈھنگ پر بسر ہوتی ہے سورۂ فرقان کے مضامین کے مطابق ان کی راتیں ربّ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرتے ہوئے بسر ہوتی ہیں۔ ان کے چہرے ذکر الٰہی اور درود سلام کی بدولت پر رونق و منور ہوتے ہیں ان کے اولیاء اللہ کی پہچان ہی یہ ہوتی ہے کہ

انہیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے یہ مساجد کو اللہ تعالیٰ کی چراگاہیں جانتے ہیں جہاں پہنچ کر ذکر الٰہی کی غذا سے دل، دماغ اور ذہن کو سکون بہم پہنچاتے ہیں انہیں بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ مجلس کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی ذیشان پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے انہیں رحمت ایزدی سے معمور اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں اور پھر ان کی گواہی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کی بشارتیں ان کا مقدر ہوتی ہیں۔

ذکر الٰہی اور حضور سیّد عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر درود وسلام کی کثرت ایمانی تقاضا ہے جیسا کہ اس سے قبل ایک حدیث مبارکہ میں یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ ایک ایسی مجلس جس میں اہل ایمان آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر درود وسلام بھیجیں اور ایک ایسی مجلس کہ جس کے شرکاء اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہیں تو قیامت کے دن محروم رہنے والوں کے لئے وہ مجلس حسرت وافسوس کا مؤجب ہوگی اور اپنی مجلس میں درود وسلام بھیجنے والوں کے درجات کی بلندی کو دیکھ کر وہ کف افسوس ملیں گے اور کہیں گے کہ کاش ہم بھی انہیں کی مانند اپنی مجلس میں درود وسلام بھیجنے کا اہتمام کر لیتے تو آج اس عظمت اور درجات کی بلندی سے محروم نہ رہتے۔ اہل ایمان کا باہم جمع ہونا اور پھر ذکر الٰہی اور درود وسلام کا اہتمام کرنا یقیناً اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے حدیث مبارکہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا اسم مبارک سن کر درود نہ بھیجنے والے کو بخیل بھی کہا گیا ہے جو کوئی بھی اچھا کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے بغیر اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر درود وسلام بھیجے بغیر شروع کیا جائے اسے اقطع وابتر یعنی ہر بھلائی سے محروم کہا گیا۔ ان تمام امور کے باوجود اس حدیث مبارکہ میں درد وسلام نہ بھیجنے والوں کے متعلق جو وعید بیان ہوئی ہے۔ وہ انتہائی شدید ہے ارشاد یہ ہو رہا ہے کہ مؤمن ومسلم ہونے کے دعویدار ایک جگہ جمع ہوئے انہوں نے اپنے دنیوی امور سرانجام دیئے۔ جس مقصد کی سرانجام دہی کے لئے ان کا اجتماع ہوا وہ پورا ہوا اور اس کے بعد وہ منتشر ہو گئے ان کا اس بات کی طرف دھیان ہی نہیں گیا کہ معاشرے کے دیگر طبقوں میں ان کا اپنا ایک تشخص ہے الگ پہچان ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ جس خالق و مالک کے بندے ہیں جس کی چلائی ہوئی ہوا اتارے ہوئے پانی اور دیگر نعمتوں کی بدولت وہ زندگی پا رہے ہیں چلتے پھرتے امور زندگی بجا لاتے ہیں اس کا بھی ان پر کوئی حق ہے اس کی بندگی کے بھی کچھ تقاضے ہیں شکر کی ادائیگی بھی ان کے فرائض میں شامل ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے انعام یعنی رسالت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کا پانا ان کا امتی ہونے کا شرف پانا کہ جن کے امتی ہونے کی آرزو بڑے اولوالعزم اور شان ومرتبے کے مالک انبیاورسل علیہم السلام کرتے رہے۔

گویا اس حدیث مبارکہ میں کلمہ پڑھنے والوں کو ان کے اپنے مرتبہ ومقام کا احساس بھی دلایا جارہا ہے ایک ایسے احساس کا کہ جس کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان اپنی انفرادی یا اجتماعی زندگی میں کسی بھی لمحے ذکر خدا اور رسول اللہ ﷺ سے غفلت میں نہ پڑے اگر صفحۂ ارضی پر مسلمانوں کی کوئی بھی ایسی مجلس ہوتی ہے وہ اکٹھے ہوتے ہیں اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے اور ذکر الٰہی کے ساتھ ساتھ صلوٰۃ وسلام نہیں بھیجتے تو آقا علیہ السلام اپنے ان امتیوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی اور صلوٰۃ علی الرسول ﷺ سے ان غافل لوگوں کی مثال ایسے ہے کہ وہ ایک ایسے کھانے پر بیٹھے جو مردار سے بڑھ کر بدبودار ہے مردار کی بو ہی ناقابل برداشت ہوتی ہے تو اس سے بڑھ کر بدبو کس قدر ذہن ودماغ کو ماءوف کر دینے والی ہوگی اسی حقیقت کو رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد میں بھی واضح کیا گیا ہے کہ ''اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُھَا کِلَابٌ'' ترجمہ: دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کُتے ہیں قرآن حکیم میں ان غور وفکر سے عاری اور دنیا کی ہوس میں مبتلا لوگوں کے متعلق کہا گیا ''اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ'' یہ چوپاؤں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں اور مولانا روم علیہ الرحمۃ کے نزدیک دنیا ربّ تعالیٰ سے غفلت کا نام ہے وہ اپنے ایک مشہور زمانہ شعر میں فرماتے ہیں ۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن نے قماش ونقرہ وفرزند وزن

ایمان کا تقاضا ہے کہ جب بھی ہم مسلماں کہلانے والے جمع ہوں تو اس بات کا خوب اہتمام کریں کہ ذکر الٰہی اور ذکر مصطفیٰ ﷺ سے کسی طور پر بھی غفلت میں مبتلا نہ ہونے پائیں۔

درود شریف

درج ذیل درود پاک کو اس کے عامل ''مدنی درود'' کا نام دیتے ہیں اور اس کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ اس میں آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور اہل بیت اطہار کا چونکہ ذکر ہوا ہے اس لئے یہ مدنی درود ہے۔

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا لَّا یُحْصٰی عَدَدُھُمَا وَلَا یَقْطَعُ مَدَدُھُمَا'' ۔ (درود مدنی، اولیاء اللہ کا معمول)

ترجمہ: اے اللہ! درود سلام بھیج اور برکت نازل فرما ہمارے حضرت محمد ﷺ پر جو نبی اُمی

لقب ہیں اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی ازواج پر جو کہ مومنوں کی مائیں ہیں اور آپ کی ذریت اور آپ کے اہل بیت پر اتنا درود وسلام کہ جس کی نہ تو تعداد شمار ہو سکے اور نہ ہی اس کی درازی طے ہونے پائے یعنی لامحدود ولاشمار۔

حضور نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم پر درود پاک بھیجنا درحقیقت اللہ جلَّ مجدہٗ اور رسول کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کے حکم کی تعمیل ہے۔ اب یہ تعمیل کن کلمات کے ساتھ ہو، تو صلحاء امت کی تحریروں اور ان کے معمولات سے ہمیں مختلف کلمات صلوٰۃ وسلام میسر آئے ہیں۔ بعض درود وسلام تو وہ ہیں کہ جن کی تعلیم خود سرور کائنات، فخر موجودات صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے عطا فرمائی جیسے تشہد میں سلام اور قعدۂ اخیرہ میں درود ابراہیمی ہے۔ بعض کلمات حضرات صحابہ کرام اور بعض اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہم تک پہنچے ہیں۔

ان کے بعد تابعین، تبع تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔ اور کچھ ایسے کلمات بھی ہیں جو تین صدیوں کے بعد کے ادوار میں مختلف علماء وصلحاء واولیاء واتقیاء نے کلمات کہے جیسا کہ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ شریف میں یہ کہا ہے:

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا　　　عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

یا جیسے کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رباعی قبول عام ہوئی۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ　　　کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ　　　صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

دنیا کی مختلف زبانوں میں علماء واولیاء نے اتنی کثرت سے سلام کہے کہ جن کا شمار ناممکن ہے۔ ان میں سے بعض نے اتنی شہرت پکڑی کہ زبان زدِ خاص وعام ہوئے۔ مثلاً

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام　　　شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

جنوبی ایشیاء کے اہل ایمان میں یہ سلام اتنا مقبول ہوا ہے کہ پاک وہند کے طول وعرض میں اس سلام کی گونج ہر طرف سنائی دیتی ہے۔

عربی زبان کا مندرجہ بالا درود پاک بھی انتہائی عظمت ورفعت کا حامل ہے۔ اس میں بندہ مومن اپنے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کے لئے ایسے وصف کو زبان پر لاتا ہے جو حبیب کبریا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کو بہت محبوب تھا یعنی اَلنَّبِیُّ الْاُمِّیّ۔

آپ نے چونکہ اولاد آدم میں سے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا۔ آپ کا معلم خود رحمان ورحیم ہے۔ اس لئے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم اس لقب کو بہت پسند فرماتے۔ آپ کی پسند کی بناء پر رب تعالیٰ اس

درود پاک کا اجر وثواب بھی بہت عطا فرماتا ہے۔ مزید برآں، اس درود پاک میں امتی آپ ﷺ کی ازواج مطہرات یعنی اپنی عظیم ماؤں سلام اللہ علیہن اور آپ ﷺ کی ذرّیت اور اہل بیت پر شمار و محیط سے ورا کی درخواست کرتا ہے۔ اس لئے اجر وثواب بے حد وحساب پاتا ہے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

جب بندۂ مومن درود پاک پڑھتا ہے تو اس سے بخل کی نفی ہو جاتی ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

یارسول اللہ تیرے در کی فضاؤں کو سلام
گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام
والہانہ جو طواف روضۂ اقدس کریں
مست و بے خود وجد میں آتی ہواؤں کو سلام
جو مدینے کے گلی کوچوں میں دیتے ہیں صدا
تا قیامت ان فقیروں اور گداؤں کو سلام
کعبۂ کعبہ کے خوش منظر نظاروں کو سلام
مسجد نبوی کی صبحوں اور شاموں کو سلام
جو پڑھے جاتے ہیں روز و شب تیرے دربار میں
پیش کرتا ہے ظہوریؔ ان سلاموں کو سلام

محمد علی ظہوری

السلام اے اولین و آخریں دید کی خاطر بلا اپنے قریں

دعا

اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ مِمَّا ابْتَلٰی بِهٖ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ○ (الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اس سے عافیت میں رکھ جس میں تو نے بہت سے لوگوں کو مبتلا کیا ہے۔

لمحہ نمبر ۲۴

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا' اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِفَاطِمَةِ ابْنَتِهٖ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا "اِذَا دَخَلْتِ الْمَسْجِدَ فَقُوْلِیْ: بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ' اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَسَهِّلْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ' فَاِذَا خَرَجْتِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُوْلِیْ كَذٰلِكَ" اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ "وَسَهِّلْ لِیْ اَبْوَابَ رِزْقِكَ" (جلاء الافہام صفحہ 43)

ترجمہ: سیّدنا حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ اور وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ "تو جب مسجد میں داخل ہو تو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں' اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج اور سلام' اے اللہ! مجھے بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے آسان فرما' پس جب تو مسجد سے باہر تشریف لائے تو اسی طرح کہہ' سوائے اس کے کہ آپ نے یہ فرمایا "اور میرے لئے اپنے رزق کے دروازے آسان فرما۔

سند حدیث:

ابو العباس ثقفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے ابو رجاء رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے قتبہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے' انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا' وہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں' انہوں نے عبداللہ بن الحسن رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنی ماں سے روایت کیا اور اسے ترمذی نے علی بن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے اسمٰعیل بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے' انہوں نے حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے عبداللہ بن الحسن رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے اپنی ماں فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنی دادی سیّدہ حضرت

فاطمہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔

اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو آپ نے مجھ سے یہ بیان کی، اس حدیث مبارکہ کی سند متصل نہیں کیونکہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا نے فاطمہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔

اس حدیث مبارکہ کو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے امام ترمذی نے اس حدیث مبارکہ کو سند اتصال نہ ہونے کے باوجود ''حسن'' کہا ہے اس کے علاوہ البوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ''الزوائد'' میں اس کی اسناد کو صحیح اور رجال کو ثقہ لکھا ہے بعض محدثین نے اس کے بعض رواۃ کے متعلق کلام بھی کیا ہے۔ واللہُ اعلم بالصواب۔

توضیح:

پختہ راویوں اور مستند کتابوں سے یہ بات تو ثابت ہے کہ جب بھی کوئی اہل ایمان مرد یا عورت مسجد میں داخل ہو تو وہ ''اَللّٰھُمَّ افۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ'' کہہ کر داخل ہو اور جب مسجد سے باہر آنے لگے تو کہے ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ مِنۡ فَضۡلِكَ وَرَحۡمَتِكَ''یعنی اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔

یہ وہ کلمات ہیں جو مساجد میں عموماً تحریر شدہ ملتے ہیں تاکہ نمازی حضرات مسجد میں داخل اور خارج ہوتے وقت انہیں پڑھ لیا کریں لیکن یہ کس قدر افسوسناک امر ہے کہ کہیں بھی یہ توجہ نہیں دلائی گئی کہ ان کلمات کی ابتداء اور انتہا دونوں مواقع پر درود شریف پڑھنا بھی از حد ضروری ہے۔

یہ امر تمام اہل ایمان پر بخوبی عیاں ہے کہ جس کسی بھی دعا کے اوّل، آخر یا صرف اوّل یا آخر میں درود پاک نہ پڑھا جائے اللہ ربّ العزت اسے قبول ہی نہیں فرماتے۔

چہ جائیکہ خود سرور کائنات، امام المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پیاری نورِ نظر اور مخدومۂ کائنات سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وساطت سے امت کو یہ تعلیم عطا فرمائیں کہ جب بھی اہل ایمان اللہ ربّ العزت کی چراگاہوں یعنی مساجد میں داخل ہونے لگیں تو بسم اللہ اور الحمد للہ کہنے کے بعد حبیب کبریا شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھی بھیجیں، دین اسلام کتنے خوبصورت انداز میں مومنوں پر واضح کر رہا ہے کہ اللہ جل شانہ کی تمام نعمتیں اولاد آدم کو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ملی ہیں، ربّ تعالیٰ کے در سے جس

کسی کو جو کچھ بھی میسر آنا ہے صرف اور صرف حضور سیّد عالم ﷺ کے توسُّل اور آپ کے دست کرم سے ہی آنا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ وَاللّٰهُ مُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔ اور یہ بھی ایک مسلّم امر ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک مقام سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص نے کسی کو ''اے ابوالقاسم کہہ کر پکارا'' آپ ﷺ یہ کلمات سنکر اس کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ بولا کہ میں نے آپ کو نہیں انہیں بلایا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''سَمُّوْا بِاِسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ''، تمہیں میرے نام پر نام رکھنے کی تو اجازت ہے لیکن میری کنیت پر کنیت مت رکھو۔ (مشکوۃ شریف) یعنی ابوالقاسم صرف اور صرف محمد ﷺ ہیں۔ آپ کے اس رحمت و اُمید سے معمور ارشاد کی وضاحت کرتے ہوئے بخاری کے شارح حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے لکھا کہ وَکُنْیَتُهٗ اَبُوالْقَاسِمِ لِاَنَّهٗ یُقَسِّمُ الْجَنَّةَ بَیْنَ اَهْلِهَا ۔ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے کیونکہ آپ مستحقین میں جنت تقسیم فرماتے ہیں: حدیث معراج سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اس مبارک سفر میں خود ملاحظہ فرمایا کہ ہر آسمان پر آپ کا نام مبارک مکتوب تھا اور جب آپ کو جنت میں لے جایا گیا تو آپ نے مشاہدہ فرمایا کہ جنت کے ہر محل کے دروازے پر، ہر درخت کے ہر پتے پر اور حوروں کی آنکھوں کی پتلیوں میں آپ کا نام لکھا ہوا نظر آیا۔

جس انسان کامل کے مرتبہ و مقام کا اندازہ لگانا جب کسی کے بس میں ہی نہ ہو، جن سے ٹوٹ کر محبت کرنا ایمان کی پہچان ہو جن کی اتباع ربّ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا واحد ذریعہ ہو ان پر درود سلام بھیجے بغیر کوئی دعا زباں پر آئے تو کیونکر آئے۔

اس لئے حدیث مذکورہ بالا کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں کوئی بھی دعا درود سلام پڑھے بغیر زبان پر نہیں لانی چاہیے اور مساجد میں بھی یہ اہتمام کرنا ضروری ہے کہ ان تمام کتبوں یا بورڈز پر جہاں جہاں مسجد میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کی دعائیں رقم ہیں ان کے اوّل و آخر درود پاک لکھا جائے۔

اور مسلمان اپنا یہ شعار بنائیں کہ بسم اللہ اور الحمد للہ کہہ کر درود شریف اور سلام پڑھیں اور پھر دعائیں کیونکہ آپ ﷺ کی تعلیم یہی ہے۔ درود و سلام کے بعد یہی کلمات کہے جو اس حدیث مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں یعنی ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَسَهِّلْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ'' ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے آسان بنا دے۔ یا وہ کلمات جو دیگر ارشادات میں مروی ہیں اور عموماً مساجد میں مکتوب بھی ہیں یعنی ''اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ'' ترجمہ: اے اللہ!

میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد میں نماز با جماعت اور سنن وواجبات و نوافل کی ادائیگی اور اذکار مسنونہ کے بعد خوب دعائیں مانگ کر مسجد سے باہر آنے لگے تو اس حدیث مبارکہ کے مطابق وہی کلمات اوّل و آخر درود وسلام پڑھ کر دہرائے۔ یا یوں کہے کہ "وَسَهِّلْ لِيْ اَبْوَابَ رِزْقِكَ" ترجمہ اور میرے لئے اپنے رزق کے دروازے آسان فرما دے بعض روایات میں وہ کلمات بھی ہیں جو عموماً مساجد میں لکھے ہوئے ہیں یعنی "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ" ترجمہ "اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔

بہر کیف دعائیہ کلمات جو بھی پڑھے جائیں ان کے اوّل و آخر میں درود سلام ضرور بھیجا جائے سرور انس و جاں ﷺ کی تعلیم یہی ہے۔

درود شریف

اس درود پاک کے متعلق علماء کرام نے بیان کیا ہے کہ اسے حضرت شیخ شہاب الدین احمد بن عبد اللطیف الشرجی الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ "مختصر البخاری" کے مؤلف ہیں نے اپنی کتاب "الصلوٰۃ والعوائد" میں درج کیا ہے۔ علماء وصلحاء واولیاء کے معمولات میں اہمیت کے پیش نظر یہ نقل ہوتا ہوا ہم تک پہنچا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الطَّاهِرِ الزَّكِيِّ صَلَاةً تُحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتُفَكُّ بِهَا الْكُرَبُ"۔ (درود دافع البلا)

"اے اللہ! حضرت محمد ﷺ جو کہ غیب کی خبریں دینے والے، اُمی لقب، پاک کرنے والے، تزکیہ فرمانے والے ہیں۔ ان پر ایسا درود بھیج کہ جس سے گرہیں کھل جائیں اور مصائب سے خلاصی نصیب ہو"۔

درود پاک کے کلمات کتنے خوبصورت اور ایمان فزا ہیں۔ جب سرور انس و جان ﷺ کے صفاتی نام زبان مومن پر آتے ہیں تو ایمان کی کلی کھل جاتی ہے۔ ایک عجیب لذت وسرور پورے جسم کو اپنی نورانی وایمانی چادر میں لے لیتا ہے۔ اور جب روح کو لذت آشنا کرنے والی یہ صفات درود پاک کی صورت میں ہماری زبان پر اَللّٰهُمَّ کہہ کر آتی ہے۔ تو رب رحمان اپنے حبیب کی یہ شان سن کر کتنا خوش اور راضی ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق بتایا گیا کہ آپ ﷺ کتاب وحکمت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ وَيُزَكِّيهِمْ اور مومنوں کا تزکیہ کرتے ہیں۔

انہیں پاک وصاف کرتے ہیں۔ اس تزکئے کے بے شمار واقعات ہمیں حدیث وسیرت کی کتب میں جا بجا ملتے ہیں۔ محدثین کے بیان کردہ صرف اس ایک واقعے سے قاری اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ کیا عظمت و شان تھی اس تزکیے کی۔ ایک نوجوان بارگاہ بے کس پناہ میں آتا ہے عرض کرتا ہے، کہ میں اسلام قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوں، مگر جنسی تسکین کی مجھے کھلی اجازت دی جائے، سرورِ سروراں، رحمتِ عالمیاں اور شفیع عاصیاں ﷺ اس نوجوان کی اس دلیری پر ناراض نہیں ہوتے ماتھے پر شکن نہیں ڈالتے خشک مزاجی کا مظاہرہ نہیں فرماتے۔ اس گناہ میں ڈوبے گم گشتہ راہ سے نفرت نہیں کرتے۔ بلکہ انتہائی خندہ پیشانی اور کشادہ روئی کے ساتھ پہلے تو حکمت سے معمور موعظمت فرمائی۔ کہ اے نوجوان! جس بات کو تو اپنے لئے پسند کر رہا ہے کیا اپنے پیارے رشتے یعنی ماں، خالہ، بہن وغیرہ کے لئے پسند کرے گا۔ اس نے جواب دیا۔ نہیں۔ پھر آپ نے اپنا محبت وشفقت بھرا ہاتھ اس کے سینے پر رکھ دیا بس پھر کیا تھا سر کے بال سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک وہ پاکیزگی وطہارت میں نہا گیا۔ اور تزکیے کی ایک مثال بن گیا۔ اور روحانی طور پر یہ تزکیہ آج بھی جاری ہے اور قیامت تک اپنی کمال رعنائیوں کے ساتھ جلوہ سامانیاں دکھاتا رہے گا۔

اس درود پاک میں صلاۃ وسلام بھیجنے والا آپ ﷺ کی بے پناہ خوبیوں میں سے چار کا ذکر کر کے مشکلات ومصائب سے نجات کی درخواست کرتا ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی بدولت وہ خلاصی پاتا ہے، شیخ شہاب الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس درود پاک کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ بقول صلحاء جو شخص کسی مصیبت میں گرفتار ہو اور اس درود پاک کا وظیفہ کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو دور فرما دے گا۔ اسی بنا پر اولیاء اس درود پاک کو درود ''دافع البلاء'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ہر نماز کے بعد کم از کم تینتیس ۳۳ بار پڑھنا معمول بنا لینا چاہئے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا ومولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنا انسان کو جنت کی راہ پر ڈال دیتا ہے اور نہ پڑھنے سے اس سے جنت کی راہ چوک جاتی ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

السلام اے شمع انوار جہاں　　السلام آئینہ دار کن فکاں
السلام اے ہادئ گم گشتگاں　　السلام اے شافع بے چارگاں
السلام اے محسنِ نوع بشر　　السلام اے نکتۂ حسنِ جہاں
السلام اے جان بھگوان　　السلام اے سجدہ گاہِ عاشقاں

رانا بھگوان داس بھگوان

السلام اے اولین و آخریں　　السلام اے ہادئ دنیا و دیں

دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمَعَافَاةَ الدَّآئِمَةَ فِی الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ○ (الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے عفو' عافیت اور دائمی معافی کا سوال کرتا ہوں دین میں' دنیا میں آخرت میں۔

لمحہ نمبر ۲۵

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ عَلَیَّ زَكَاةٌ لَّكُمْ قَالَ: وَاسْئَلُوا اللّٰهَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ"

(جلاء الافہام صفحہ 18)

ترجمہ: "سیّدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجو' یقیناً تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے زکوۃ ہے۔ فرمایا اور اللہ سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو"۔

سند حدیث:

اسمٰعیل القاضی نے کتاب "اَلصَّلٰوةُ عَلَی النَّبِیِّ" میں کہا کہ ہم سے سلیمان بن حرب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے لیث رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے اور انہوں نے کعب رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

بعض محققین نے لیث بن ابی سلیم رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن زید رحمۃ اللہ علیہ دونوں کی سند کو ضعیف قرار دیا لیکن ساتھ یہ بھی بیان کیا کہ یہ حدیث مبارکہ اور بھی کئی طرق سے بیان ہوئی ہے مثلاً امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ' ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ' نسائی رحمۃ اللہ علیہ' ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

توضیح:

اس حدیث مبارکہ سے جو ایک بات نمایاں طور پر سامنے آتی ہے وہ یہ کہ حضور نبی کریم رءوف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اہل ایمان کو درود پاک پڑھنے کا حکم دیا ہے اور جس بات کا اللہ جل مجدہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حکم دیں' اس کی بجا آوری کتنی اہم اور شدید ہوگی اللہ رب العزت نے حکم دیا کہ "صَلُّوْا

عَلَيۡہِ ‘‘ آپ ﷺ پر درود بھیجو اور آپ ﷺ نے فرمایا ’’صَلُّوۡا عَلَیَّ ‘‘ مجھ پر درود بھیجو، یہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے اور اس وجوب کی تو ایک نرالی اور انوکھی شان یہ ہے کہ اللہ کریم و عظیم فرماتا ہے کہ میں تمہیں جس کام کا حکم دے رہا ہوں اس کی عظمت وافادیت کا اندازہ اس بات سے لگالو کہ میں اور میرے فرشتے بھی یہ کام کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے اپنے اس ارشاد عالیہ میں اہل ایمان کو بتایا کہ یہ تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے زکوٰۃ ہے۔ اللہ اکبر! کیا عظمت ہے درود سلام کی کہ جس طرح مال کی زکوٰۃ ادا کرنے سے مال کی طہارت ہوتی ہے۔ اسی طرح درود و سلام بھیجنے سے ایمان واسلام کی طہارت و پاکیزگی ہوگی اگر کوئی شخص مسلم و مؤمن ہونے کا دعوے دار ہو اور آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کو اپنا شعار نہ بنائے۔ اس کا اسلام اور ایمان اللہ کے ہاں قبولیت کا شرف اور درجہ حاصل نہ کر سکے گا۔ مؤمن کو اپنے شب و روز کا کچھ حصہ امام المرسلین، سیّد الاوّلین والآخرین ﷺ پر درود سلام کے لئے لازماً وقف کرنا ہوگا کتنے خوش نصیب وسعادت اندوز ہیں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، جنہیں آپ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوا اور صبح وشام انہیں جتنی مرتبہ آقا علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی اتنی مرتبہ درود و سلام بھیجنے کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ آپ ﷺ کا نام مبارک سن کر درود نہ بھیجنے والا بخیل ہے تو دیدار سے مشرف ہونے والا درود و سلام بھیجنے سے محروم ہو کر کتنی بڑی بدبختی سے دوچار ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ ایمان کی زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنی شفاعت اور خصوصی توجہ کا مرکز بن جانے کا ایک مزید نسخہ عطا فرما رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ تم میرے لئے اللہ سے وسیلہ یعنی مقام محمود کی درخواست بھی پیش کرتے رہو اور متعدد روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ کے لئے وسیلے کی درخواست کرنے والوں کو لازماً آپ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے یہ فرمانے پر کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو! تو ہم نے آپ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں گزارش کی یا رسول اللہ ﷺ یہ وسیلہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جنت میں ایک اعلیٰ مقام ہے جو صرف ایک شخص کو نصیب ہو گا اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوں گا۔

اس سے قبل بھی یہ بات واضح کی جاچکی ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے حبیب مکرم، شفیع معظم، نورِ مجسم اور رحمت عالم ﷺ پر نماز تہجد کی ادائیگی لازم قرار دی اور اس کے صلے میں آپ ﷺ سے ’’مقام محمود‘‘ کا وعدہ فرمایا حضور نبی کریم رءوف ورحیم ﷺ نے اس نماز کی ادائیگی اس قدر حسن وادا

سے فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ محبوب اپنے قیام میں کچھ تخفیف کیجئے' اس پر آپ کا قیام مزید بڑھ گیا۔ جب آپ سے عرض کیا گیا کہ کمی کی بجائے آپ کے قیام صلوٰۃ میں اضافہ ہو گیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

''اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا'' ترجمہ ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

رمضان المبارک میں تو آپ کے قیام کی کیفیت کچھ اور رنگ اختیار کر لیتی۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے خیمہ مبارکہ کے گرد جمع ہو گئے تو آپ نے انہیں آٹھ رکعتیں اس طرح پڑھائیں کہ سحری کا وقت قریب تر ہو گیا۔ آئندہ رات کو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پھر خیمہ کے باہر جمع ہو گئے تو اس روز قیام کی طوالت کی کیفیت یہ تھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گمان گزرا کہ آج تو شاید ہم سحری بھی نہ کھا سکیں۔ تیسرے روز ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی کے باوجود خیمہ سے باہر محض اس لئے تشریف نہ لائے کہ کہیں یہ رات کا قیام امت پر فرض نہ ہو جائے' جس انسان کامل کی اطاعت شعاری کی کیفیت یہ ہو' انہیں اللہ کریم و عظیم اپنے وعدوں کے مطابق کیوں نہ اس مقام محمود پر فائز فرمائیں گے یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے قوی امید ہے کہ وہ وسیلہ پانے والا شخص میں ہی ہوں گا۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ربّ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہو چکا اور آپ ﷺ نے بھی فرما دیا کہ اس مرتبہ و مقام کو پانے والا میں ہوں گا۔ تو پھر آقا علیہ السلام کیوں فرما رہے ہیں کہ اے مؤمنو! تم میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ دیے جانے کا سوال کرو' ہمارے وسیلہ مانگنے سے کیا ہو گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ سے کئے گئے وعدوں کی تکمیل میں کسی طرح کی کسی رکاوٹ یا کمی کا تو احتمال ہی نہیں کیونکہ ''اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ'' یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اس کا وعدہ سچا اور برحق ہے اس ارشاد عالیہ کے ذریعے ہمیں بیش قیمت انعامات سے نوازنا مقصود ہے اور وہ انعامات یہ ہیں کہ جب ہم اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگتے ہیں تو ہمارے دلوں میں آقا علیہ السلام کی محبت کی تجدید ہوتی ہے اور یہ محبت آپ ﷺ کی اتباع کی طرف ہمیں لے جاتی ہے اور اس اتباع کی بدولت ہم ربّ تعالیٰ کی محبت حاصل کرتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ جنت میں حبیب کبریا ﷺ کے قرب کا میسّر آنا ہے اس وسیلہ طلبی کا دوسرا انعام آپ ﷺ کی شفاعت کا حقدار بننا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اپنے متعدد ارشادات میں یہ فرما دیا ہے کہ

میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگنے والے کو میری شفاعت نصیب ہوگی اور جسے شفاعت نصیب ہوگئی اس کا مقدر سنور گیا تیسرا انعام یہ ہے کہ جب ہم آپ کے لئے وسیلہ مانگنے کے لئے اپنی زبانوں کو آپ کے اسمِ شیریں کی بدولت شہد و مٹھاس بہم پہنچاتے ہیں تو نام مبارک سننے یا لینے پر فوراً درود پاک زبانوں پر آجاتا ہے اور ہم درود شریف کے فوائد بھی اپنے نامۂ اعمال میں سمیٹ لیتے ہیں۔

درود شریف

درج ذیل درود پاک کو علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی درود وسلام سے متعلق خوبصورت کتاب ''سعادت دارین'' میں درج کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اسے میرے مشائخ کے شیخ اور شام کے امام، علامہ اور محدث شیخ عبدالرحمٰن الکزبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سندات کے مجموعے میں ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ مجھے اس کے پڑھنے کی اجازت میرے شیخ عبداللہ بن عمر باہلوی، حضرمی حسین رحمۃ اللہ علیہ نے دی۔

''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاةً تَهَبُ لَنَا بِهَا اَكْمَلَ الْمُرَادِ وَفَوْقَ الْمُرَادِ فِىْ دَارِ الدُّنْيَا وَ دَارِ الْمَعَادِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَدَدَ مَا عَلِمْتَ وَزِنَةَ مَا عَلِمْتَ وَمِلْءَ مَا عَلِمْتَ''۔

(درود مراد) (حضرت عبداللہ باہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

''اے اللہ!'' ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایسا درود بھیج کہ جس کی بدولت ہمیں تو کامل ترین مراد عطا فرمائے اور دنیا اور آخرت کے گھر میں مراد سے بھی بڑھ کر عطا فرمائے۔ اور آپ کی آل اور اصحاب پر اور اپنے علم میں موجود تعداد، وزن اور معموری کے مطابق برکت اور سلامتی نازل فرما''۔

اس درود پاک میں حصولِ مراد کی تمنا اور آرزو نمایاں نظر آتی ہے۔ تَهَبُ لَنَا بِهَا (تو ہمیں اس درود کی بدولت عطا فرمائے) کے کلمات واضح کر رہے ہیں کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں یہ بات مروّج تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمِ مبارک، آپ پر درود پاک، اور آپ سے منسوب اشیاء، مثلاً بال مبارک، جسم اطہر سے لگا لباس مبارک، آپ کے ناخن مبارک وغیرہ کے توسّل و تصدّق سے اللہ جلّ مجدہٗ کی بارگاہ میں دعائیں کرتے اور مرادیں پاتے تھے۔

ایسا ہرگز ہرگز نہیں کہ اس بات کو بعد میں آنے ڈانوں نے رواج دیا ہو۔ یا یہ کہ ایسا کرنا بدعت

کہلائے (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے جسدِ اطہر اور لعاب دہن سے برکت حاصل کرنے کا حکم دیتے تھے۔

بخاری شریف میں ہے:

"وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِیْہِ مَآءٌ فَغَسَلَ یَدَیْہِ وَوَجْھَہٗ فِیْہِ، وَمَجَّ فِیْہِ ثُمَّ قَالَ لَھُمَا: اَشْرِبَا مِنْہُ وَاَفْرِغَا عَلٰی وُجُوْھِکُمَا وَنُحُوْرِکُمَا"۔ (بخاری شریف حدیث: ۱۸۸، ۱۹۶، ۴۳۲۸)

ترجمہ: "اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اس میں اپنے ہاتھ اور چہرۂ مبارک کو دھویا اور اس میں کلی فرمائی۔ اور پھر سیدنا حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اس میں سے پیو اور اپنے چہروں اور سینوں کے بالائی حصوں پر اسے انڈیلو۔ اس مضمون کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ متعدد مقامات پر لائے ہیں۔

صحیح احادیث مبارکہ میں ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ کی بارگاہ میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے یمنی چادر ہدیے کے طور پر پیش کی۔ آپ نے قبول فرما کر اپنے اوپر ڈال لی۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ نے مانگ لی۔ دیگر ساتھی ناراض ہوئے کہ تم نے یہ چادر کیوں مانگ لی۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنا کفن بنانے کے لئے یہ چادر مانگی ہے۔ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو "قصیدہ بانت سعاد" سنانے پر رسول اللہ ﷺ نے جو چادر عطا فرمائی تھی۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ ان کی اولاد سے بیس ہزار درہم میں خرید لی تھی اور بنوامیہ کے حکمران حکمرانی کا حلف اٹھانے پر تبرکاً اس چادر کو اپنے اوپر لیتے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہما سے حضور ﷺ کے ناخن مبارک بھاری رقم دے کر خریدے اور وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد انہیں پیس کر میری آنکھوں پر رکھ دیا جائے۔ اسی طرح عہد فاروقی میں قحط سالی کے موقع پر صحابہ رضی اللہ عنہم ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدد چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک اور آسمان کے درمیان پردہ ہٹا دو، جب حجرۂ مبارکہ کی چھت ہٹائی گئی تو اس سال اتنی بارشیں ہوئیں کہ ہریالی کھا کھا کر جانور اس قدر تروتازہ اور موٹے ہوئے کہ اس سال کو تاریخ اسلام میں "عام الفتق" کا نام دیا گیا ہے۔ یعنی وہ سال کہ جانوروں کے جسم پھٹنے کے قریب ہو گئے۔

قرآن حکیم کا گہرا مطالعہ اور حکمت سے حصہ پانے والا بخوبی جانتا ہے کہ "تابوت سکینہ" میں موجود بنی اسرائیل کے انبیاء کرام سلام اللہ علیہم کے تبرکات کو کتنی اہمیت حاصل تھی۔ اور جنگ کے وقت بنی اسرائیل اس صندوق کو سامنے رکھ کر اللہ جلّ مجدہٗ کی نصرت طلب کرتے تھے۔

درود بالا میں اہل ایمان صلاۃ کی بدولت دنیا و آخرت میں مراد کے حصول کے لئے آرزو کرتے ہیں۔ اور یقیناً یہ کلمات مراد بر آنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور دعا کی قبولیت کا سبب بنتے ہیں۔ کتنا حسین امتزاج ہے کہ بے شمار اجر و ثواب بھی اور مراد کی تکمیل بھی۔

اسے ہر نماز کے بعد کم از کم گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھنے کی عادت بنا لینے سے انشاء اللہ مطلوبہ مراد بر آئے گی۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پڑھنے سے محفل و مجلس مردار ہونے سے بچ جاتی ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں
اس گلِ پاک منبت پہ لاکھوں سلام

طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اس سرِ تاج رفعت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام
رفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درود
شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

اے سخی۔ اور سخیوں کے امام تیرے ہاتھوں سے ملے کوثر کا جام

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یَا غَفُوْرُ ۝ (الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! یقیناً تو معاف فرما دینے والا اور معاف کر دینے کو محبوب رکھنے والا ہے۔ اے بخشنہار مجھے بخش دے۔

لمحہ نمبر ۲۶

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ، فَاِنَّہٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ اٰنِفًا مِّنْ رَّبِّہٖ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ: مَا عَلَی الْاَرْضِ مِنْ مُّسْلِمٍ یُّصَلِّیْ عَلَیْكَ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً اِلَّا صَلَّیْتُ اَنَا وَمَلَائِكَتِیْ عَلَیْہِ عَشْرًا○ (جلاء الافہام صفحہ 40)

ترجمہ: سیّدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلا شبہ ابھی حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے پروردگار بزرگ و برتر کی طرف سے میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ روئے زمین پر کوئی ایسا مسلمان نہیں جو آپ پر ایک بار درود بھیجے، مگر میں اور میرے فرشتے اس پر دس رحمتیں بھیجتے ہیں۔

سند حدیث:

امام طبرانی نے کہا کہ ہم سے محمد بن علی الاحمر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے نصر بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے النعمان بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے ابوظلال رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اس حدیث مبارکہ کو علامہ سخاوی نے "القول البدیع" میں ذکر کیا ہے اور بعض علماء نے اس حدیث کے ایک راوی ابوظلال رحمۃ اللہ علیہ کی سند کو ضعیف بیان کیا ہے۔

توضیح:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت عالم، نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے متعدد ارشادات عالیہ میں اپنی امت کو جمعہ کے دن بکثرت درود سلام بھیجنے کی تاکید فرمائی ہے۔ جمعہ دراصل سیّد الایام یعنی ہفتہ کے تمام دنوں کا سردار ہے اس میں اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے ربّ تعالیٰ کی رحمتوں کے جو

دروازے کھلتے ہیں ان کا آخری کنارا کوئی نہیں پا سکتا۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے اسے مساکین کے لئے عید کا دن قرار دیا ہے کیونکہ وہ بھی اس روز ضرور غسل کرتے اور صاف ستھرے کپڑے پہنتے ہیں نماز جمعہ کی بدولت عزیز و اقارب' احباب اور پڑوسیوں سے ملاقات کر لیتے ہیں مزید برآں اس بابرکت دن میں ایک ساعت مقبولیت کی بھی رکھ دی گئی ہے ان تمام امور کو خیر و برکت اور سعادت اندوزی کا ذریعہ بنانے کے لئے سرور انس و جاں' فخر عالمیاں ﷺ نے حکم دیا کہ اس روز بالخصوص مجھ پر کثرت سے درود سلام بھیجو۔

یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ آپ ﷺ نے نہ تو یہ حکم دیا ہے کہ یہ کثرت سے درود و سلام بھیجنا با جماعت ہونا چاہیے اور نہ ہی ایسا کرنے سے روکا ہے بلکہ ایک ارشاد میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد ضرور ہے کہ

اِذَا مَآ اَمَرْتُکُمْ بِهٖ شَیْئًا فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: جب میں تمہیں کسی کام کے کرنے کا حکم دوں تو اسے اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق بجا لاؤ' اور یہ امر واضح ہے کہ جس اچھے کام کے کرنے سے شریعت مطہرہ نے نہ روکا ہو اس سے روکنے کا قیامت تک کسی کو اختیار نہیں ہے اور نہ ہی ضروری ہے کہ اس ضمن میں اس بات کو حجت بنایا جائے کہ پہلے ثابت کرو۔ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کبھی با جماعت کھڑے ہو کر اجتماعی انداز میں صلوٰۃ و سلام بھیجا اور یہ بات صرف نیک کاموں میں بڑی شد و مد کے ساتھ بعض دینی حلقے عبادت اور امر بالمعروف جان کر کرتے ہیں کیونکہ ان سادہ لوح افراد کی تربیت بعض علم دین پر کامل دسترس رکھنے کے دعویدار اس نہج پر کر دیتے ہیں کہ وہ اس کے برخلاف کچھ سننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے حالانکہ علم کے فروغ اور جہاد کے نئے انداز کے بارے میں کبھی فتویٰ جاری نہیں ہوتا۔ بخاری شریف کے اجتماعی ختم کو تو بابرکت اور عین اسلام سمجھا جاتا ہے مگر اجتماعی انداز میں کھڑے ہو کر درود و سلام بھیجنے کو طرح طرح سے طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

اور کوئی بھی ذی علم' ذی شعور' ذی فہم اور بصیرت کا حامل ہونے کا دعویدار یہ سوچنے کی کوشش نہیں کرتا کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارکہ سے لے کر آج تک مسجد نبوی میں روضۂ اطہر پر اجتماعی انداز میں درود و سلام بھیجا جاتا رہا اور بھیجا جا رہا ہے اور دور و نزدیک کے معیار کو معاذ اللہ ہم اپنے معیار سے جانچنے کی کوشش کرتے ہیں بہر کیف اہل ایمان کو یاد رکھنا چاہیے کہ سرور دو جہاں' رحمت عالمیاں ﷺ نے

جمعہ کے روز بکثرت درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ ہمیں انفرادی یا اجتماعی انداز میں اس ارشاد نبوی پر عمل پیرا ہونا ہے اور باہم محبت و اخوت، ہمدردی و خلوص اور احترام آدمیت کے رشتے کو اس انداز سے مضبوط بنانا ہے کہ اپنے قول و عمل سے امت واحدہ کے تصور کو اجاگر کریں نہ کہ ایسے امور خیر پر باہم افتراق و انتشار کا نشانہ بن جائیں جمعہ کے دن بکثرت صلوٰۃ و سلام بھیجنے کا حکم دینے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے مجھے اللہ کا یہ پیغام پہنچایا ہے کہ روئے زمین کے کسی بھی گوشے میں یہ دور و نزدیک کے فاصلے ہم غافلوں کے لئے ہیں اللہ اور اس ذی شان رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور رضا کے متوالوں کے لئے نہیں، آپ ﷺ ہر کلمہ گو کی جان کے مالک بھی ہیں اور جان سے قریب تر بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ کو آپ کے ایک ایک امتی کے احوال سے آگہی عطا فرماتے ہیں اور یہ آگہی چشم زدن سے بھی کم تر وقت میں ہوتی ہے۔

اگر کسی کو اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں پس و پیش ہو تو وہ سورۃ النحل کی آیت 40 کا مطالعہ کرے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک صحابی نے ملکہ سبا کا تخت یمن سے بیت المقدس آنکھ جھپکنے سے قبل لا کر رکھ دیا تھا یہ نیک بندے کی قوت تھی چہ جائیکہ حکم پروردگار پر مامور فرشتوں کی طاقت و قوت۔

اور آپ ﷺ کا دربار حیات دنیوی ہو یا برزخی، ستر ستر ہزار فرشتوں کے صبح و شام اترنے کی جگہ ہے اور فرشتوں کے سردار سیّدنا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے لئے ان فاصلوں کی کوئی وقعت ہی نہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اٰنِفًا یعنی ابھی جبرائیل آئے تھے اور انہوں نے مجھے یہ بتایا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی ربّ احد وصمد، لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ کی بارگاہ میں قدر و منزلت کا عالم یہ ہے کہ دور و نزدیک کا جو بھی امتی آپ پر ایک مرتبہ درود سلام بھیجتا ہے اس کی ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عزت ہوتی ہے کہ خود اللہ جل مجدہٗ اور اس کے فرشتے اس امتی پر دس رحمتیں بھیجتے ہیں یہ بات تو متعدد روایات سے ثقہ راویوں سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر درود بھیجنے والے پر دس رحمتیں بھیجتا ہے مگر یہاں یہ ایک نرالی خصوصیت درود بھیجنے والے کی بیان ہوئی کہ اس پر نہ صرف اللہ تعالیٰ بلکہ اس کے فرشتے بھی دس دس رحمتیں بھیجتے ہیں۔

اس رحمت بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کتنے فرشتے شریک ہوتے ہیں، ان کا ذکر اس حدیث مبارکہ میں نہیں کیا گیا صرف یہ مذکور ہوا کہ میں اور میرے فرشتے اس پر دس دس رحمتیں بھیجتے ہیں کیا نصیبہ ہے اس امتی کا کہ اس نے ایک مرتبہ آپ ﷺ پر درود بھیجا اور اس کی بدولت نہ صرف یہ کہ اس کے

درود وسلام کو رحمۃ للعالمین نے خود سنا بلکہ فرشتوں نے بھی پہنچایا اور اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے سامنے مذکور ہوا۔ بلکہ اتنی رحمتیں سمیٹیں کہ جنہیں شمار میں لانا کسی کے بس میں ہی نہیں نہ کسی کو فرشتوں کی تعداد بتائی گئی اور نہ رحمتوں کی بہتات کا اندازہ لگانا ممکن ہوا۔

بہر کیف! ہمیں تو صرف اس بات پر دھیان دینا ہے کہ ہمیں اللہ جل مجدہٗ اور اس کے رسول مکرم و معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جو حکم ہے مقدور بھر اس پر عمل پیرا ہوں۔

درود شریف

اس درود پاک کو علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایۂ ناز تصنیف ''سعادت دارین'' میں نقل کیا ہے۔ اس درود پاک کے کلمات کما امرتنا یعنی جیسا کہ تو نے ہمیں حکم دیا ہے کہ بنا پر صلحاء نے اسے درود حکم بھی کہا ہے۔

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلَیْهِ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ'' ۔ (سعادت دارین)

''اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ بھیج جیسا کہ تو نے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے اور آپ پر صلوٰۃ بھیج جیسا کہ آپ پر درود بھیجنا شایان شان ہے''۔

اللہ تعالیٰ کے جس نیک بندے نے بھی درج بالا درود پاک کے کلمات کہے ہیں۔ بہت خوب کہے ہیں اس میں پہلی بات یہ ہے کہ درود بھیجنے والا امتی اپنے پروردگار سے یہ درخواست کرتا ہے کہ اے اللہ! درود بھیج۔ ان کلمات میں ایک عجیب نکتہ پوشیدہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

''اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا'' ۔

ترجمہ: ''یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ذی شان نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو، آپ پر درود بھیجو، اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔

مالک عزت وعظمت نے اپنے حبیب مکرم پر درود بھیجنے کا اپنا عمل بیان فرما کر اسی عمل کے بجالانے کی اہل ایمان کو تلقین فرمائی، حکم دیا۔ ایسا حکم کہ جو وجوب کے درجہ پر ہے۔ اب اس حکم کی بجا آوری یوں

نہیں ہوتی کہ مومن یہ کہے کہ میں درود بھیجتا ہوں بلکہ اس کے کلمات یہ سکھائے گئے کہ اے اللہ! آپ درود بھیجئے جبکہ وہ اور اس کے فرشتے تو پہلے سے بھیج ہی رہے ہیں اس میں راز اور نکتہ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ رب سبوح وقدوس تمام مومن مردوں اور عورتوں کی زبان سے یہ صدا اور گونج سننا چاہتا ہے کہ ہر ایک اپنے خالق و مالک سے کہے، درخواست کرے کہ اے اللہ! اپنے حبیب پر صلوٰۃ بھیج اور اس طرح ہر اہل ایمان کی زبان اس شہد سے میٹھے پاک اسم سے تر ہو۔ اور رب کی رحمتیں انہیں ڈھانپیں رکھیں۔ موجود گلوبل ویلیج اور میڈیا کی باہم رسائی ظاہر کر رہی ہے کہ رات اور دن کا کوئی بھی لمحہ ایسا نہیں کہ جس میں انسان اور فرشتے رب تعالیٰ سے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی درخواست نہ کر رہے ہوں۔

اور دوسری اہم بات اس درود پاک میں کہنے والے نے یہ کہی ہے کہ اے ہمارے پروردگار و مالک، آپ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا رفعت ذکر عطا کی ہے، اس کا حقیقی علم آپ کے پاس ہی ہے محققین ومحدثین ومدققین وذہن رسا کے مالک تو اپنی عقل اپنا شعور، اپنی فہم اپنا تدبر اور اپنی بصیرت کو آخری کنارے پر پہنچا کر اگر کچھ کہہ پائے تو صرف یہ کہ:

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرْ　　مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَا يُمْكِنُ الثَّنَآءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ: ”اے جمال کے مالک تمام بنی نوع انسان کے سردار آپ کے منور کر دینے والے رُخ زیبا سے بلاشبہ چاند کو نور نصیب ہوا۔ آپ کی ثنا کا حق ادا ہو۔ یہ ممکن ہی نہیں بات اسی پر ختم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے برتر و اعلیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں“۔

؎ سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی　　سب سے بالا و والا ہمارا نبی

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

جب اہل ایمان! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات، فضائل، خصائص، رفعت درجات اور مراتب کی عظمت سے ہی آگاہ نہیں تو وہ ان کی شایان شان مدحت اور صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا حق کیونکر ادا کر سکتے ہیں۔

یہاں تو جلیل القدر صحابی اور بارگاہ رسالت کے عظیم شاعر سیدنا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی بے بضاعتی کو حقیقت کا رنگ یوں دیتے دکھائی دیتے ہیں۔

؎ مَا اِنْ مَّدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ　　لٰكِنْ مَّدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٖ

ترجمہ: میں نے اپنی شاعری کی بدولت حضور سیّد عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح نہیں کی

بلکہ آپ ﷺ کے اسم پاک کی بدولت میں نے اپنی شاعری کو باوصف بنایا۔
اس لئے مومن یہی التجا کرتا ہے کہ پروردگار عالمین آپ ہی اپنے حبیب مکرم کے شایان شان صلوٰۃ سلام بھیجئے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے وہ گفتگو جو اللہ کی حمد وثنا اور نبی رحمت ﷺ پر درود پڑھ کر شروع کی تھی وہ مکمل ہو جاتی ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

ماہِ درخشاں نیرّ اِعظم صلی اللہ علیک وسلّم
از سرتاپا نورِ مجسم صلی اللہ علیک وسلّم
میرے ہی کیا کلُ کے سرور ہر برتر سے بھی تم برتر
رحمتِ عالم خیرِ مجسّم صلی اللہ علیک وسلّم
سب سے بڑھ کر سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے بالا
سرورِ دین سَرورِ عالم صلی اللہ علیک وسلّم

(بیدم وارثی مرحوم)

اے نبی الانبیا اور اماموں کے امام تیرے عشاق میں ہو اپنا بھی نام

دعا

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمْ فَإِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ۝

(الحدیث)

ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے او ررحم فرما اور جو جانتا ہے (میرے بارے میں) اس سے درگزر فرما۔ یقیناً تو ہی سب سے زیادہ عزت وکرم والا ہے۔

لمحہ نمبر ۲۷

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ، فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَّشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلَائِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّا یُصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا" قَالَ، قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ "اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ" فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ ۔(حلاء الافہام صفحہ 39)

ترجمہ: سیّدنا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے روز بکثرت درود بھیجا کرو کیونکہ یہ پیش کئے جانے کا دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور بلاشبہ جو کوئی بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کے فارغ ہونے تک اس کا درود مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے۔ راوی نے کہا: میں نے عرض کیا اور موت کے بعد تو فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے پس اللہ کا نبی زندہ ہے اسے روزی ملتی رہتی ہے۔

سند حدیث:

مشہور کتاب "الثقفیات" میں ہے کہ ہمیں ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بن علی رحمۃ اللہ علیہ بن المقری رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی انہوں نے کہا کہ ہمیں ابوالعباس محمد رحمۃ اللہ علیہ بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ بن قتیبہ العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے حرملہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھے عمرو بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا انہوں نے سعید بن ابی ہلال رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے زید بن ایمن رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے عبادہ بن نسی رحمۃ اللہ علیہ اور انہوں نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اس حدیث مبارکہ کی ابن ماجہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے تخریج کی' امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ''الزوائد'' میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے سوائے اس کے کہ دو جگہوں پر سلسلۂ روایت منقطع ہے۔

توضیح:

اس سے ماقبل حدیث مبارکہ کی طرح اس میں بھی سرور کائنات' فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعۃ المبارک کو ''یوم مشہود'' قرار دے کر اس میں اپنی امت کو بکثرت درود سلام بھیجنے کا حکم عطا کر رہے ہیں' اسلام نے جمعہ کے دن کو اتنی اہمیت کیوں عطا فرمائی اس کا اندازہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک اس ارشاد عالیہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے جسے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور امام حاکم' امام ترمذی' نسائی' امام مالک جیسے محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں اسے درج کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بہترین دن کہ جس میں سورج نکلتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے اسی دن سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ اسی میں وہ زمین پر اتارے گئے اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اسی میں آپ نے وفات پائی اس میں قیامت قائم ہوگی اور اسی روز زمین کا ہر جانور قیامت کے خوف سے چلاتا ہے سوائے جن و انسان کے' اور اسی میں ہی ایک ایسی ساعت ہے کہ جس میں مسلم بندہ نماز پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتا ہے اسے وہ عطا فرما دیتا ہے۔ (جلاء الافہام صفحہ 39)

یہاں درود و سلام بھیجنے کی عظمت جاننے سے قبل ایک اور حقیقت بدیہہ کی طرف توجہ مبذول کرانا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو صرف مسلم و مؤمن ہونے پر نازاں ہو' تفرقے کے تعصب نے اس کی ذہنی اور عقلی صلاحیتوں کو زنگ آلود نہ کیا ہو ہر وقت حقیقتوں کا متلاشی رہتا ہو ہر صاحب علم کی قدر و منزلت کو مدنظر رکھتا ہو قرآن حکیم کے اس ارشاد کہ ''وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ '' (التوبۃ آیت 61) ترجمہ: اللہ اور اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ اہل ایمان صرف انہیں راضی کریں کے مطابق ہمہ وقت اللہ جل شانہ اور اس کے ذی شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا و خوشنودی اس کے پیش نظر ہو اور قرآن حکیم کی اس ابدی صداقت کہ ''وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ○ (التوبۃ آیت نمبر 195) ترجمہ: ''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ فرما دیجئے (کہ لوگو!) تم عمل کئے جاؤ اللہ اور اس کا رسول اور اہل ایمان تمہارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں کے مصداق وہ اپنا ہر عمل اللہ جل مجدہٗ اور اس کے رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھانے کی خاطر کرتا ہو اور یہ جانتا ہو کہ ہر علم

والے سے بڑھ کر علم رکھنے والے بھی ہوتے ہیں اور جب کسی بات کا علم نہ ہو تو کسی خبر رکھنے والے سے پوچھ لینے میں عار محسوس نہ کرتا ہو۔

ایسے صاحب دل اور منصف مزاج شخص کو جان لینا چاہیے کہ جمعہ کے دن سیّدنا حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور موت ہوئی اور یہ دن اس بنا پر عظیم ہو گیا تو وہ دن جس میں امام المرسلین رحمۃ للعالمین۔ شفیع المذنبین اور خاتم النبیین ﷺ جو یہ فرمائیں کہ ''اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ '' میں اولادِ آدم کا سردار ہوں ''آدَمَ وَمَنْ سِوَاہُ تَحتَ لِوَائِیْ '' حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے ان کی ولادت و وفات والے دن کی عظمت رفعت شان اور مرتبت کیا ہو گی؟ یہ حقیقت و صداقت پوچھئے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یعنی جانثاران مصطفیٰ ﷺ سے' وہ پیر کو روزہ رکھتے' جب ان سے سوال ہوتا کہ پیر کے دن تم روزہ کیوں رکھتے ہو؟ تو ان کا جواب ہوتا کہ یہ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کی ولادت اور وفات کا دن ہے۔ اللہ اکبر

قیامت بھی چونکہ جمعہ کے روز قائم ہو گی جس کی بنا پر زمین پر موجود جن وانس کے سوا تمام تر جانور چرند' پرند سب کانپ اٹھتے ہیں۔ کہیں یہ جمعہ قیامت کے وقوع پذیر ہونے والا جمعہ نہ ہو۔ ان مذکورہ بالا امور کے علاوہ جمعہ کے دن کی ایک خصوصیت یہ بھی بیان ہوئی کہ اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ جس میں اللہ جل شانہ وعز اسمہٗ اپنی بارگاہ میں دامن طلب پھیلانے والے کو خالی نہیں لوٹاتا۔ ان حقائق سے آگاہ ہونے کے بعد جب ہم محسن انسانیت' فخر آدمیت اور سراپا رحمت ﷺ کا یہ حکم جانتے ہیں کہ جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود وسلام بھیجا کرو تو کیا لذت وسرور ایمانی نصیب ہوتا ہے اگر درود سلام پڑھنے کی حالت میں ہمیں قیامت ملی تو وہ خود کتنی ہی خوفناک اور لرزا دینے والی کیوں نہ ہو عشاق مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہوا کے ٹھنڈے جھونکے سے بڑھ کر کچھ نہ ہو گی اور اگر مقبولیت کی گھڑی صلوٰۃ وسلام پڑھتے نصیب ہوئی تو بن مانگے ہی سب دعائیں شرف قبولیت پا لیں گی۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اے مؤمنو! جمعہ کے دن بھیجا گیا تمہارا درود تمہاری زبانوں سے نکلتے ہی میں سن لیتا ہوں مجھ پر لمحہ گزرنے سے پہلے ہی پیش ہو جاتا ہے اور جب سوال ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس دنیوی زندگی میں تو آپ نے دور ونزدیک کے فاصلے عشاق کے لئے مٹا دیئے ہم نے دنیا کے جس گوشے سے بھی درود بھیجا' وہ مکمل ہوتے ہی آپ تک پہنچ گیا۔ لیکن بعد الموت؟ مرنے کے بعد کیونکہ ہمیں قرآن نے بتایا کہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ O (الزمر آیت 28) ترجمہ: اے نبی ﷺ یقیناً آپ

بھی وفات پانے والے ہیں اور یقیناً وہ بھی (کفارہ مشرکین) بھی مرنے والے ہیں اس آیۃ مبارکہ کی روشنی میں بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تصور کیا کہ آپ بھی وفات پا جائیں گے تو پھر آپ کیونکر درود سلام کو سنیں گے آپ ﷺ نے اپنی زبان اقدس سے قیامت تک آنے والے ہر امتی کو آگاہ فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حضرات انبیاء کرام علیہ السلام کے بابرکت جسموں کو کھانا حرام ٹھہرا دیا ہے اگر حضرت عزیر علیہ السلام اس زمین پر سو سال روح نکلنے کے بعد لیٹے رہیں تو یہ زمین ان کے جسم اطہر کو تو کجا ان کے پہلو میں رکھی کھانے پینے کی اشیاء کا رنگ اور ذائقہ بدلنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتی۔ انبیاء علیہم السلام کی اپنی اپنی قبور میں زندگی حضرات شہداء وصدیقین سے کہیں بڑھ کر ہے یہ معراج کی رات حضور علیہ السلام کی امامت میں مسجد اقصیٰ میں نماز بھی ادا کرتے ہیں اور چھٹے آسمان پر بیٹھ کر حضور علیہ السلام کو نمازوں میں تخفیف کے لئے التجا بھی کرتے ہیں اور امت محمدیہ ان کے طفیل، ان کے وسیلے سے ان کی مدد سے پچاس کی بجائے پانچ نمازیں شب و روز میں پڑھ کر ثواب پچاس کا حاصل کر رہی ہے اور کرتی رہے گی۔ شہداء سے کہیں بڑھ کر انہیں روزی بھی مل رہی ہے اور حضور سیّد عالم ﷺ کی حیات برزخی تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر ہے۔

آؤ، اے اہل ایمان قرآن کے فرمان، اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب) کے مطابق کہ نبی علیہم السلام مومنوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہیں کے مطابق روح ایمان، جان ایمان ﷺ کو اپنے دلوں میں موجود پا کر صرف جمعہ ہی نہیں اور دنوں میں بھی بکثرت درود سلام پڑھتے رہنے کو اپنا شعار بنا لیں۔

درود شریف

یہ درود پاک علامہ نبہانی کی کتاب ''سعادت دارین'' سے لیا گیا ہے امام عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے علماء لکھتے ہیں کہ ان کلمات کے ساتھ درود وسلام بھیجنے والے کو حضور سید عالم ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوتی ہے اور ''افضل الصلوٰۃ'' کے مصنف کا کہنا ہے کہ میرے لئے یہ مجرب ہے جب میں رات کو سونے سے قبل یہ درود پاک پڑھ کر سویا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور ہمکلامی کا شرف نصیب ہوا۔ سبحان اللہ!

درود پاک کے کلمات مختصر ہیں اس لئے کم از کم ایک تسبیح سونے سے قبل پڑھی جائے علماء اسے

''درود زیارت'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسِدِہٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِہٖ فِی الْقُبُوْرِ'' ۔(سعادت دارین)

ترجمہ: ''اے اللہ! ارواح میں روحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور اجساد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اور قبور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر (انور و معطر و مطہر) پر درود بھیج''۔

یہ درود پاک ایک انوکھی اور نرالی شان اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ جس کی تفصیل مختصراً یہ ہے کہ ارواح میں روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ جلّ مجدہٗ نے جب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک سے تمام ارواح پیدا کیں اور ان سے یہ عہد لیا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ؟ کیا میں تمہارا پالنہار نہیں تو سب نے جواب دیا کہ بَلٰی۔ ہاں، یعنی کیوں نہیں اے اللہ تو ہی ہمارا رب ہے۔

روایات میں ہے کہ تمام ارواح سے پہلے ''روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' نے بلٰی کہا۔

حضرت ابو سہل قطان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''امالی'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت سہل بن صالح ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ سیدنا حضرت ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام پر مقدم کس طرح ہیں تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے جب الست بربکم والا عہد لیا تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلیٰ کہا۔ اس لئے آپ سب سے آخر میں مبعوث ہونے کے باوجود سب نبیوں پر مقدم ہیں۔ (الخصائص الکبری للسیوطی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۶)

روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کب تخلیق ہوئی۔ اسے رب تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، قرآن حکیم میں ہے:

''وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ○ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○'' ۔ (آل عمران:۸۱)

ترجمہ: اور (یاد کیجئے) جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کردوں۔ پھر تمہارے پاس وہ ذیشان رسول تشریف لے آئیں جو تمہاری (کتاب وحکمت) کی تصدیق کرنے والے ہوں۔ تو تم لازماً ان پر ایمان لانا اور لازماً ان

کے حمایتی بننا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور میرا یہ بھاری ذمہ لے لیا۔ وہ بولے ہم نے اقرار کیا، فرمایا ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ، اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں پس جو کوئی بھی اس کے بعد پھر گیا۔ تو وہ سب نافرمان ہو جائیں گے۔

وہ روح کب سے ہوگی جس کے لئے خود پروردگار اتنی شدومد کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام سے اتنا عظیم الشان عہد لے کر ان کی عظمت و علو مرتبت سے ان پاکبازوں اور اولاد آدم کے سرخیلوں اور سب سے بڑھ کر حکماء دانشوروں کو عالم بالا میں ہی آگاہ فرما کر انہیں اپنی نبوت و ایمان کے تحفظ کی ذمہ داری سے آگاہ فرما رہا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، دونوں نے اپنی تاریخ میں اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ سب نے میسرۃ الفجر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کب سے منصب نبوت پر جلوہ گر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوح محفوظ پر اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب حضرت آدم علیہ السلام اپنی تخلیق کے مراحل سے گزر رہے تھے۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۱۶، ۱۷)

حقیقت تو یہ ہے کہ تمام ارواح جس ایک روح پر نازاں ہیں وہ روح ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اجساد میں جسد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم۔ سب سے زیادہ ارفع اور عظمت والی روح جس جسد اطہر و منور و معنبر و معطر کو نصیب ہوئی۔ وہ تو وہ جسد ہے کہ جسے رب تعالیٰ نے بھیج کر اعلان فرمایا:

"قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ"○ (القرآن المائدہ آیت: ۱۵)

ترجمہ: "بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا"۔

جس جسد کی شکل میں نور کی جلوہ گری ہوئی ہو اس کا مقابلہ کسی اور جسد سے کیونکر ہو سکتا ہے۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ یہ تمام محدثین سیدنا حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میری والدہ صاحبہ نے بتایا کہ شب میلاد میں حضرت سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں موجود تھی مجھے آپ کے گھر میں نور ہی نور دکھائی دیتا تھا۔ اب بھی ستاروں کے جھکنے کا منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں دیکھ رہی تھی کہ ستارے جھکتے جھکتے اتنے

قریب آگئے کہ مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں میرے اوپر نہ گر پڑیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ "فَلَمَّا وَضَعَتْ خَرَجَ مِنهَا نُوْرٌ اَضَآءَ لَهُ الْبَيْتُ وَالدَّارُ حَتّٰى جَعَلْتُ لَا اَرٰى اِلَّا نُوْرًا"۔ ترجمہ: "جب ولادت باسعادت ہوئی تو سیدہ آمنہ سلام (اللہ علیہا) سے ایسا نور برآمد ہوا کہ جس سے نہ صرف سیدہ کا گھر بلکہ پوری کی پوری حویلی پرنور ہوگئی میں جدھر دیکھتی نور ہی نور اور اجالا ہی اجالا دکھائی دیتا تھا۔ اور یہ ایسا جسم تھا کہ جس سے خارج ہوتا پسینہ کستوری اور مشک کو شرماتا تھا۔ جس راہ سے گزر ہوتا وہ مہک اٹھتے۔ اس کا لعاب دہن صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے جسموں پر ملتے اس جسد کے ناخن اور بال تبرکاً شمع رسالت کے پروانے جھوم جھوم کر حاصل کرتے۔ اس پاک جسد سے مَس ہونے کے لئے کیا کیا امنگیں اور تڑپ محدثین نے بیان کردی ہیں۔

تیسری چیز جس کا اس درود زیارت میں بیان ہوا۔ وہ ہے۔

قبور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر: کیا صفحۂ ارضی پر کوئی اور قبر ایسی ہے جس کو کسی بھی انداز سے مماثلت کا دعویٰ ہو نہیں، واللہ! نہیں۔ زمین کے جس ٹکڑے قطعے پر اسے بننا تھا اس کو جنت کا ٹکڑا قرار دیا گیا۔ اس قبر انور واطہر کی مٹی میں ایسی خوشبو کہ جس کا دنیا کی کوئی خوشبو مقابلہ نہیں کرسکتی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سیدہ ام المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وصال کے دن میں نے اپنا ہاتھ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ اقدس پر رکھا (تو میرا ہاتھ اتنا خوشبو دار ہوگیا کہ) پھر کئی ہفتے گزر گئے میں کھانا کھاتی اور وضو کرتی مگر میرے ہاتھ سے کستوری کی مہک ختم نہ ہوتی تھی۔ (الخصائص الکبریٰ ج ۲، ص ۸۰۷)

یہ وہ قبر انور ہے جہاں قدسیوں کے پرے کبھی ختم ہی نہیں ہوتے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو کفن اطہر سے لگنے والی مٹی کو عرش علیٰ سے افضل قرار دیتے ہیں۔

کیا خوب ہے یہ درود پاک آیئے مل کر اتنی محبت سے پڑھیں کہ خوشبوئے روح، جسد و قبر ہمیں معطر کردے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے بندے کو پل صراط پر چلتے وقت بہت زیادہ نور نصیب ہوگا۔ جس سے راہ آسان تر ہوجائے گی۔ (جلاء الافہام)

☆

خُلق جن کا ہے بہارِ زندگی ان پر سلام
نطق جن کا ہے مدارِ آگہی ان پر سلام

ہر گھڑی سانسوں کو مہکاتا ہے جن کا نامِ پاک
ہے ضمیروں میں بھی جن کی روشنی ان پر سلام

جن کے حق ہیں مومنوں پر ان کی جانوں سے زیاد
ہاتھ جن کے آبرو ہے خُلق کی ان پر سلام

جن کے مفتوحہ علاقے ہیں مکان و لامکاں
مہرو ماہ کرتے ہیں جن کی چاکری ان پر سلام

فطرت معصوم کی ہر تازہ کاری ان کی نذر
بھیجتی ہے ساز دل کی نغمگی ان پر سلام

(حفیظ تائب مرحوم)

یا محمد مصطفیٰ تیرے غلام پیش کرتے ہیں غلامانہ سلام

دعا

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَانْشَعْنِیْ ○ (الحدیث)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما۔ مجھے ہدایت دے۔ میری دلجمعی فرما اور مجھے سوجھا دے۔

لمحہ نمبر ۲۸

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَھَبَ رُبُعُ اللَّیْلِ قَامَ فَقَالَ: "یٰاَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُو اللّٰہَ اذْکُرُو اللّٰہَ اذْکُرُو اللّٰہَ جَآءَ تِ الرَّاجِفَۃُ تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِیْہِ قَالَ اُبَیُّ بْنِ کَعْبٍ، قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ عَلَیْکَ، فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلٰوتِیْ ؟ قَالَ: مَا شِئْتَ قُلْتُ، الرُّبُعُ؟ قَالَ "مَا شِئْتَ وَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ" قُلْتُ: "النِّصْفُ؟ قَالَ مَا شِئْتَ وَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ" قُلْتُ ! الثُّلُثَیْنِ؟ قَالَ "مَا شِئْتَ وَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ"، قَالَ: اَجْعَلُ لَکَ صَلَاتِیْ کُلَّھَا، قَالَ: اِذَنْ تُکْفِیْ ھَمَّکَ وَیُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ (جلاء الافہام صفحہ نمبر 36)

ترجمہ: سیّدنا حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ چوتھائی رات گزرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہوئے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو، اللہ کو یاد کرو، اللہ کا ذکر کرو، تھرتھرا دینے والی آ رہی ہے اس کے پیچھے بعد میں آنے والی آ رہی ہے (قیامت) موت اپنی تمام تر ہلاکت آفرینیوں کے ساتھ آ رہی ہے اُبی بن کعب نے کہا: میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ! یقیناً میں آپ پر بکثرت درود بھیجا کرتا ہوں تو میں درود آپ پر کتنا بھیجا کروں؟ فرمایا: ''جتنا چاہو'' میں نے عرض کیا ایک چوتھائی فرمایا ''جتنا چاہو'' اور اگر اسے زیادہ کرلو تو یہ بہتر ہوگا'' میں نے عرض کیا آدھا وقت فرمایا ''جتنا چاہو'' اور اگر اسے زیادہ کرلو تو بہت بہتر ہے میں نے عرض کی دو تہائی؟ فرمایا: ''جتنا چاہو'' اور اگر اور زیادہ کرلو تو اور بہتر ہے۔ انہوں نے کہا: میں سارا وقت آپ پر درود بھیجا کروں گا۔ فرمایا: تب تو تمہارے تمام کام سنوریں گے اور تمہارے گناہ بخش دیئے

جائیں گے۔

سند حدیث:

عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند'' میں کہا کہ ہم سے قبیصہ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے عبداللہ بن محمد بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا انہوں نے الطفیل رحمۃ اللہ علیہ بن ابی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے۔

اس حدیث مبارکہ کی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ' امام الحاکم اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے تخریج کی حاکم نے اسے صحیح کہا اور امام الذھبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی موافقت کی اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حسن اور صحیح کہا۔ اور ان کے پاس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ذریعے بھی شہادت ہے جس کی تخریج البزار رحمۃ اللہ علیہ نے کی ''المجمع'' میں اسی طرح بیان ہوا ہے الہیثمی کا کہنا ہے کہ اس حدیث میں یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ میں عمر بن محمد بن صھبان رحمۃ اللہ علیہ متروک ہیں۔

حضرت عبداللہ بن محمد بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ نے آئمہ کبار سے اس حدیث کی حجت حاصل کی ہے مثلاً حمیدی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ، اسحاق رحمۃ اللہ علیہ علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ۔

توضیح

پیاری اور میٹھی تشریح زبان رسالت سے معلوم کیجئے اور اپنی خوش نصیبی پر خوب خوب وجد کیجئے کہ کیا خوب انعام ملا ہے امت مسلمہ کا فرد ہونے پر۔

ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں درود پاک کی اہمیت کا اندازہ لگانا کسی بھی ذی علم، ذی شعور اور ذی فہم وتدبر کے بس میں نہیں رہتا۔ سیدنا حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں ان کا ایک منفرد اعزاز یہ ہے کہ یہ بہت خوش الحان تھے۔ اور حضور سیّد عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرمایا کرتے کہ اُبی ہمیں قرآن سناؤ، اللہ تعالیٰ نے تمہیں لحن داودی عطا فرمایا ہے۔

لحن داودی! اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کو ایسی مسحور کُن آواز عطا فرمائی جب وہ ''زبور'' تلاوت فرماتے تو قرآن حکیم میں ہے کہ

''سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ (الانبیا: آیت نمبر ۷۹)

ترجمہ: اور ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑ اِن کے تابع کر دیے کہ وہ تسبیح کرتے اور پرندے اور یہ سب کچھ کرنے والے ہم ہیں۔

بعد میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مشورے پر قرآن حکیم کی جمع وتدوین کا سلسلہ شروع کیا گیا تو جو کمیٹی تشکیل دی گئی اس کے چیئر مین سیدنا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے اور نگران اعلیٰ سیدنا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ۔ ان حقائق سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انہیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کیا قدر و منزلت حاصل تھی۔ ایک مرتبہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان سے ''تقویٰ'' کا مفہوم بھی جانا تھا۔

حدیث مبارکہ سے یہ عیاں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کا ایک حصہ گزر جانے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دے رہے ہیں کہ اللہ کا ذکر کرو، اللہ کا ذکر کرو، اس سے قبل کہ دلوں کو ہلا دینے والی یعنی قیامت اور موت واقع ہو جائے۔ اتنی شدید وعید کے ساتھ محسن انسانیت کا غلاموں کو ذکر الٰہی کی طرف متوجہ کرنا اور ایک ایسے جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ کا موقع کو غنیمت جانتے ہوئے۔ یہ سوال کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ اُمّی وابی) میں نے دن رات میں ذکر الٰہی کے لئے جو وقت مقرر کر رکھا ہے اس میں سے کتنا وقت آپ پر صلوٰۃ وسلام کے لیے وقف کروں۔

یہاں پر اس حقیقت کو کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ صلوٰۃ وسلام بھی درحقیقت ذکر الٰہی ہی ہے۔ کیونکہ خود اللہ جلّ مجدہٗ نے یہ فرما کر کہ میں اور میرے فرشتے ''النبی''، یعنی سید الرسل، مولائے کل اور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں، لہٰذا اے ایمان والو! تم بھی میرا اور میرے ملائکہ کا یہ پیارا پیارا میٹھا میٹھا وظیفہ اپناؤ۔ یہ وظیفہ صبح وشام کس طرح جپنا چاہیے اسکی پیاری پیاری اور میٹھی تشریح زبان رسالت سے معلوم کیجیے اور اپنی خوش نصیبی پر خوب خوب وجد کیجئے، کہ کیا خوب انعام ملا ہے امت مسلمہ کا فرد ہونے پر۔

جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کتنا وقت اس مقصد کے لئے متعین کر دوں تو اللہ تعالیٰ کے عبد کامل تواضع وانکساری کے مرقع اور ہمدرد انسانیت نے فرمایا: تمہیں مکمل آزادی ہے؟ مَا شِئْتَ ؟ جتنا چاہو اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں اس وقت کا چوتھا حصہ آپ پر درود وسلام بھیجا کروں گا تو فرمایا: یہ بھی ٹھیک ہے لیکن اگر اس کو اور بڑھا لو تو اور بھی بہتر، وہ عرض کرتے ہیں کہ آدھا وقت آپ مزید کرم فرماتے ہیں کہ اے اُبی اور زیادہ کر لو تو اور بہتر ہے آپ مزید رغبت دلاتے

ہیں یہاں تک ابی رضی اللہ عنہ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جم غفیر کے سامنے یہ اعلان کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمیں اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے کا حکم دے رہے ہیں اور میں سارا وقت صرف اور صرف آپ پر درود سلام پڑھنے میں صرف کیا کروں گا۔

یہ سن کر رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، سیّد العالمین، محبوب ربّ العالمین فرماتے ہیں کہ اے میرے پیارے صحابی جب تم ہمہ وقت مجھ پر درود سلام پڑھنے لگ جاؤ گے تو پھر نہ تو تمہارے لئے کوئی مشکل مشکل ہوگی اور نہ ہی کوئی کام رُکے گا تم مجھ پر جھوم جھوم کر درود سلام بھیجو گے میری خلقت پر فخر فرمانے والا کارساز حقیقی اور مالک کائنات تمہارا کوئی کام نہ بگڑنے دے گا اور نہ ہی تمہاری دعائیں رد ہوں گی ہاں ہاں مزید کرم یہ ہوگا کہ اگر تمہارے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ بھی ہوئے تو وہ بھی بخش دیئے جائیں گے۔ گویا حدیث مبارکہ کے سیاق وسباق سے ہمیں اس حقیقت سے آگہی ہوئی کہ بندۂ مؤمن عبادات معاملات اور حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی کے لئے نکالے گئے وقت کو اگر صرف اور صرف اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دورد سلام بھیجنے میں خرچ کرتا رہے تو وہ موت کی سختی اور قیامت کی ہولنا کی سے امن میں رہے گا۔

درود شریف

درج ذیل درود پاک کے اختتامی کلمات بقاب قوسین کی بنا پر اسے درود ''قاب قوسین'' کا نام دیا گیا ہے کتاب ''کنوز الاسرار'' کے مصنف شیخ عبد اللہ الہاروشی رحمۃ اللہ علیہ نے اس درود پاک کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھا کہ جب سیدنا حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو حضور خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے اللہ جلّ مجدہٗ کے ہاں تیار فضل وکرم سے آگہی ہوئی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بننے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس پر انہیں امام الانبیاء علیہ السلام پر درود بھیجنے کا حکم ملا۔ جواباً انہوں نے ان کلمات کے ساتھ درود پاک پڑھا۔ درود پاک یہ ہے۔

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَ مَعْدَنِ الْاَسْرَارِ وَمَنْبَعِ الْاَنْوَارِ وَجَمَالِ الْکَوْنَیْنِ وَ شَرَفِ الدَّارَیْنِ وَ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ الْمَخْصُوْصِ بِقَابَ قَوْسَیْنِ'' ۔ (سعادت وارین، سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ترجمہ: ''اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج جو کہ تمام انبیاء میں آخری، راز و

اسرار کی کان، انوار کے سرچشمہ کونین کا جمال، دونوں جہانوں کا شرف اور جن وانس کے سردار ہیں قاب قوسین جن کے لئے مخصوص ہے۔

درج بالا درود پاک میں ہم اپنے آقا و مولا ﷺ کی جن بے مثل خوبیوں کو زبان پر لاتے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک خوبی اور وصف پر علماء اسلام نے بڑی ضخیم کتب تحریر کی ہیں، اس کے باوجود ان کا دعویٰ یہی تھا کہ ان اوصاف کو کماحقہ بیان کرنے کا یارا کسی میں نہیں۔ انگلی کٹوا کر شہیدوں میں نام لکھوانے کے مصداق چند باتیں درج کی جاتی ہیں۔

خاتم الانبیاء: حضور نبی رحمت ﷺ کو رب العالمین نے خاتم النبیین کے لقب سے ملقب فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط"۔

(الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: "حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں سے پچھلے۔

آپ ﷺ نے متعدد مقامات پر یہ ارشاد فرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مقدم و موخر ہونا آپ کا وصف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کے نبی ہیں مگر آپ ﷺ مبعوث آخر میں ہوئے۔ مگر تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کا کلمہ بھی پڑھا اور معراج کی رات آپ کی اقتدا میں نماز بھی ادا کی۔

معدن الاسرار: آپ ﷺ اسرار و رموز کی کان ہیں، جو راز پروردگار عالمین کی طرف سے آپ کو ودیعت ہوئے ان تک کسی کی رسائی نہیں۔ زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطا فرمائی گئیں، قرآن حکیم اور اس کی مثل مزید عطا کیا گیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرا اللہ جلَّ مجدہٗ کے ساتھ ایسا وقت ہوتا ہے کہ جس میں کوئی فرشتہ مقرب اور نبی مرسل نہیں سما سکتا۔ اسرار الٰہی آپ پر جو منکشف ہوئے ان کا احاطہ کرنے کی کسی میں ہمت ہی نہیں۔ اس ضمن میں قرآن حکیم کی اس آیۂ مبارکہ کو ہی سامنے رکھ لیجئے کہ ارشاد ہوتا ہے:

"فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى"۔ (النجم: ۱۰)

"پس وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی"۔

اس آیۂ مبارکہ کی تشریح میں سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو فرمائی۔ یہ وحی بے واسطہ تھی اور یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان وہ اسرار ہیں کہ جن پر ان کے سوا کوئی مطلع نہیں (کنز الایمان ص ۹۴) بعض مفسرین نے اس موقع پر یہ وضاحت کی ہے کہ معراج کی رات آپ کو جو وحی کی گئی وہ کئی قسم کے علوم پر مشتمل تھی ایک وہ جو علم شرائع واحکام کہ جن کی تبلیغ سب کو کی جاتی ہے دوسرے معارف الٰہیہ جو صرف خواص کو بتائے جاتے ہیں تیسرے حقائق و نتائج اور علوم ذوقیہ جو صرف اخص الخواص کو تلقین کئے جاتے ہیں۔ چوتھے وہ اسرار جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں اور کوئی ان کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ مذکورہ بالا درود پاک میں کیا خوب کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسرار کی کان ہیں۔

منبع الانوار۔ یعنی انوار وتجلیات کا سرچشمہ حقیقت یہ ہے کہ سورج اور چاند جو بھی نور اخذ کرتے ہیں۔ ستاروں میں جو ضیائی کرنیں ہیں سب کا سرچشمہ اور منبع حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ زمین وآسمانوں کا نور اللہ جل مجدہٗ ہے اور وہ بے مثل ہے کسی بھی شئے کو اسکی مثل قرار نہیں دیا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ رب کریم و عظیم بے مثل ولامثیل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''سراج منیر'' بنایا۔ اب جس کو جو بھی نور میسر آنا ہے وہ یہیں سے میسر آئیگا۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، صابونی رحمۃ اللہ علیہ، خطیب رحمۃ اللہ علیہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الخصائص الکبریٰ کی جلد اول ص ۱۳۳ پر درج کیا کہ سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے مشرف بہ اسلام ہونے کا سبب نبوت کی وہ علامت ہے جو میں نے آپ کے بچپن میں دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ گھوارے میں تشریف فرما ہیں اور چاند کے ساتھ گفتگو فرمارہے ہیں آپ کی انگلی مبارک جدھر جاتی چاند ادھر ادھر جھکتا چلا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ میں چاند کے ساتھ اور چاند میرے ساتھ باتیں کرتے۔ وہ مجھے بہلاتا، جب چاند عرش الٰہی کے نیچے سجدہ ریز ہوتا تو میں اس کی تسبیح کی آواز سنا کرتا۔ اس منبع انوار کے انوار وتجلیات کے سرچشموں کی تفصیل اس دعا سے لگائیے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے اللہ جلّ مجدہٗ کے حضور فرمائی، دعا یہ ہے:

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَّيَسَارِيْ نُوْرًا وَّفَوْقِيْ نُوْرًا وَّتَحْتِيْ نُوْرًا وَّاَمَامِيْ نُوْرًا وَّخَلْفِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِّيْ

نُوْرًا وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّفِیْ دَمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا ۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا ۔ اَللّٰھُمَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا"

(رحمۃ اللعالمین: جلد سوم ص:۲۱۹)

ترجمہ: ''اے اللہ! میرے دل میں، میری آنکھ میں، میرے کان میں نور بھر دے، میرے دائیں نور ہو، میرے بائیں نور ہو، میرے اوپر نور ہو، میرے نیچے نور ہو، میرے سامنے نور ہو، میرے پیچھے نور ہو، اے اللہ مجھے نور عطا فرما، میرے لئے نور کا ڈھیر لگا، اے اللہ مجھے پُرنور کر''۔

تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں ہے کہ نبی ﷺ کی ذات سراپا نور ہے اس منبع انوار کی بارگاہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے جمّ غفیر کی موجودگی میں جب حضرت کعب بن زُہیر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی نعت پر مشتمل اپنا مشہور قصیدہ ''بانت سعاد'' پیش کرتے ہوئے اس شعر پر پہنچے کہ جس کا مصرعہ ہے: اِنَّ الرَّسُوْلَ کَنُوْرٍ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ ۔ بلا شبہ آپ تو وہ نور ہیں جس سے ضیائیں لی جاتی ہیں۔ تو آپ ﷺ یہ سن کر جھوم اُٹھے اور اپنی چادر مبارک اپنے جسم اطہر سے اتار کر کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ پر ڈال دی۔ اس منبع انوار ﷺ کی سج دھج تو یہ ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت اور عظمت شان کے متعلق جو سورۂ مبارکہ قرآن کریم کا حصہ بنتی ہے اس کا نام رکھا جاتا ہے۔ ''سورۂ نور'' اور سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں جب آپ ﷺ کی دو بیٹیاں آتی ہیں تو ان کا لقب ہو جاتا ہے۔ ''ذُوالنُّورَیْنَ'' ''دو نوروں والا'' سچ ہے یا رسول اللہ ﷺ تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا۔

کونین کا حسن و جمال دنیا و آخرت کا شرف جن و انس کے سردار اور قابَ قوسین یعنی رب تعالیٰ کا بے مثل قُرب یہ ساری خصوصیات آپ ﷺ کی ہی ہیں۔ غرض بے شمار خوبیاں ہیں اس درود پاک کی۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنا بندۂ مومن کو جفا سے نکال لیتا ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

روح مبارک نور کا مخزن صلی اللہ علیہ وسلم
جسمِ مقدس فیض کا معدن صلی اللہ علیہ وسلّم
تو محبوب ربّ عُلا ہے، تجھ سے ہر گلزار سجا ہے
ساری دنیا تیرا آنگن صلی اللہ علیہ وسلّم
تیرے کرم سے تیری امت محشر میں بھی شاد رہے گی
سایۂ رحمت تیرا دامن صلی اللہ علیہ وسلّم
پڑتی ہیں رحمت کی پھلواریں، رہتی ہیں جنت کی بہاریں
تیرا نگر جبرئیل کا مسکن صلی اللہ علیہ وسلّم

(سید نظر زیدی مرحوم)

اے خدا اور خدائی کے رسول ہو غلاموں کا یہ نذرانہ قبول

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُ اِلٰی حُبِّکَ ○ (الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیری محبت، اور جو تجھ سے محبت رکھے اس کی محبت اور ایسے عمل کی محبت جو تیری محبت سے قریب کر دے کا سوال کرتا ہوں۔

لمحہ نمبر ۲۹

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبَعْتُهُ حَتّٰى دَخَلَ نَخْلاً فَسَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ، حَتّٰى خِفْتُ، اَوْ خَشِيْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ قَدْ تَوَفَّاهُ، اَوْ قَبَضَهُ، قَالَ: فَجِئْتُ اَنْظُرُ فَرَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ "مَالَكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ؟ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ قَالَ فَقَالَ "اِنَّ جِبْرِيْلَ قَالَ لِیْ اَلاَ اُبَشِّرُكَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ (جلاء الافہام صفحہ 38)

ترجمہ: سیّدنا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر چلے تو میں آپ کے پیچھے ہولیا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نخلستان میں داخل ہو گئے پس آپ نے اتنا طویل سجدہ کیا کہ میں خوفزدہ ہو گیا یا یہ کہ میں ڈرا کہ کہیں اللہ نے آپ کو وفات سے ہمکنار کر دیا ہے یا کہ آپ کی روح پرواز کر گئی ہے انہوں نے کہا میں آگے آ کر آپ کو دیکھنے لگا پس آپ نے سر (مبارک) اٹھایا فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن!'' کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا میں نے آپ سے اپنا خیال بیان کیا' انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بے شک جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ کیا میں خوشخبری نہ سناؤں؟ یقیناً اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ جو شخص آپ پر درود بھیجے میں اس پر رحمت بھیجوں گا' اور جو آپ سلام بھیجے گا میں بھی اس پر سلامتی نازل کروں گا۔

سند حدیث:

اس حدیث مبارکہ کی سند یوں بیان ہوئی ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں فرمایا کہ ہم سے ابوسلمہ منصور بن سلمہ الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور یونس رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے لیث رحمۃ اللہ علیہ نے یزید

بن الهاد رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے عمرو بن ابی عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے ابوالحویرث رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے محمد بن جبیر بن مطعم رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے سیّدنا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اس کی تخریج حاکم اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کی الذہبی نے بھی حاکم کے موافق بیان کیا اور اسے الہیثمی نے ''المجمع'' میں ذکر کیا اس حدیث مبارکہ کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

توضیح:

یہ حدیث قدسی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور یہ فرمان اقدس ہم تک سیّدنا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ذریعے پہنچا جو عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔

عشرۂ مبشرہ:

عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہیں، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے دنیا میں جنت کی بشارت عطا فرمائی اور وہ یہ ہیں۔

1-سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

2-سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

3-سیّدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

4-حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

5-سیّدنا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

6-سیّدنا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ

7-سیّدنا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

8-سیّدنا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

9-سیّدنا حضرت سعید رضی اللہ عنہ

10-اور سیّدنا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

سیّدنا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حدیث مذکورہ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے مدینہ منورہ کی بستی سے باہر تشریف لے گئے تو میں بھی پیچھے پیچھے چلا۔ اور یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عادت مبارکہ تھی کہ وہ جب اکیلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشریف لے جاتے

دیکھتے تو موقع غنیمت جان کر پیچھے ہو لیتے یہ بھی خیال ہوتا کہ کہیں کوئی دشمن آپ ﷺ کو کوئی گزند نہ پہنچائے اور اس لئے بھی کہ جتنی دیر آپ کے پیچھے چلتے رہیں گے دیدار مبارک سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی رہیں گی۔ چنانچہ راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چلتے چلتے کھجوروں کے ایک باغ میں تشریف لے گئے اور وہاں ایک مناسب جگہ دیکھ کر آپ عبادت میں مصروف ہو گئے اور جب سجدے میں گئے تو سجدہ طویل سے طویل تر ہوتا گیا۔

یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ سجدے سے بڑھ کر بندے کو ربّ تعالیٰ سے قریب کرنے والی اور کوئی چیز نہیں سجدہ درحقیقت انسان کے ربّ تعالیٰ کے حضور کمال عجز، تذلّل اور تعبّد کی صورت ہے بندہ جس قدر عجز و نیاز کا اظہار کرتا ہے ربّ تعالیٰ اس سے اتنا ہی زیادہ راضی اور خوش ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ سیّدہ ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان المبارک ہو یا غیر رمضان، حضور علیہ السلام رات کے قیام میں آٹھ رکعتیں ادا فرماتے اور ان رکعتوں میں سجدے کی طوالت اور حُسن کا نہ پوچھو۔ ربّ تعالیٰ آپ کے قیام اور طوالت سجدہ پر فرماتے محبوب کچھ آرام بھی فرما لیا کیجئے۔ مگر آپ کے قیام اور سجدے میں اور طوالت آ جاتی جب عرض کیا جاتا یا رسول اللہ ﷺ کچھ آرام بھی فرما لیجئے۔ ربّ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے تو آپ ﷺ کا جواب ہوتا کہ اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ ترجمہ: کیا میں اپنے پالنہار کا شکر گزار بندہ نہ بنوں، یہ طویل سجدے کبھی حجرۂ اقدس میں ہوتے، کبھی جنت البقیع اور کبھی نخلستانوں اور باغوں میں۔

سیّدنا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تو سجدے کی طوالت دیکھ کر گھبرا گیا اور اس اندیشے میں مبتلا ہو گیا کہ کہیں آپ آخرت کو تو نہیں سدھار گئے۔ اس پریشانی میں میں اٹھ کر آپ کے قریب آ گیا اور ٹکٹکی باندھ کر آپ کو دیکھنے لگا میری آہٹ پا کر آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور سلام پھیر کر فرمایا: عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کیا بات ہے۔ کیوں پریشان ہو کن اندیشوں میں مبتلا ہو میں نے جواب میں اپنے دل پر بیت جانے والی بپتا بیان کی، آپ ﷺ نے مجھے تسلی دی اور اتنے طویل سجدوں کے سبب سے یوں آگاہ فرمایا۔

کہ آج جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے ایک خوشخبری سے نوازا، اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محبوب میرا فیصلہ ہے کہ جو کوئی امتی آپ پر درود بھیجے گا۔ میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں بھی اس پر سلام بھیجوں گا۔

اس رحمت وسلام کی یہاں اس حدیث مبارکہ میں کوئی حد بیان نہیں ہوئی' کیا شان ہے حبیب کبریا کی بارگاہ ربّ العزت میں' کہ کوئی بھی کلمہ گو' آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے میں مصروف ہو جائے تو جب تک درود وسلام بھیج رہا ہے ربّ تعالیٰ بھی برابر اس پر رحمت وسلامتی بھیج رہا ہے۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ افراد جو شب وروز کا کچھ وقت مقرر کر کے آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور مسلسل ربّ تعالیٰ کی طرف سے ویسا ہی جواب پاتے رہتے ہیں اور آپ ﷺ کو ربّ تعالیٰ کا یہ انعام یہ اکرام' یہ اعزاز یہ افتخار اتنا پسند آتا ہے کہ اس کا شکر ادا کرنے کے لئے آبادی سے باہر نخلستان میں آ جاتے ہیں اور سر نیاز بارگاہ بے کس پناہ میں اس طرح رکھ دیتے ہیں کہ دیکھنے والے انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں یہی شکر بجا آوری کی ہی تو وہ ادا ہے کہ ربّ تعالیٰ کو ایسی بھا گئی کہ کل قیامت کے روز سب کو نفسی نفسی سے دو چار کرے گا اور آپ ﷺ ہوں گے کہ بڑے اطمینان سے اپنے خالق و مالک کے حضور اپنا سر سجدے میں رکھ دیں گے اور اس وقت تک سجدے میں رہیں گے کہ جب تک مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ یہ نہ فرمائے گا کہ اِرْفَعْ رَأْسَكَ محبوب اپنا سر اقدس اٹھایئے۔ سَلْ' تُعْطَ' مانگئے ہر مانگی چیز عطا ہوگی۔ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور اس وقت تک قبول کی جائے گی فترضیٰ آپ راضی ہو جائیں گے۔ آیئے اس نعمت عظمیٰ پر بکثرت صلوٰۃ وسلام بھیجنے والے بھی بنیں اور شکر گزار بھی۔

درود شریف

درج ذیل درود پاک کی نسبت مشہور کتاب 'دلائل الخیرات'' کے مصنف حضرت سید محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی جاتی ہے۔ اور انہوں نے اس کے متعلق اپنا ایک مشاہدہ بھی تحریر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں شہر فاس کے ایک گاؤں میں پہنچا اور نماز ظہر کا وقت ختم ہونے کو تھا۔ مجھے وضو کرنا تھا پاس ہی ایک کنواں تھا مگر ڈول اور رسّی نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھا قریب ہی ایک مکان سے ایک بچی کی مجھ پر نظر پڑی جس کی عمر تقریباً آٹھ نو سال تھی۔ اس نے پریشانی کی وجہ پوچھی تو میں نے کہا بیٹی! مجھے وضو کرنا ہے مگر کنوئیں سے پانی لینے کے لئے کوئی چیز نہیں اس بچی نے مجھ سے میرا نام پوچھا۔ میرے بتانے پر وہ بولی کہ آپ تو بہت مشہور بزرگ ہیں۔ آپ کے لئے اس کنوئیں سے پانی لینا کیا مشکل ہے؟ یہ کہہ کر وہ بچی نیچے آئی اور اس نے اپنا لعاب دہن کنوئیں میں ڈالا جس کی برکت سے پانی کنوئیں سے باہر آنا شروع ہو گیا میں نے وضو کیا نماز ادا کی اس کے بعد بچی کے پاس پہنچ کر اسے اللہ تعالیٰ اس کے انبیاء علیہم

السلام اور بالخصوص حضور سیّد عالم ﷺ کا واسطہ دے کر سوال کیا تمہیں یہ عظیم مرتبہ کیسے نصیب ہوا بچی نے جواب دیا کہ اگر آپ مجھے اتنا بڑا واسطہ نہ دیتے تو میں کبھی بھی آپ کو اس راز سے آشنا نہ کرتی۔ اس کے بعد اس بچی نے بتایا کہ یہ سب برکت ہے۔ حضور سیّد عالم ﷺ پر درود پاک بھیجنے کی اس کے بعد آپ نے اس بچی سے اس درود پاک کے پڑھنے کی اجازت لے لی۔ اور متاثر ہو کر اپنی معرکۃ الاراء کتاب الخیرات لکھی۔ وہ درود پاک یہ ہے: بحوالہ صلوا علیہ مرتبہ محمد مقصود الحسن مرزا:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً دَآئِمَۃً مَّقْبُوْلَۃً تُؤَدِّیْ بِھَا عَنَّا حَقَّہُ الْعَظِیْمُ"۔

ترجمہ: "اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کی آل پر ایسا درود جو ہمیشہ قبولیت پانے والا ہو۔ اور اس کے سبب سے ہم سے ان کا عظیم حق ادا ہو جائے"۔

بکثرت درود سلام پڑھنا تو ہمارے مومن ہونے کی نشانی ہے جس کا جتنا ایمان پختہ ہے وہ اسی قدر انہماک اور محبت سے آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہے۔ اور اس کی عجیب خیر و برکت سے اپنا دامن بھرتا ہے ایک آٹھ نو سالہ بچی کو اس کے والدین کی کیا شاندار تربیت اور ماحول ملا کر وہ حب رسول ﷺ میں نہال ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان اور لعاب دہن میں ایسی تاثیر بھر دی کہ کنواں ہی کیا کائنات کی ہر شے پر اسے حضور سیّد عالم ﷺ کے تصدق فرمانروائی نصیب ہوگئی۔ سچ ہے۔

تو ہم از حکم داور گردن مپیچ   گردن نہ پیچد از حکم تو ہیچ

تو اللہ تعالیٰ کا ہو جا۔ کائنات کی ہر شے تیری ہو جائے گی۔ اور اللہ کا وہی ہوگا جو اس کے محبوب کا ہو گا اور اس کے محبوب کا حقیقی غلام وہی ہے جو آپ کی اتباع و اطاعت بھی کرے اور بکثرت درود و سلام بھی بھیجے۔

درج بالا درود پاک میں درود بھیجنے والا اپنے خالق و مالک سے التجا کر رہا ہے کہ اے مولا کریم! اپنے محبوب کریم ﷺ پر میری طرف سے بھیجے گئے اس نذرانے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قبولیت والا بنا دے اسے ایسی قبولیت والا بنا کہ اس کی وجہ سے ہم پر تیرے حبیب مکرم ﷺ کا جو حق ہے وہ ادا ہو جائے۔ کیسی خوبصورت التجا ہے؟ یہ اللہ جل شانہٗ کا ہم پر خاص کرم ہے کہ ہمیں آپ کا امتی بنایا ہے اور

ہمیں آپ ﷺ کی بدولت ایسی ایسی عظیم نعمتیں ملی ہیں کہ جنہیں پانے کے لئے جن سے مستفید ہونے کے لئے بڑے جلیل القدر انبیاء علیہم السلام نبی ہونے کے باوجود آپ کا امتی بننے کی آرزو کرتے رہے۔

حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''حلیہ'' میں سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ وحی فرمائی کہ جو کوئی اس حال میں مجھ سے ملاقات کرے کہ وہ احمد ﷺ کا منکر ہو تو میں اسے جہنم رسید کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار! یہ احمد کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری ساری مخلوق میں سے میرے نزدیک ان سے زیادہ باعزت ہستی اور کوئی نہیں، زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے پہلے میں نے ان کے نام کو اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا۔ اس وقت تک ساری مخلوق پر جنت کا داخلہ ممنوع ہوگا جب تک وہ اور ان کی امت جنت میں داخل نہ ہو جائیگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ ان کی امت کون سی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ میری بہت زیادہ تعریف کرنے والے ہوں گے۔ ہر پستی اور بلندی میں ہر وقت میری حمد کریں گے۔ درمیان میں تہبند باندھیں گے۔ اعضاء بدن کو باوضو رکھیں گے۔ دن کے وقت روزہ دار رات کے وقت عبادت گزار، ان کے تھوڑے نیک عمل کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازوں گا اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی گواہی کی بنا پر انہیں جنت میں داخل کروں گا۔ یہ سن کر آپ نے عرض کیا۔ اے اللہ مجھے اس امت کا نبی بنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کا نبی تو انہیں میں سے ہوگا: عرض کیا پھر مجھے اس نبی محتشم ﷺ کا امتی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم پہلے آئے ہو وہ بعد میں تشریف لائیں گے تاہم میں تمہیں اور انہیں اپنی بارگاہ جلال میں اکٹھا کر دوں گا۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۴۰)

آپ کا اُمتی بنائے جانے کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کا ہم پر اتنا بڑا حق رکھ دیا ہے کہ جس کی کما حقہ ادائیگی آپ ﷺ کی کامل اتباع اور اطاعت کے بغیر ناممکن ہے۔ آپ ﷺ پر بکثرت درود وسلام بھیجنے سے کم از کم یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ اللہ کریم و رحیم ہماری کوتاہیوں اور خطاؤں کو معاف فرما کر ہمیں قیامت کے دن آپ ﷺ کے سایۂ عاطفت میں جگہ عطا فرمادے گا۔ (انشاء اللہ)

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ بندے کی زمین و آسمان میں موجود مخلوق میں تعریف کرتا

ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

آپ ہیں تاجدار ملک درود آپ کے واسطے صلوٰۃ و ثنا

آپ ہی کیلئے وجود و شہود آپ کے واسطے صلوٰۃ و ثنا

عرش والے بھی بھیجتے ہیں سلام آپ کی ذات پر درود و سلام

آپ ممدوحِ عابد و معبود آپ کے واسطے صلوٰۃ وثنا

رحمتوں کا ظہور آپ سے ہے قلب و جاں کا سرور آپ سے ہے

رونق افزائے مسند محمود آپ کے واسطے صلوٰۃ وثنا

آپ نے الفتوں کو عام کیا آپ نے جابروں کو رام کیا

آپ سے ظلم کی حدیں مسدود آپ کے واسطے صلوٰۃ و ثنا

شہزاد مجددی

تو سخی تیرا سخی دربار ہے گر ہو نظر کرم تو بیڑا پار ہے

دعا

اَللّٰھُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَیْبِ ، وَقُدْرَتِكَ عَلٰی خَلْقِكَ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِیْ ، وَتَوَفَّنِیْ مَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ ○ (الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! تو اپنے علم غیب اور مخلوق پر اپنی قدرت کی بدولت مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے حق میں بہتر ہو اور اس وقت وفات دے جبکہ وہ میرے حق میں بہتر ہو۔

لمحہ نمبر ۳۰

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ كَفَّارَةٌ لَّكُمْ، فَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ"۔ (جلاء الافہام صفحہ 30)

ترجمہ: سیّدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "مجھ پر درود بھیجا کرو، یقیناً مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے کفارہ ہے پس جو شخص مجھ پر درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر رحمت بھیجتا ہے۔

سند حدیث:

اس ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سند یوں بیان ہوئی ہے اسے ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے الحسن بن البزار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شباب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے مغیرہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ابواسحٰق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا اور انہوں نے سیّدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔

اس حدیث مبارکہ کو علامہ سخاوی نے "القول البدیع" میں ذکر کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ نے فرمایا "صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ كَفَّارَةٌ لَّكُمْ وَزَكَاةٌ، فَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا" ترجمہ: مجھ پر درود بھیجو، یقیناً مجھ پر درود بھیجنا تمہارے حق میں کفارہ اور زکوٰۃ ہے اور جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے، اور سخاوی نے کہا کہ اسے ابوبکر بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے "الصلوٰۃ النبویۃ" میں ذکر کیا ہے اور ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "ترغیب" میں ابواسحٰق السبیعی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابوحاتم کا کہنا ہے کہ یہ سند منقطع ہے کیونکہ ابواسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا ۔ ت ۔س رضی اللہ عنہ سے نہ سماع ہے اور نہ

روایت۔

توضیح:

حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے متعدد ارشادات میں اپنی امت کو درود بھیجنے کا حکم دیا ہے کہیں ارشاد ہوتا ہے کہ "مجھ پر درود بھیجو" کہیں فرمان ہے کہ "جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود بھیجو" کہیں ارشاد ہوتا ہے کہ مجھ پر درود بھیجنے سے یہ یہ فوائد، برکتیں، رحمتیں اور اجر ملتا ہے اب یہ تم پر منحصر ہے کہ زیادہ درود بھیجو یا کم، یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ خود ربّ ذوالمنن نے بھی اہل ایمان کو حکم دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو اور نبی رحمت، منبع الفت و مودّت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی حکماً فرمایا کہ مجھ پر درود بھیجو، ایک صاحب ایمان کے لئے تو اللہ جل مجدہٗ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر ہی سر نیاز جھکا دینا لازم ہوتا ہے اس سے قطع نظر کہ اس حکم کی بجا آوری پر ثواب، اجر اور فوائد کیا ہیں، لیکن یہاں تو ابر رحمت کی ایسی رم جھم، رم جھم ہے کہ اس نعمت عظمیٰ یعنی درود سلام کے ثواب کے آخری کنارے کو پالینا کسی کے بس میں ہی نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کمال محبت ایمان کے کامل ہونے کی نشانی ہے قرآن وسنت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے شیطان چونکہ عدو مبین یعنی کھلا دشمن ہے وہ انسان کو طرح طرح کے وساوس میں مبتلا کر کے اس سے ایمان جیسی نعمت کو چھین لینے میں ہمہ وقت سرگرداں رہتا ہے اور قرآن حکیم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اولاد آدم کو انبیاء علیہم السلام کے متعلق بدگمانی میں مبتلا کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کرتا ہے اور اس بات پر خوب زور دیتا ہے کہ یہ نبی علیہ السلام (معاذ اللہ) کیا ہیں تمہاری طرح بشر ہی تو ہیں، تمہاری طرح کھاتے پیتے ہیں بازاروں میں چلتے پھرتے اور سودا سلف خریدتے ہیں شادیاں کرتے ہیں ان کی اولادیں ہیں تو یہ کیونکر نبی ہو گئے۔

اللہ کا نبی تو ما فوق البشر ہونا چاہیے تمہاری طرح کے بشر کیونکر نبی بن گئے وغیرہ وغیرہ۔

اللہ ربّ العزت نے بار بار لوگوں پر واضح فرمایا کہ ان کے بشر ہونے میں تو کوئی شک وشبہ ہی نہیں انسانوں کی ہدایت کے لئے انسان ہی نبی بھیجے گئے مگر کفار ومشرکین کا یہ کہنا کہ ہماری طرح کے بشر ہیں یہ ان کا شیطانی وہمہ ہے۔ کیونکہ اللہ کا نبی وہ بشر ہوتا ہے جس پر وحی نازل ہوتی ہے یہ نزول وحی یہ ان کا ربّ تعالیٰ سے خصوصی قرب انہیں دیگر انسانوں سے ممتاز بنا دیتا ہے اور پھر ایمان کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اُمتی اپنے نبی علیہ السلام کو "بے مثل بشر" تسلیم کر کے اس کے ساتھ ٹوٹ کر محبت کرے ایسی محبت کہ وہ

کائنات کی ہر چیز یعنی اپنی ذات، اولاد، ماں باپ، عزیز واقارب اور تمام لوگوں سے بڑھ کر انہیں چاہے۔

امام المرسلین، سیّد الاولین والآخرین اور رحمۃ للعالمین کے متعلق ہمیں اللہ جلّ مجدہٗ نے یہی تعلیم دی اور خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دوٹوک الفاظ میں یہ فرمادیا کہ "لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری شریف) ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے ماں باپ اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں" اور اس عملی محبت کی تعبیر ایک ایک صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے ایک ایک نفس میں بطریق احسن دیکھی اور محسوس کی جاسکتی ہے۔ مثلاً غزوۂ احد میں جب سیّدنا حضرت مُصعَبْ بن عمیر رضی اللہ عنہٗ (مشابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی شہادت پر کفار، مشرکین اور منافقین نے یہ افواہ پھیلا دی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قتل کر دیئے گئے ہیں تو اس وقت اس حُب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جو مناظر تاریخ نے محفوظ کئے وہ اس حقیقت ایمانی کو جاننے کے لئے کافی ہیں۔

مدینہ منورہ کی ایک عورت جس کا شوہر، بھائی اور باپ اس غزوے میں شہید ہو گئے تھے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شہادت کی افواہ سن کر افسردہ، غمزدہ اور پریشان ہو کر گھر سے احد کے میدان کی جانب چل پڑی، راستے میں ملنے والے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق سوال کرتی، کوئی اسے بتاتا کہ تیرا باپ شہید ہو گیا۔ کوئی بیٹے اور کوئی بھائی کی شہادت کی اطلاع دیتا اس کا جواب ہوتا کہ میں نے ان سے متعلق کب پوچھا ہے مجھے تو جانِ ایمان، روحِ ایمان اور اصل الاصول ایمان کے متعلق بتاؤ، جب معلوم ہوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا ہے تو سامنے حاضر ہو کر سکون کا سانس لے کر اگر زباں سے کچھ کہا تو محض یہ کہا کہ ساری مصیبتیں اس خوشی کے سامنے ہیچ ہیں کہ آپ سلامت ہیں۔

حدیث مذکورہ میں جو یہ ارشاد ہے کہ مجھ پر درود بھیجو، تمہارا یہ درود بھیجنا۔ تمہارے لئے کفارہ ہے تو یہ کفارہ اسی حلاوت ایمان میں کہیں کہیں کمی آجانے کا ہے، وگرنہ ایمان کے دیگر تقاضوں میں کمی کے کفارے بھی بیان کر دیئے گئے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ جب کسی سے زیادہ پیار ہوتا ہے تو اس کا نام بھی زبان پر زیادہ آتا ہے عربی زبان کی مشہور کہاوت ہے مَنْ اَکْثَرَ حُبَّهٗ فَاَکْثَرَ ذِکْرَهٗ ۔ جب کوئی بندہ مؤمن دنیوی جھمیلوں میں پڑنے کی بنا پر حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تقاضوں میں کہیں جھول پیدا کر بیٹھتا ہے تو پھر یہ جھول، یہ کمی صرف صلوٰۃ وسلام کی کثرت سے ہی پوری ہو سکتی ہے گویا ہم اس ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روشنی میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ درود وسلام بھیجنا کفارہ ہے ایمان کی حلاوت کی کمی کو پورا کرنے کا۔

لذت ایمانی کو بھرپور انداز میں لانے کا اور اس پر مزید انعام یہ کہ فرمایا تم مجھ پر درود بھیجو اللہ تعالیٰ تم پر رحمتیں نازل فرمائے گا۔

کیا خوب انعام ہے درود پاک کا کہ یہ ہماری خطاؤں کا' لغزشوں کا' غلطیوں کا' بھول بھلیوں کا اور گناہوں کا کفارہ بھی ہے اور اللہ جلّ مجدہٗ کی رحمتوں سے دامن بھر لینے کا وسیلہ بھی۔ جتنی دیر کوئی صاحب ایمان اپنے نبی علیہ السلام پر درود بھیج رہا ہے۔ اتنی دیر کے لئے بارگاہ ایزدی سے اس کے لئے رحمتوں کے نزول کا دروازہ کھلا ہے بندۂ مؤمن نہ درود بھیجتے تھکے اور نہ ہی پروردگار وکردگار وآمرزگار رحمتیں بھیجنے میں کمی فرمائے۔ آؤ مؤمنو! درود پاک کثرت سے بھیج بھیج کر اپنے لئے آخرت کا بیش بہا رحمت الٰہیہ کا خزانہ لوٹ لو۔

درود شریف

درج ذیل درود پاک کے متعلق عالم فقری خزینۂ درود شریف میں لکھتے ہیں کہ عالم روحانیت وفقر کے ایک مشہور بزرگ حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الابریز'' میں تحریر کیا ہے کہ میں نے ایک رات خواب میں سیدہ سلام اللہ علیہا کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ درود پڑھتے سنا۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں درود پاک کے کلمات کو کما حقہ یاد نہ رکھ سکا۔ البتہ ان کے مفہوم کو میں نے ان کلمات کے ذریعے محفوظ کر لیا ہے۔

اس درود پاک کو علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سعادت دارین'' میں رقم کیا ہے اور اسے درود سیدہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ درود پاک یہ ہے۔

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ رُوْحُہٗ مِحْرَابُ الْاَرْوَاحِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالْکَوْنِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ اِمَامُ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ ھُوَ اِمَامُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عِبَادِ اللّٰہِ الْمُؤْمِنِیْنَ'' ۔

''ترجمہ: اے اللہ! ان پر درود بھیج کہ جن کی روح کائنات، فرشتوں اور ارواح کی محراب ہے۔ اے اللہ! ان پر درود بھیج جو کہ انبیاء ورسل کے امام ہیں اے اللہ ان پر درود بھیج جو کہ اللہ کے مومن بندوں اور تمام جنت والوں کے امام ہیں۔

اس درود پاک میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین اوصاف مذکور ہوئے ہیں نمبرا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کائنات، ملائکہ اور ارواح کی محراب ہیں، نمبر۲: یہ کہ تمام انبیاء مرسلین سلام اللہ علیہم کے امام ہیں اور نمبر۳: یہ کہ آپ ﷺ اللہ کے مومن بندوں اور اہل جنت کے امام ہیں۔

پہلے وصف کی حقیقت جاننے کے لئے شیخ امام تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ یہ روایت پیشِ نظر رہے جو انہوں نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''اَلتَّعْظِیْمُ وَالْمِنَۃُ فِیْ لَتُؤْمِنَنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ'' میں بیان کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ اس آیۃ مبارکہ یعنی وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ الخ (العمران:۸۱) میں حضور نبی کریم ﷺ کی رفعت شان اور علوّ مرتبت کا واضح بیان ہے۔ مزید برآں اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر بالفرض آپ انبیائے سابقین علیہم السلام کے عہد میں جلوہ فروز ہوتے تو آپ ان کے بھی رسول ہوتے۔ پس آپ ﷺ کی نبوت و رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر روز قیامت کے وقوع تک کی تمام مخلوقات کو شامل ہے۔ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتیں آپ ﷺ کی امت کا ایک حصہ ہیں، نیز آپ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک کہ ''بعثت الی الناس کافۃ'' یعنی مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ صرف آپ کے عہد ہمایوں سے لے کر قیامت تک کے لوگوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ گزشتہ زمانے کے تمام لوگوں کو بھی شامل ہے۔ اور یہی مفہوم آپ ﷺ کے فرمان مبارک سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ آپ نے فرمایا ''کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ترجمہ: میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کی درمیانی حالت میں تھے۔ (الخصائص الکبریٰ ج۱،ص۱۸)

تمام ارواح، تمام فرشتے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی محراب یعنی وہ سمت کہ جس سے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ اور انعامات کے حقدار قرار پاتے ہیں وہ روح محمد ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کا مسجود ملائکہ ہونا درحقیقت نور محمدی کی بدولت ہی تھا۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''الخصائص الکبریٰ'' کے دیباچے میں صفحہ۱۴ پر لکھتے ہیں۔ جب اللہ رحمٰن و رحیم اپنی شان کے مطابق عرش بریں پر جلوہ فروز ہوا تو حضور نبی پاک ﷺ کے نام پاک کو عرش پر تحریر فرمایا اور ابتدائے آفرینش سے ہی زمین و آسمان میں نام پاک مصطفیٰ ﷺ کا چرچا کر دیا اور قیامت کے دن بھی آپ کی عظمتوں کا ڈنکا بجے گا۔

وہ مزید تحریر کرتے ہیں کہ ''پتھروں اور درختوں نے آپ ﷺ کے حضور نذرانۂ سلام پیش کیا۔ بکری کے تھنوں سے آپ کی خاطر بکثرت دودھ جاری ہوگیا۔ کھجور کا تنا آپ ﷺ کی جدائی کے غم میں چلانے لگا حتی کہ بیل کی طرح آواز سنائی دی۔ آپ ﷺ کی انگشت مبارک سے اور خشک زمین سے

پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ جو چاند گہوارے میں آپ کا دل لبھاتا تھا وہ آپ ﷺ کے اشارے سے دو ٹکڑے ہو گیا آپ کی برکت سے مردہ زندہ ہو گیا۔ دروازے کی چوکھٹیں اور گھر کی دیواریں آپ ﷺ کی دعوت پر ایمان لائیں۔ آپ نے بادلوں کو برسنے کا اشارہ فرمایا تو بلا تامل برسنے لگے۔ آپ ﷺ کی ذات عالی پر ایسا درود سلام ہو جو ہمارے لئے بوقت مرگ سعادت و نجات کا سبب بنے۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۱۴)

جب بھی کوئی ریسرچ سکالر آپ ﷺ کی عظمت اور رفعت شان پر تحریر کی گئی کتب کثیرہ کا مطالعہ کرنے کا عادی ہوتا جائیگا وہ دل و جان اور زبان سے یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوگا کہ آپ ﷺ ہی رب تعالیٰ کے محبوب اور ارواح، ملائکہ، انبیاء و رسل اور اہل جنت کے بلاشبہ محراب و محور اور امام ہیں۔

خوش نصیب ہیں وہ امتی کہ جنہیں اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر درود سلام بھیجنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے درود بھیجنے والوں کے عمل، عمر اور ذات میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ ان کے کام سنورتے ہیں کیونکہ درود بھیجنے والے اپنے پروردگار سے آپ ﷺ اور آل کے لئے برکت کی دعا مانگتے ہیں اور یہ دعائے مستجاب ہے اور بدلہ بھی ایسا ہی ملتا ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

شاہِ رسل سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
حسن سراپا عشقِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

خشک لباں و تشنہ و ظمآں — از لب لعلت چشمہ حیواں
طالب جُرعۂ کوثرو زمزم — صلی اللہ علیہ وسلم
ازرہِ لطف اے شاہ! نگاہے — جز تو ندارم ہیچ پناہے
خستہ دلاں راموںس و ہمدم — صلی اللہ علیہ وسلم

راز سرِ افلاک چہ پرسی — قرب شہ لولاک چہ پرسی
فخـر دَنٰی اَوْ اَدْنٰی فَافْهَمْ — صلی اللہ علیہ وسلم

خواجہ غلام فخر الدین سیالوی

وقت گزرا جو آقا کی یاد میں — ان لمحوں کی سعادت پہ لاکھوں سلام

دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا۝

(الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے قلب سلیم، سچی زبان اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔

لمحہ نمبر ۳۱

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ: "لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا، وَّصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُمَا كُنْتُمْ" (جلاء الافہام صفحہ 21)

ترجمہ: سیّدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو، یقیناً تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

سند حدیث

الجزء المعروف کے مصنف الحسین رحمۃ اللہ علیہ بن احمد بن ابراہیم بن فیل رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن نافع رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا انہوں نے سعید بن ابی سعید رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے محدثین نے بیان کیا کہ یہ حدیث عمدہ ہے۔ حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج سیّدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بہترین اسناد کے ساتھ کی۔

توضیح:

اپنے اس مبارک اور حکمتوں سے معمور ارشاد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ایمان کو تین باتوں کی تعلیم عطا فرمائی ہے۔

نمبر 1 یہ کہ اپنے گھروں کو قبور مت بناؤ

نمبر 2 یہ کہ میری قبر کو میلہ نہ بناؤ اور

نمبر 3 یہ کہ مجھ پر درود بھیجو، بلا شبہ! تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے۔

گھروں کو قبریں بنانا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ گھر اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اس میں ہم محفوظ اور پردہ داری کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں کھانے پینے اور دیگر ضرورت کی اشیاء رکھتے ہیں' گرمی' سردی سے تحفظ کا سامان اور احساس ہمیں میسر آتا ہے اللہ جل مجدہٗ کی اس نعمت کا شکر ادا کرنا لازم ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اس میں رہنے والے نمازوں کی پابندی کریں۔ قرآن حکیم کی تلاوت کریں۔ صدقات وخیرات کا اہتمام کرتے رہیں' گھروں میں موجود خواتین اور بچوں کے علاوہ بالغ مرد حضرات بھی سنن اور نوافل گھر میں ادا کرنے کی کوشش کریں صرف فرائض مساجد میں با جماعت ادا کرنے کے لئے جائیں۔ ایک مرتبہ جب حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے یہ فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ' تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! اس سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں ذکر الٰہی نہ ہوتا ہو وہ قبر ہے حقیقتاً وہی گھر گھر کہلانے کے لائق ہیں جن میں اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط بنانے کی کوشش ہوتی ہو۔ اسلامی تعلیمات تو ہمیں اس حقیقت سے آگاہ کرتی ہیں کہ صرف ذکر الٰہی سے ہی دلوں کو حیات اور قرار نصیب ہوتا ہے۔ سرور انس و جان سیّد عالمیاں ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ کَمَثَلِ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (الحدیث)

ترجمہ: اس شخص کی مثال جو اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہے اور اس کی جو نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے ذکر سے غافلوں کے لئے ہی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا گیا کہ

اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی (القرآن)

ترجمہ: یقیناً آپ مردوں یعنی مردہ دلوں کو نہیں سنا سکتے۔

اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ معاذ اللہ! حضور ﷺ قبرستانوں میں مُردوں کو تبلیغ کرنے جایا کرتے یہی حقیقت یہاں بیان ہوئی ہے کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ یعنی ذکر الٰہی سے غافل نہ رہو' حضور سیّد عالم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے رہنا' ذکر الٰہی کی ہی اعلیٰ قسم ہے کیونکہ صلوٰۃ کا آغاز ہی کلمہ اَللّٰھُمَّ سے ہوتا ہے جو بعض محققین کی تحقیق کے مطابق تمام اسمائے حسنیٰ کا جامع ہے۔ روضۂ اطہر کو عید (میلہ) نہ بناؤ قرآن وسنت کے علم سے محروم افراد اپنی جہالت اور کم علمی کی بنا پر مزارات پر جا کر ایسی ناشائستہ حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں جو کسی طور بھی مستحسن نہیں اور نہ ہی عقل وشعور اور اخلاق ان کی اجازت دیتے ہیں۔ اسی جہالت کی بنا پر لوگوں نے پہلی امتوں کے بعض صلحاء کی قبروں پر میلے لگاتے لگاتے ان کے

مجسمے بنائے۔ پھران کی پوجا شروع کر دی عرب زمانۂ جاہلیت میں جن بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے ان میں وُدٗ، یعوق، یغوث، نسر، سواع، لات، ھبل اور عزیٰ وغیرہ وہ نام ہیں جو سابقہ امتوں میں بڑے متقی اور اولیاء اللہ تھے، سرور کائنات، فخر موجودات ﷺ سے اہل ایمان کی بے پناہ محبت اور شیفتگی چونکہ خوب نمایاں تھی اس بنا پر آپ ﷺ نے بڑی تاکید سے یہ حکم دیا کہ آپ ﷺ کی قبر انور پر صرف صلوٰۃ و سلام بھیجنے اور اللہ جلّ مجدہٗ کی رحمت خاص سے دامن بھرنے کے لئے حاضری دی جائے نہ کہ ڈھول باجے، ناچنے گانے یا ٹل بجانے کے لئے۔ آپ ﷺ نے حاضر ہونے کا تو حکم دیا اور زائر سے اپنی شفاعت کا وعدہ فرمایا اور یہاں تک فرما دیا کہ ''جس کسی نے حج کیا اور میری زیارت کے لئے نہ آیا، اس نے مجھ پر جفا کی''، مگر ساتھ ہی یہ تاکید فرمائی کہ میری قبر کو میلہ نہ بنا لینا، الحمد للہ آپ ﷺ کی اس تاکید کا نتیجہ ہے کہ اہل ایمان مردوں اور عورتوں کے دل تو جانب طیبہ کشاں کشاں رہتے ہیں مگر نہ تو کوئی قبر پر سجدہ کرتا ہے اور نہ ہی جاہلانہ جشن کے تصور کی وہاں کوئی کوشش ہوتی ہے عشاق خاک مدینہ کو آنکھوں کا سرمہ تو بناتے ہیں اپنے اپنے دلوں کو تعزیر و توقیرِ نبی ﷺ کی خاطر روضۂ اطہر کی جانب جھکاتے ہیں اور اللہ جلّ مجدہٗ کے اذن سے حاضر ہونے والے ہزاروں ملائکہ کے رحمت بھرے پروں کے سائے میں صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں مگر ایسا نہیں ہوتا کہ قبر پُر انوار کو سجدہ گاہ بنایا جائے سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے آپ ﷺ کی امت اجتماعی طور پر نہ گمراہی میں مبتلا ہوئی اور نہ ہی انشاء اللہ قیامت تک ہوگی۔

مجھ پر درود بھیجو، ہر جگہ سے تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے یہ اس حدیث مبارکہ میں نبی رحمت و مؤدت و اخوت ﷺ کا تیسرا حکم ہے اس سے قبل یہ فرمان نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم ہم پڑھ چکے ہیں کہ جمعہ کے روز کائنات کے جس گوشے میں بھی جب کوئی اہل ایمان آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو اس کی آواز آپ ﷺ تک پہنچتی ہے کیونکہ زمین پر انبیاء علیہم السلام کا جسم کھانا حرام کر دیا گیا ہے اب یہاں بتایا جا رہا ہے کہ اے مؤمنو! مجھ پر درود بھیجو، یقیناً تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو حدیث مبارکہ کے الفاظ میں (تَبۡلُغُنِیۡ) مجھے پہنچتا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ مجھے پہنچایا جاتا ہے اس سے قطعی طور پر اس شک کا ازالہ ہو گیا کہ آپ ﷺ تک درود سلام پہنچنے میں کوئی دیر نہیں لگتی یہاں اس امر مسلّم کا دل و دماغ میں تازہ کر لینا از بس ضروری ہے کہ ہجرت کے بعد نازل شدہ قرآن مدنی قرار پایا اور مسجد نبوی میں عملی شکل پانے والا اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہر ہر عمل ہی دنیا کے تمام بلاد و امصار کے مسلمانوں کے

لئے حجت قرار پائے گا۔ آپ ﷺ کے وصال مبارکہ سے لے کر آج تک جو عمل نظر آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ ہر نماز با جماعت کی ادائیگی کے بعد اہل ایمان فوراً کھڑے ہو کر روضہ اطہر پر اجتماعی اور انفرادی انداز میں درود و سلام بھیجنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس عمل کی روشنی میں چاہیے تو یہ تھا کہ چار دانگ عالم میں موجود تمام مساجد کے نمازی ہر نماز کے بعد کھڑے ہو کر اجتماعی انداز میں صلوٰۃ و سلام پیش کرتے، اللہ جل مجدہٗ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے حکم پر عمل کرتے اللہ تعالیٰ کی رضا، اس کا قرب اور اس کی رحمت پاتے، شفاعت مصطفیٰ ﷺ کے حقدار بنتے، مگر! کیا ہوا؟ کیسے ہوا؟ کیونکر ہوا؟ کہ یہ عمل باہمی نزاع کا، انتشار کا، نفرت کا، ایک دوسرے کو اسلام سے ہی خارج کر دینے کے فتاویٰ جاری کرنے کا ذریعہ بنا لیا گیا۔ ''ببیں تفاوت راہ کہ از کجا است تابہ کجا'' دور حاضر کی ایجادات نے اس حقیقت کو سمجھنا کتنا آسان کر دیا ہے اس کا اندازہ درج ذیل واقعے سے لگائیے!

لاہور سے براہِ راست صلوٰۃ و سلام

12 اکتوبر 2007ء کو جمعہ کی نماز پڑھانے اور صلوٰۃ و سلام پیش کرنے اور دعا مانگنے کے بعد تقریباً 3 بجے سہ پہر اپنے ڈرائیور کے ہمراہ علامہ اقبال ٹاؤن سے سکیم موڑ ملتان روڈ کی طرف آ رہا تھا کہ موبائل کی گھنٹی بجی، آواز آئی کہ میں روضہ اطہر پر کھڑا الحاج محمد شفیق عرف حاجی سوہنا بول رہا ہوں۔ علیک، سلیک کے بعد بولے، پروفیسر صاحب صلوٰۃ و سلام پڑھیے آپ کی آواز امام الرسل، ختم الرسل مولائے کل ﷺ کی قبر پُر انوار پر صاف صاف پہنچ رہی ہے۔ اللہ اکبر! پھر کیا تھا، آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں اور زباں پر بلند آواز سے صلوٰۃ کے ترانے، دیر تک یہی کیفیت رہی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیسے ادا ہو؟ موبائل کے سپیکر نے فاصلے مٹا دیئے ہیں دل کی گہرائیوں کی کیفیت سے کون آشنا ہوا یہ تو وہ مشین ہے جس میں اللہ سما جاتا ہے۔ آیئے مل کر جھوم جھوم کر پڑھیں، خوب خوب پڑھیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

درود شریف

درج ذیل درود پاک کے متعلق سیرت نگار لکھتے ہیں کہ علامہ ابن المشتہر کہا کرتے تھے کہ جس اہل ایمان کی یہ تمنا ہو کہ وہ اللہ جلّ مجدہٗ کی ایسی حمد بجا لائے جو سب سے بہتر ہو۔ اور اب تک کسی مخلوق نے نہ

کی ہو۔ ایسی حمد جو اولین، ملائکہ مقربین اور آسمان و زمین والوں سے بہتر ہو تو وہ درج ذیل درود پاک کو کثرت سے پڑھنے کی عادت بنا لے۔ نیز یہ کہ ہر نماز کے بعد اس درود پاک کا بہ کثرت وردعذابِ قبر سے نجات کا موجب بھی بیان کیا گیا ہے۔ درود پاک یہ ہے۔

''اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا اَنْتَ اَهْلُهٗ فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَنْتَ اَهْلُهٗ وَافْعَلْ بِنَا مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ فَاِنَّكَ اَنْتَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ''۔

(خزینہ درود شریف:۱۵۲)

ترجمہ: ''اے اللہ تیرے لئے ہی ہر طرح کی ساری تعریف ہے، ایسی حمد جو تیری شان کے لائق ہے پس حضرت محمد ﷺ پر ایسا درود بھیج جو تیری شان کے لائق ہو۔ اور ہمارے ساتھ وہ معاملہ فرما جو تیری شان کے شایان ہو یقیناً تیری ذات ہی بچانے والی اور بخشش والی ہے۔

اس درود پاک میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ضمن میں انسان اپنی بے بضاعتی کا ذکر کرتا ہے۔ کس کی مجال کہ وہ اللہ جلّ مجدہٗ کی حمد کا حق ادا کر سکے۔ حق تو صرف اس کا ہو سکتا ہے جس کی قدرت، عظمت، کمالات واوصاف کا آخری کنارہ معلوم ہو۔ یہاں تو قرآن پاک یہ اعلان کر رہا ہے ''قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا''۔ (الکھف:۱۰۹)

ترجمہ: ''فرما دیجئے کہ اگر تمام سمندر میرے پروردگار کے کلمات (لکھنے کی خاطر) سیاہی ہوں تو وہ میرے پالنہار کے کلمات ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائیں گے۔ اگر چہ ہم ایسے سمندر اور سیاہی کے لئے لے آئیں۔ یہ تو کلمات کی کیفیت ہے۔ چہ جائیکہ اس کی عظمت، قدرت، ہیبت وصنعت، اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ وہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ تلاوت کریں اور اس اُم القرآن سورۂ مبارکہ کی پہلی آیت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے، اس کی حمد وثنا کی کیفیت تو یہ ہے کہ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (القرآن) ترجمہ: کوئی شئے بھی ایسی نہیں جو اللہ مجدہ کی حمد اور تسبیح بیان نہ کر رہی ہو اس درود پاک میں امتی اپنے خالق و مالک کی لامحدود و بے کنار حمد کا اپنی زبان سے اقرار کرنے کے بعد رب تعالیٰ کے حضور یہ درخواست کرتا ہے کہ اے اللہ! تو اپنے حبیب مکرم ﷺ پر ایسا درود بھیج جو تیری شان کے لائق ہو، گویا۔ درود بھیجنے کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے

سپرد کر دیا۔ اس پر رب کریم اپنے اس بندے پر کس قدر خوش ہوتا ہے؟ اسے الفاظ کا جامہ کون پہنا سکتا ہے۔ اس کے بعد جب یہ درخواست ہوتی ہے کہ اے رب عظیم ورحیم! ہم تو نہ تیری عظمت کو کما حقہ جان سکتے ہیں اور نہ ہی تیری طرف سے تیرے عبد کامل اور بے مثل انسان پر ہونے والی عنایات۔ ہماری کیفیت تو یہ ہے کہ:

صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم　　یارب تو کریمی و نبی تو کریم

ہم خطار کار ذلت و رسوائیوں میں ڈوبے صرف تیرے کرم کے محتاج بن کر تیرے محبوب کا وسیلہ پیش کر کے اپنے دامن تیری رحمت سے بھرنے کے خواہشمند ہیں۔ لہٰذا اے مولا کریم تو ہمارے ساتھ اپنے فضل وکرم کا، عفو ودرگزر کا اور رحم وعنایت کا وہ سلوک فرما جو تیری شان کے شایان ہیں۔ یقیناً التجا کا یہ خوبصورت انداز درود پاک کی بدولت بندے کو رحمتوں میں ڈھانپ لے گا۔ جبکہ اس درود پاک کا تتمہ بھی کتنا دلکش ہے کہ اے اللہ! ہم تو ہمہ وقت تجھ سے لرزاں وخائف رہتے ہیں۔ تیری نافرمانی، ناشکری اور حکم عدولی سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ایک تیری ذات ہے کہ بخشش ومغفرت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے جو بھی نادم ہو کر، تیری عظمت کا اقراری ہو کر تیرے در پر آ گیا مرادیں پا گیا تیری رحمت تو لپک لپک کر گناہگاروں، شرمساروں اور خطا کاروں کو اپنے اندر چھپا لینا چاہتی ہے۔ ہم ہی تجھ سے غافل اور بے خبر گناہوں کے تالابوں میں ڈبکیاں لگانے پر کمر بستہ ہیں، ہماری یاوری فرما اور شیطانی ہتھکنڈوں سے محفوظ رہنے کی سعی کر لینے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا ومولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پانے کا سبب ہے، درود پاک پڑھنے والوں پر رحمت کا نازل ہونا ایک یقینی امر ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآن نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درود
یادگاری امت پہ لاکھوں سلام
اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام
بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام
بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

خاتم الانبیاء سلام علیک سید الاصفیا سلام علیک

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ ○ (الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ دجال کے فتنے، قبر کے عذاب اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔

لمحہ نمبر ۳۲

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً يَدْعُوْ فِىْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَجِلَ هٰذَا" ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِتَحْمِيْدِ رَبِّهٖ وَالثَّنَآءِ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَلِّىْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْعُوْ بَعْدُ بِمَا شَآءَ" (جلاء الافہام صفحہ نمبر 27)

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو اپنی نماز میں دعا کرتے سنا کہ نہ تو اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "اس نے جلدی کی" پھر آپ نے اسے بلایا اس سے یا کسی اور سے فرمایا "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے پروردگار کی حمد وثنا سے ابتدا کرے پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے' پھر اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے"۔

سند حدیث:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم سے ابوعبدالرحمٰن المقری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے حیوۃ بن شریح رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں حمید بن ہانی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی کہ یقیناً ابوعلی بن عمرو بن مالک بن الجنبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی سیّدنا حضرت فضالہ بن عبید رحمۃ اللہ علیہ سے سنا۔

اس حدیث کو امام احمد' امام ابوداؤد نے روایت کیا اور یہ انہی کے الفاظ ہیں' امام ترمذی اور امام نسائی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے حسن اور صحیح حدیث کہا ان کے علاوہ ابن حبان' حاکم' البیہقی' اسمٰعیل قاضی نے روایت کیا امام احمد کی سند بہت عمدہ ہے' حاکم نے اسے صحیح کہا اور الذھبی نے بھی ان کی

موافقت کی۔

توضیح:

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک ایسے شخص کو کہ جس نے نماز کی ادائیگی کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور حضور سیّد عالم ﷺ پر درود بھیجے بغیر دعا مانگنا شروع کر دی جلد باز قرار دیا کیونکہ ایسا کرنا دعا کے آداب کے برعکس ہے۔

دعا جو کہ عبادت کا مغز، مؤمن کا ہتھیار اور تقدیر کو بدل کر رکھ دینے والی ہے اس کے آداب کا خیال رکھنا از بس ضروری ہے اللہ جل مجدہٗ نے قرآن حکیم میں اہل ایمان کو دعا مانگنے کا حکم دیا ہے حکم ہوتا ہے ''اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ '' (القرآن) ترجمہ: مجھ سے دعا مانگو، میں اسے تمہارے حق میں قبول کرتا ہوں، ایک اور مقام پر ارشاد ہوا کہ ''اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ '' (القرآن) میں دعا مانگنے والے کی دعا کو جب بھی وہ مانگے قبول کرتا ہوں، قرآن حکیم میں حضرات انبیاء کرام سلام اللہ علیہم اجمعین کی متعدد دعائیں مذکور ہیں رب تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کی بدولت اہل ایمان کو متعدد دعاؤں کی تعلیم دی ہے بعض علماء نے قرآن حکیم میں مذکور اللہ جل مجدہٗ کے اسماء حسنیٰ میں سے بعض کو اسم اعظم قرار دے کر اس کے ذریعے دعائیں مانگنے کو قبولیت کے لئے اکسیر قرار دیا ہے خود نبی رحمت ﷺ نے اتنی زیادہ دعائیں مانگی ہیں کہ ان پر مشتمل کتب موجود ہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ ربّ تعالیٰ دعائیں مانگنے سے خوش اور نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے اگر کوئی اہل ایمان نماز ادا کرے، ذکر اذکار میں مصروف رہے اور دعا نہ مانگے تو ربّ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ بندے میں نے تجھے اپنے در پر کچھ مانگنے کیلئے بلایا تھا تو خالی ہاتھ ہی میرے دروازے سے جا رہا ہے اور یہ بھی مسلّمہ امر ہے کہ ربّ تعالیٰ کے خزانے کی وسعتوں کو بھی وہی جانتا ہے احادیث مبارکہ میں یہ مذکور ہے کہ اگر تمام جن وانس اول سے آخر تک وسیع و عریض میدان میں جمع ہو کر ربّ تعالیٰ سے مانگنا شروع کر دیں اور انہیں ان کی مطلوبہ ہر ہر نعمت ملتی چلی جائے تو سب کو عطا کر دینے کے بعد ربّ تعالیٰ کے خزانوں میں اتنی بھی کمی واقع نہیں ہوتی کہ جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈبو کر نکال لینے سے کمی ہوتی ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے نماز پڑھی اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے تو آپ نے فرمایا کہ اس نے جلدی کی، اسے چاہیے یہ تھا کہ پہلے اللہ جل مجدہٗ کی حمد بجا لاتا پھر مجھ پر

درود شریف بھیجتا' اس کے بعد دعا مانگتا' اس ارشاد نبوی میں غور کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ نماز کی ادائیگی کے دوران جو حمد وثنا پڑھی گئی درود پاک بھیجا گیا۔ وہ صرف نماز کا حصہ اور نماز کی تکمیل کے لئے تھا۔ ہر نمازی پر یہ واضح ہے کہ وہ نماز کا آغاز ثنا سے یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ سے کرتا ہے تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پڑھتا ہے۔ آخری قعدے میں سلام کے بعد درود ابراہیمی پڑھتا ہے اور دعا پر نماز کو ختم کرتا ہے اب چاہیے تو یہ تھا کہ نماز کے اندر حمد وثنائے باری تعالیٰ' صلوٰۃ وسلام اور دعا پڑھ لی گئی لہٰذا نماز سے فارغ ہونے کے بعد نہ مانگی جاتی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نمازی کو دعا مانگتے دیکھ کر فرمایا کہ اس نے جلدی کی اور پھر آپ ﷺ نے اسے دعا کے آداب کی تعلیم بھی دی۔

آپ ﷺ کے اس عمل اور ارشاد نے ہمارا ایک اور مسئلہ بھی حل فرما دیا اور وہ یہ کہ جو لوگ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نماز کی ہیئت اس طرح کی ہے اس میں حمد وثنا' درود پاک اور پھر دعا مانگ لی گئی اب دعا کی حاجت نہ ہے اور بعض اہل علم ہونے کے دعوے دار حضرات تو اس دعا مانگنے کو خلاف سنت تک کہنے کی جسارت کر جاتے ہیں ایسے افراد کو غور کرنا چاہیے کہ جب نماز پنجگانہ کے بعد دعائیں مانگنا خلاف سنت نہیں تو نماز جنازہ کے بعد کیونکر ایسا ہو گیا۔ جبکہ حضور سیّد عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَآءَ (ابو داؤد ج دوم) ترجمہ: اس حدیث مبارکہ کے راوی سیّدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جب تم میت پر نماز پڑھ لو تو' اس کے لئے دعا کو خالص کرو" اس فرمان رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کی توضیح امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ الصعود علی حاشی ابی داؤد جلد دوم میں یوں بیان کی کہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا الخ میں سب مسلمانوں کے لئے دعا ہے خاص میت کے لئے نہیں' لہٰذا حضور سیّد عالم ﷺ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد میت کے لئے خصوصی دعا مانگی جائے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنے واضح انداز میں اس مسئلہ کو حل فرما دیا ہے' بہر کیف! یہ حقیقت اس سے قبل بھی بیان ہو چکی ہے کہ وہ دعا جس کے آغاز یا اختتام پر حضور اکرم' رحمت عالم ﷺ پر درود وسلام نہ پڑھا جائے رب رحمٰن ورحیم' اس دعا کو قبول ہی نہیں فرماتے۔ آپ ﷺ کی عطا کردہ تعلیم یہی ہے کہ جب ہم نماز سے فارغ ہوں تو کچھ دیر کے لئے ذکر الٰہی اور درود وسلام بھیجنے میں مصروف رہ کر پروردگار عالمین کے حضور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں اور حمد وثنا پڑھیں۔ آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجیں

پھر دعا مانگیں۔

درود شریف

زیر نظر درود پاک کو اہل تحقیق سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ امر محقق ہے کہ سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمال عشق تھا۔ غزوۂ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندانِ مبارک کے شہید ہونے کی خبر ملنے پر انہوں نے ایک ایک کر کے تمام دندان مبارک اس صدمے میں شہید کر ڈالے۔ مسلم شریف میں سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بلا شبہ یمن سے اویس نامی ایک شخص تمہارے پاس آئے گا وہ صرف اپنی ماں کی وجہ سے یمن نہیں چھوڑ سکا۔ اسے برص کا مرض لاحق تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو صرف ایک دینار یا درہم جتنی جگہ کے علاوہ اس کا مرض جاتا رہا۔ تم میں سے جس کی ان سے ملاقات ہو تو وہ ان سے تمہارے لئے بخشش کی دعا کی درخواست کرے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تابعین میں سب سے بہتر ایک شخص ہے جسے اویس رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ اس کی والدہ (حیات) ہیں۔ اسے برص کا مرض لاحق ہوا تھا پس تم ان سے التجا کرنا کہ وہ تمہارے حق میں بخشش کی دعا کرے۔ (مشکوٰۃ شریف: ۵۸۱،۸۲)

محدثین نے اپنی اپنی صحاح میں ان کے نام پر مکمل باب تحریر کئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس محبِ صادق کو کتنا عظیم شرف بخشا ہے ان کی زبان اقدس سے ادا ہونے والا درود پاک اپنا ورد رکھنے والے کو کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیارا بنا دینے والا ہوگا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی اور رضا کو دیکھ ربّ علیٰ اس پر کس قدر نظر رحمت ڈالیں گے۔ اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

درود اویس قرنی رضی اللہ عنہ یہ ہے:

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ"۔

"اے اللہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل وعترت پر اپنے علم کی تعداد کے برابر درود بھیج میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کا طلبگار ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہمیشہ زندہ اور قائم رکھنے والا ہے اور میں اسی کی طرف تائب ہوتا ہوں"۔

اس درود پاک میں امتی اپنے آقا علیہ السلام اور آپ کی آل وعترت پر رحمتوں کے نزول کی دعا کرتے ہوئے درخواست کر رہا ہے کہ اے اللہ! تیری مخلوق کتنی ہے۔ اور اس مخلوق میں سے ایک ایک خلق کی تعداد تیرے سوا کوئی نہیں جانتا صرف تو ہی اپنے لشکروں کی تعداد جانتا ہے۔ اس تعداد کے مطابق اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیج یہ کتنا بلیغ کلمہ ہے اور کس قدر اس میں وسعت ہے۔ بندہ رب تعالیٰ کی رحمت کی وسعتیں اسی کے سپرد کر کے اپنا دامن پھیلا دیتا ہے عدد بھی وہی جانتا ہے اور ثواب بھی نامۂ اعمال میں وہی درج کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس درود پاک کی جو خاص بات ہمارے لئے طمانیت کا وافر سامان اپنے اندر لئے ہوئے ہے وہ یہ ہے کہ ہم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں زبان حال سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اے رب کریم یہ وہ درود ہے۔ جو تیرے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک مخلص اور عاشق صادق نے اس کے کلمات ادا کئے ہیں جس طرح تو نے اپنے حبیب مصطفیٰ و مجتبیٰ اور مرتضیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عاشق کو نوازا۔ انہوں نے جو قبول عام پایا، ہمیں بھی ان کے طفیل اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظروں میں مقبول بنا دے۔ ہماری زبان سے ادا ہونے والے اس درود پاک کی بدولت دنیا و آخرت کی نعمتوں سے بہرہ مند فرما اس درود پاک میں سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ جو استغفار کے کلمے لائے ہیں۔ ان میں الحی القیوم کو بعض مفسرین و محققین نے اسم اعظم بتایا ہے۔ گویا ان کلمات کی بدولت اس درود پاک کی تاثیر دو چند ہوگئی ہے اور درود بھیجنے والا درود اور استغفار کے یکجا ثواب سے اپنا دامن بھرتا ہے۔

بات طلب صادق کی ہے۔ ہمیں اپنی زندگی کے بقیہ ایام کو اللہ تعالیٰ کا فضل اور انعام سمجھتے ہوئے ان نیکیوں کے حصول کا پورا پورا اہتمام کرنا چاہیے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دائمی محبت، اس میں زیادتی اور اس کے دو چندے ہونے کا سبب ہے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ کیونکہ بندہ جب اپنے محبوب کا کثرت سے ذکر کرتا ہے تو اسے اپنے دل میں بسا لیتا ہے اور اس محبت کی بنا پر محبوب کے اوصاف اس کے سامنے رہتے ہیں جو محبت میں اور اضافے کا مؤجب بنتے ہیں اور محبوب کے دیدار کا شوق بڑھتا چلا جاتا ہے کیونکہ اس کے سوا کوئی چند محب کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور قرار نہیں

دے سکتی اور نتیجتاً محبّ کی زبان محبوب کی مدح وثنا میں مصروف رہتی ہے اور اس سے بڑھ کر کسی مؤمن کیلئے کوئی اور چیز کیونکر ہوسکتی ہے اور درود پاک کی کثرت محبت کا سبب ہے۔

(جلاء الافہام)

☆

ہو کر خود اس کے نور کا ناظر درود پڑھ
ہو کر درِ رسول ﷺ پہ حاضر درود پڑھ
رہ معتکف درود کے ماحول قدس میں
کر اپنے قلب و روح کو طاہر درود پڑھ
دنیا و قبرو حشر کی ہر راہ سخت میں
ہوگا ترا یہ حامی و ناصر، درود پڑھ
اپنی ہر التجا کو درود کے پر لگا
ہر اک دعا کے اوّل و آخر درود پڑھ

پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید

اعظم الخلق اشرف الشرفا افضل الاذکیا سلام علیک

دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرِجُ فِيْهَا ۝ (الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو زمین میں داخل ہوتی اور جو اس سے نکلتی ہے اور اس سے جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے۔

لمحہ نمبر ۳۳

فرمانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عنہ قَالَ: اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا طَیِّبَ النَّفْسِ یُرٰی فِیْ وَجْھِہِ الْبِشْرُ، قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَصْبَحْتَ الْیَوْمَ طَیِّبَ النَّفْسِ یُرٰی فِیْ وَجْھِكَ الْبِشْرُ قَالَ "اَجَلْ اَتَانِیْ آتٍ مِّنْ رَّبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ! مَنْ صَلّٰی عَلَیْكَ مِنْ اُمَّتِكَ صَلٰوۃً کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِھَا عَشَرَ حَسَنَاتٍ وَّ مَحَاعَنْہُ عَشَرَ سَیِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَہٗ عَشَرَ دَرَجَاتٍ وَّرُدَّ عَلَیْہِ مِثْلَھَا"

(جلاء الافہام صفحہ نمبر 27)

ترجمہ: سیّدنا حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک دن حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس حال میں صبح کی کہ آپ نہایت خوش تھے اور آپ کے چہرۂ انور پر شادمانی کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آج آپ نے صبح اس حال میں کی ہے کہ آپ نہایت خوش ہیں اور مسرت کے آثار آپ کے رخ زیبا پر نظر آ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: "اس وجہ سے کہ میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے آنے والا' ایک آیا اس نے بتایا کہ آپ کی امت میں سے جس کسی نے آپ پر درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس درود کی بدولت دس نیکیاں لکھ دے گا اور اس کی دس دس برائیاں مٹادی جائیں گی اور اس کے دس درجے (جنت میں) میں بلند ہوں گے اور اس پر اسی کی مانند لوٹایا جائے گا"

سند حدیث:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے "المسند" میں فرمایا کہ ہم سے سُریج رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے ابومعشر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا' ان سے اسحٰق بن کعب بن عجرۃ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا' انہوں نے حضرت ابوطلحہ

انصاری رضی اللہ عنہ سے، یہ حدیث صحیح ہے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، الحاکم رحمۃ اللہ علیہ اور ابو نعیم نے ''الحلیۃ'' میں دارمی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی تخریج کی ہے حاکم نے اسے صحیح کہا اور الذھبی نے ان سے موافقت کی، علامہ سخاوی اور اسمٰعیل قاضی نے بھی اسے بیان کیا۔

توضیح:

حدیث مذکورہ میں درود شریف پڑھنے کا جو اجر و ثواب بیان ہوا ہے اس کا ذکر پہلے بھی مختلف انداز میں ہو چکا ہے یہاں جو خاص بات ہے۔ وہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ پُر انوار پر خوشی اور مسرت کے آثار کا اس انداز میں نمایاں ہونا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ کیفیت دیکھ کر امڈ پڑتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج علی الصبح آپ کی اس خوشی کا راز کیا ہے؟ ورنہ یہ تو ایک مسلّمہ امر ہے کہ حبیب کبریا، شافع روز جزا، مالک ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمہ وقت خندہ پیشانی سے ہی لوگوں میں ممتاز وارفع نظر آتے تھے اور اہل ایمان کو بھی اسی بات کی تعلیم دیتے کہ وہ کھلے چہروں سے زندگی بسر کریں اور جب کسی سے ملیں خندہ پیشانی سے ملیں۔ اس طرح باہم ملاقات پر صدقہ کرنے کے اجر کی نوید بھی سنائی۔

آج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روزانہ کے انداز سے ہٹ کر جب امام المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ خوش خوش اور راضی دیکھتے ہیں تو ان کی اپنی خوشی بھی دوچند ہو جاتی ہے ان کے چہرے تمتما اٹھتے ہیں وہ بھانپ لیتے ہیں کہ یقیناً آج امت کے لئے کسی نہ کسی انعام کی نوید جانفزا آئی ہے قرآن حکیم میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سورۂ توبہ کی آخری آیات میں بتایا گیا کہ امت کو مشقت میں، کلفت میں، تکلیف میں، پریشانی میں، حزن والم میں ایذا یا نقصان میں مبتلا کر دینے والے ہر امر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رنجیدہ ہو جاتے، اپنے آپ کو دکھی محسوس کرتے امت کا غم آپ کی نیندیں اڑائے رکھتا اور ہمہ وقت امت کی بھلائی کے حریص رہتے اور اکثر و بیشتر فرماتے کہ یہ مشرک، یہ کافر، یہ فاسق، یہ ظالم، یہ منافق، یہ بدکار، میری بات کو توجہ سے کیوں نہیں سنتے میری دعوت پر لبیک کیوں نہیں کہتے، انہیں کیا ہو گیا ہے میں انہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر جہنم سے جحیم سے، ماءِ حمیم سے باہر نکالنا چاہتا ہوں یہ دوڑ دوڑ کر لپک لپک کر اس گڑھے میں چھلانگیں لگانا چاہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی یہ حوصلہ تھا کہ لوگ آپ کو گالیاں دیتے برا بھلا کہتے، آوازے کستے، پتھر پھینکتے، گڑھے کھودتے، گلے میں کپڑا ڈال کر گھسیٹتے قتل کی سازشیں کرتے۔ شور و غوغا

برپا کرتے، استہزاء کرتے تالیاں پیٹتے، مگر آپ ان کو دعائیں دیتے ان کے لئے رو رو کر دعائیں مانگتے، ہدایت طلب کرتے کتنے ہی ایسے مواقع آئے کہ جب آپ سے ظالموں کے ظلم کی انتہا پر اپیل کی گئی، درخواست کی گئی کہ یا رسول اللہ ﷺ ان کے لئے بددعا کیجئے، تو جواباً فرماتے کہ ''اے اللہ! میری قوم کو ہدایت فرما انہوں نے مجھے جانا نہیں'' جب کہا جاتا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو آپ نے دعا کر دی تو فرماتے میں لعنت بھیجنے والا نہیں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہوں جن کا دشمنوں سے، برا چاہنے والوں سے ہر وقت ایذائیں پہنچانے میں لگے رہنے والوں سے رویہ یہ ہو، برتاؤ یہ ہو، سلوک یہ ہو، تو اپنوں سے خیر خواہوں سے وفا شعاروں سے، پرستاروں سے، اطاعت و اتباع کرنے والوں سے مہربانی کا، خیر خواہی کا، نفع رسانی کا عالم کیا ہوگا یہی وجہ تھی کہ آج جب علی الصبح، پروردگار کی طرف سے پالنہار کی طرف سے مالک کائنات کی طرف سے رحمٰن و رحیم، رؤف و ودود، حنان و منان و دیان و سبحان کی طرف سے امت کے لئے آپ کے طفیل، آپ کے سبب سے، آپ کے صدقے میں ایک انعام ملا ہے، انوکھا اجر و ثواب ملا ہے تو اس سے رُخ زیبا پر، والضحیٰ، والقمر، طٰہٰ و یٰسین کی شان رکھنے والے بلکہ سراج منیر ہونے کی بدولت چاند و سورج کو چمک و بہا عطا کرنے والے پر، بہار کا، صبح عید کا سماں نظر آرہا ہے۔

اے کاش! اس ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ'' کی شان رکھنے والے اور ہر آنے والے لمحے میں پہلے لمحے سے زیادہ بلند مرتبت پانے والے انسان کامل کی ہم اپنے ساتھ محبت کا اندازہ لگا سکتے ان کے احسانات کو گننے کی کوشش کر سکتے، اپنے متعلق بھلائی کے حرص کا اندازہ کر سکتے اور ان کے ساتھ جو محبت کرنی چاہیے کر سکتے۔

آج جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے طفیل آپ کے سبب سے امت کے لئے انعام کی نوید سنائی گئی ہے تو آپ ﷺ کی خوشی اتنی بڑھی ہے کہ اس کے آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بڑے واضح اور نمایاں انداز میں دیکھ رہے ہیں، وہ خوشی، وہ مسرت وہ بہجت وہ سرور چھلک چھلک کر غلاموں کو محبین کو فدائین کو اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے اور وہ انعام کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والا، اطلاع دیتا ہے، آگاہ کرتا ہے خوش خبری سناتا ہے کہ اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ ﷺ کا کوئی امتی آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے اور آپ کے امتی کو اس کے صلے میں دس نیکیاں عطا کرتا ہے اس کے دس گناہ اس کے نامہ اعمال سے محو کر دیئے جاتے ہیں مٹا دیئے جاتے ہیں کھرچ دیئے جاتے ہیں اور اس خوش نصیب کے جنت میں دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں یہی سبب

ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے بکثرت صلوٰۃ وسلام بھیجنے والے کو یہ خوش خبری سنائی ہے کہ ایسے اشخاص کی نشستیں میرے قریب ہوں گی آپ ﷺ مقام محمود پر فائز ہوں گے اور اس کے قرب کی کالونیاں، باغات، چشمے اور نہریں درود سلام بھیجنے والوں کے لئے مخصوص ہوں گی واہ کیا خوبصورت انعام ہے، صلوٰۃ وسلام بھیجتے رہنے کا اور!

کتنے خوش نصیب ہیں وہ افراد اور جماعتیں جو فرائض و واجبات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ درود سلام کی محافل کے انعقاد میں حد درجہ دلچسپی لیتے ہیں وقت دیتے ہیں محافل میں شریک لوگوں کو سہولتیں بہم پہنچاتے ہیں محافل کو معطر و منبر بناتے ہیں اور شرکاء کو اس خوشی میں تبرک کھلاتے ہیں اللھم زد فزدان انعامات کے ساتھ ساتھ اس حدیث مبارکہ میں یہ انعام بھی بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ درود بھیجنے والے پر اس کی مانند لوٹاتا ہے۔ ہم نے کہا: اے اللہ! اپنے حبیب مکرم پر درود بھیج، اللہ تعالیٰ نے اس کے صلے میں ہم پر صلوٰۃ یعنی رحمت بھیج دی ہم نے کہا اے نبی ﷺ! آپ پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا: اے میرے بندے، تجھ پر میرا سلام ہو، رشک کرنا چاہیے درود سلام بھیجتے رہنے والوں پر!

درود شریف

نافرمان اولاد کو فرمانبردار بنانے کا نسخہ

درج ذیل درود پاک کو "درود الکوثر" کا نام دیا گیا ہے اور سیدنا حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایات کیا گیا ہے کہ وہ فرمایا کرتے کہ جس اہل ایمان کی یہ طلب اور آرزو ہو کہ وہ حضور سیّد عالم ﷺ کے حوض سے لبالب پیالہ پئے تو وہ اس درود پاک کی کثرت کو اپنے معمولات میں لائے۔ یہ درود پاک قرب الٰہی کے حصول میں بھی مجرب بتایا گیا ہے اس کے عاملین کا یہ بھی کہنا ہے کہ روزانہ ۵۹ مرتبہ یہ درود پاک پڑھ کر نافرمان اولاد کو پانی دم کر کے پلانے سے اس کی نافرمانی کی عادتِ بد ختم ہو جاتی ہے۔

درود پاک یہ ہے:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلَادِہٖ، وَاَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْھَارِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَمُحِبِّیْہِ وَاُمَّتِہٖ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ اَجْمَعِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ"۔

"اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر آپ کی آل، اصحاب، اولاد، ازواج، ذریت

اہل بیت اور آپ کے سسرال اور انصار پر اور آپ کے فرمانبرداروں، محبت کرنے والوں اور آپ کی امت پر اور ان کے ساتھ ہم سب پر درود بھیج، اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والے''۔

درود پاک کے کلمات میں غور کرنے سے بآسانی سمجھ آجاتا ہے کہ درود وسلام پر تحقیق اور کام کرنے والوں نے اسے درود ''الکوثر'' کیوں کہا ہے؟

قرآن حکیم کی سب سے چھوٹی سورۂ مبارکہ کا نام ''الکوثر'' ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ''بلا شبہ اے نبی پاک ﷺ ہم نے آپ کو کوثر یعنی خیر کثیر سے نوازا ہے، پس آپ اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے یقیناً آپ کا دشمن ابتر (نسل بریدہ) ہے بے نام ونشان ہے''۔

اس توجیہ کی تفصیل یہ ہے کہ رب العالمین نے آپ ﷺ کی اولاد نرینہ (قاسم، ابراہیم، عبد اللہ طاہر، یا طیب سلام اللہ علیہم) کو صغرسنی میں اٹھالیا۔ اور اس کم سنی کی موت میں بے پناہ حکمتیں مخفی ہیں۔ مثلاً، اگر آپ ﷺ کی نرینہ اولاد بلوغت کو پہنچتی اور معاشرتی زندگی میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتی تو اس کی دو صورتیں ہوتیں۔ نمبر ا یہ کہ وہ نبی ہوتے، نمبر ۲ یہ کہ نبی نہ ہوتے۔ اگر وہ نبی ہوتے تو آپ ﷺ خاتم الانبیاء کیسے ہوتے۔ جبکہ آپ ﷺ کا یہ اعلان ہے کہ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور اگر آپ کے صاحبزادگان نبی نہ ہوتے تو مخالفین ومعاندین اسلام کو یہ کہنے کی جرات ہو جاتی کہ آپ ﷺ جامع کمالات وصفات نہیں کیونکہ انبیائے سابقین سلام اللہ علیہم میں سے کتنے ایسے نبی گزرے ہیں کہ ان کی اولادیں نبی تھیں یہ وجہ تھی کہ اس قادر مطلق اور حکیم وعلیم ذات نے آپ ﷺ کو نرینہ اولاد تو عطا فرمائی مگر انہیں بلوغت کی عمر تک پہنچنے سے قبل ہی اٹھالیا اور ان کی اس صغرسنی کی موت بھی امت مسلمہ کے لئے بے شمار بھلائی اور حکمتوں کا سامان لائی اب اگر کسی امتی کی اولاد نرینہ بچپنے میں فوت ہوتی ہے تو اس کے لئے یہ بات باعث طمانیت بن جاتی ہے کہ میرے آقا ومولیٰ کے صاحبزادے بھی تو فوت ہوئے تھے اور اس طرح وہ صبر کر کے آپ کا اسوہ حسنہ اپنا کر اجر وثواب کا حقدار قرار پاتا ہے۔

اس تمہید کو ذہن میں رکھنے کے بعد ہم الکوثر کے شان نزول کو جانتے ہیں مفسرین کرام تحریر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب آپ ﷺ کے ایک صاحبزادے کا انتقال ہوا تو مشرکین ومخالفین نے باہم خوب اس بات کا پروپیگنڈہ کیا کہ اب آپ ابتر ہو گئے آپ کی اولاد نرینہ نہیں ہے بس اب آپ کی نسل آگے

نہیں چلے گی۔ اس کا جواب رحمان ورحیم نے یہ دیا کہ اے محبوب کریم ہم نے تو آپ کو شمار میں نہ لائی جاسکنے والی خوبیوں کی بہتات سے نوازا ہے آپ کے ہاں کس چیز کی کمی ہے عالی نسب، نبوت کتاب، حکمت، حوض کوثر، حسن ظاہر، حسن باطن، کثرت امت، مقام محمود اور اعزاز شفاعت آپ کا نام مبارک اور آپ کی نسل پاک تو "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کی روشنی میں اتنی کثرت کے ساتھ ہوں گے کہ دشمن دنگ رہ جائیں گے یہ خود بے نام ونشان اور خائب وخاسر ہوں گے۔ درج بالا درود پاک میں چونکہ آپ کی آل، اولاد، ازواج، ذریّت، اہل بیت سسرال اور آپ کے اصحاب وانصار ومحبین کے کلمات ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی کثرت ہمیشہ دنیا نے دیکھی اور قیامت تک دیکھے گی۔ انشاء اللہ۔ یہ وجہ ہے اس کو درود "الکوثر" کہنے کی۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا ومولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنا حضور ﷺ کا امتی سے محبت کرنے کا سبب ہے' کیونکہ جب کوئی محبّ محبوب کا ذکر کثرت سے کرتا ہے تو لامحالہ محبوب بھی اپنے محبّ سے محبت کرنے لگتا ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

هادئ انساں ' سرورِ عالم　　صلی اللہ علیہ وسلّم
خُلق ہے قرآں ' خیر مجسم　　صلی اللہ علیہ وسلّم
اسوۂ حسنہ ' نعمتِ عظمیٰ ہر مومن کی دولتِ اولیٰ
سب نبیوں سے اونچا پرچم　　صلی اللہ علیہ وسلّم
ان کی رحمت ہر سو چھائی　　سارا عالم ہے شیدائی
سب کے معظّم' سب کے مکرّم　　صلیّ اللہ علیہ وسلّم
میری نظر کے جلووؤں میں وہ　　میرے دل کی دھڑکن میں وہ
میرے لبوں پہ ورد ہے ہر دم　　صلی اللہ علیہ وسلّم

پروفیسر محمد منظور علی شیخ

اِشْفَعِیْ یَا حَبِیْبِیْ یَوْمَ الجزاء　　انت شافعنا سلام علیك

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَقُوْلَ فِی الْعِلْمِ بِغَیْرِ عِلْمٍ اَوْ اَعْمَلَ فِی الدِّیْنِ بِغَیْرِ یَقِیْنٍ ○ (الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! یقیناً میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں بغیر علم کے، علم کے متعلق کچھ کہوں یا دین میں یقین کے بغیر کوئی کام کروں۔

لمحہ نمبر ۳۴

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ عَنْ اُمَّتِیَ السَّلَامُ" (جلاء الافہام صفحہ 26)

ترجمہ: سیّدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں سیاحت کرنے والے (زمین میں گھومنے پھرنے والے) فرشتے ہیں، وہ میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔

سند حدیث:

اس حدیث مبارکہ کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے روایت کیا، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن السائب رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے حضرت زاذان رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے سیّدنا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، حدیث مبارکہ کو لکھنے کے بعد امام ابن قیم الجوزیہ نے لکھا کہ یہ اسناد صحیح ہیں اور اس حدیث کو امام ابوحاتم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح" میں حضرت ابویعلیٰ سے روایت کیا انہوں نے ابوخیثمہ رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث مبارکہ کو عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور اسمٰعیل القاضی نے بھی بیان کیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو تو انتہائی عمدہ انداز میں آپ پر بھیجو، کیونکہ تمہیں معلوم نہیں ممکن ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کیا جائے، راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ ہمیں سکھائیں تو انہوں نے کہا کہ کہو:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ، وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ، وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ، اِمَامِ الْخَيْرِ، وَقَائِدِ الْخَيْرِ، وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ، اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ،

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ، وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ (عَلٰی) اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ (جلاء الافہام صفحہ ۲۶)

توضیح:

سیّدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہیں جنہوں نے فہم دین کو آنیوالی نسلوں میں بڑے حزم اور احتیاط سے منتقل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے آپ نے ایک تو اس بات پر اہل ایمان کو توجہ دلائی کہ جب بھی تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ ربّ العزت والعلی کے حکم کے مطابق درود بھیجنے لگو تو خوب اہتمام کرو۔ فَاَحْسِنُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیْہِ، اَحْسِنُوا کا کلمہ اختیار کیا، جس کا تقاضا یہ ہے کام کو کامل توجہ سے کیا جائے حدیث جبرائیل علیہ السلام میں ہے کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ "ماالاحسان" احسان کیا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح بجالائے کہ گویا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے احسان کے اس مفہوم کو ذہن میں رکھ کر غور فرمائیں کہ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل ایمان کو کیا ترغیب دلا رہے ہیں اور جب سننے والوں نے ان سے سنا کہ درود جب بھی بھیجو نہایت عمدگی سے بھیجو کیونکہ یہ درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ ہی ہمیں سکھائیں کہ ہم کس طرح عمدہ انداز میں درود پاک بھیجا کریں۔

اس پر آپ نے یہ درود پاک انہیں سکھایا جسے آپ نے مذکورہ بالا سطور میں پڑھ لیا ہے۔

اس درود پاک میں غور کریں کہ کس طرح آپ ادب ومقام واحترام کو ملحوظ رکھ رہے ہیں، امام الخیر، قائد الخیر اور رسول الرحمۃ کے کلمات بیان کررہے ہیں۔ صرف عبدك ورسولك پر اکتفا نہیں بلکہ سیّد المرسلین امام المتقین اور خاتم النبیین کے کلمات کے ساتھ درود پاک کو مزین واحسن بنارہے ہیں اسی سے ان اہل ایمان کی حُب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انداہ لگایئے جنہوں نے القابات کثیرہ کے ساتھ درود وسلام کے کلمات پڑھے اور دوسرے لوگوں کو سکھائے ایسے بے شمار درود پاک آپ کو ملیں گے اور وہ سب کے سب تحسین کے قابل ہیں نہ کہ ان کے لکھنے پڑھنے والوں کے متعلق ناروا باتیں کہی یا لکھی جائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے طور پر یہ کہا کہ درود پاک چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش ہوتا ہے اس لئے خوب حسین انداز میں پڑھنا چاہیے اور اس کا نمونہ بھی عطا کردیا۔

دوسرے یہ کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کا جو ارشاد مبارک ہم تک پہنچایا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک خاص تعداد اس کام پر مامور کر رکھی ہے اور ان فرشتوں کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ''سیاحین'' کا کلمہ استعمال فرمایا ہے یعنی یہ فرشتے ''سیاح'' ہیں، سیاحت سے مراد اللہ تعالیٰ کی پوری کائنات میں گھومنا پھرنا ہے اور یہ گھومنا پھرنا اس عظیم مقصد کے لئے ہے کہ دنیا کے جس کسی کونے میں کوئی شخص انفرادی طور پر یا افراد اجتماعی انداز میں حبیب کبریا، شافع روز جزا، صاحب الصدق، والصفا اور مالک ہر دوسرا ﷺ پر درود سلام بھیجنے میں مصروف ہوں اور وہ اس ہدیے کو، نذرانے کو، امتی کے تحفے کو آقا علیہ السلام تک پہنچا دیں۔ اس پہنچانے کو کتنی دیر لگتی ہوگی اس حقیقت کو دور حاضر کی ابلاغیات کے ذرائع کو مدنظر رکھ کر کوئی غور کرے تو وہ بے ساختہ پکار اُٹھے گا۔ سبحانک یا ربّ العالمین دور حاضر کی چند سائنسی ایجادات نے کائنات کو سمیٹ دیا ہے ایک لمحے سے قبل بات دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچتی ہے اور یہ سب کچھ خارجی وسائل کے ذریعے ہوتا ہے جبکہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے کے مطابق سات سمندروں سے گہرے دل کی وسعتوں کو کون جان سکتا ہے۔ اللہ کریم دل کی ان وسعتوں کو یوں سمجھاتا ہے کہ میں زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا، مگر بندہ مؤمن کے دل میں سما جاتا ہوں اسی لئے کہا جاتا ہے۔ ؎

ڈاہ دے مسجد، ڈاہ دے مندر، ڈاہ دے جو کچھ ڈھندا
پر کسے دا دل نہ ڈھاویں، ربّ دلاں اندر رہندا

ربّ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان سیاحین ملائکہ کو کس قسم کے سیلوں اور وائرلیس سیٹوں سے مزین کیا ہوا ہے اسے وہی جانتا ہے ہمیں تو بس اتنا معلوم ہے کہ جبرائیل علیہ السلام سیکنڈ سے بھی قبل سدرۃ المنتہٰی سے مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ آتے جاتے رہے ہیں۔ بلکہ پلک جھپکنے میں ربّ تعالیٰ کے محبوب علیہ السلام کو مسجد حرام سے سدرۃ المنتہٰی تک اور اس سے آگے رفرف عرش تک لے بھی گیا اور لے بھی آیا۔

یہ باتیں متعدد بار لکھنے کی نوبت اس لئے آ رہی ہے کہ درود سلام کے ضمن میں اہل ایمان خواہ وہ کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتے ہوں باہم جھگڑنا بند کریں۔ جو کوئی مؤمن جن کلمات کے ساتھ بھی درود سلام بھیج رہا ہے وہ ان سیاحین ملائکہ کے ذریعے چشم زدن میں آقا علیہ السلام تک پہنچ رہا ہے۔ جتنا وقت یارو، جھگڑے میں لگاتے ہو اتنی دیر صلوٰۃ وسلام پڑھ لیا کرو۔

حدیث مذکورہ بالا میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اس میں صلوٰۃ کی بجائے سلام کا کلمہ آیا ہے یعنی یہ مخصوص خدمت پر مامور فرشتے میری امت کا سلام مجھ [illegible]ش کرتے ہیں، مجھے پہنچاتے ہیں اور نماز میں

اہل ایمان کو سلام اور صلوٰۃ دونوں کی نہایت عمدہ انداز میں تعلیم عطا کر دی گئی ہے ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ صلوٰۃ وسلام پڑھیں اور آپس میں نہ الجھیں۔

درود شریف

یہ درود پاک اولوالعزم کے نام سے موسوم ہے۔ اور دلائل الخیرات کے شارحین اسے حضرت سید ابوعبداللہ محمد سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس درود پاک کی فضیلت کے ضمن میں علماء ومشائخ کا کہنا ہے کہ اسے تین بار پڑھنے سے پوری دلائل الخیرات پڑھنے کے برابر اجر وثواب نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ ہر درود پاک کے کلمات کی اپنی اپنی تاثیر ہے۔ جب درود پاک ادا ہوتا ہے تو رب کریم کی اطاعت ہوتی ہے۔ اور کم از کم دس نیکیاں تو بہر حال میسر آتی ہیں۔ اس کے علاوہ جب کوئی بندۂ مومن کسی ایک خاص درود پاک کو اپنا وظیفہ بنا لیتا ہے۔ اس پر مداومت کرتا ہے تو وہ اس کی خاص تاثیر سے فیض یاب ہو کر قرب خداوندی کی جانب گامزن ہو جاتا ہے۔

درود اولوالعزم یہ ہے:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰدَمَ وَ نُوْحٍ وَّاِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا بَيْنَهُمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ"۔

"اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور جو انبیاء ومرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم ان کے درمیان ہیں سب پر درود سلام اور برکت بھیج"۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، دیگر انبیاء علیہم السلام پر بھی اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ۔ (الصافات:۱۸۱)

یہاں ارشاد ہوا کہ رسل عظام پر سلام ہو۔ ہم نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کے بعد کہتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ۔ ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر سلام ہو۔ سلام کے علاوہ صلوٰۃ کا کلمہ بھی حضرات انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ سورۃ البقرہ میں آتا ہے: اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ (البقرۃ:۱۵۷) یعنی صابرین

پر ان کے پروردگار کی طرف سے درود ہیں اور رحمت۔

لہٰذا درود بالا میں حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر صلوٰۃ، سلام اور برکت کے کلمات کی بنا پر اس شک میں مبتلا نہ ہوا جائے کہ ایسا کہا جا سکتا ہے یا نہیں۔

قرآن حکیم میں ہمیں یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ ہم انبیاء سابقین کو رب تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی تعلیمات کو برحق جانیں اور انہیں تسلیم کریں سورہ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۳۶ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ"۔

"کہو ہم اللہ پر اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد پر اتارا گیا۔ اور جو کچھ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو عطا کیا گیا اور جو کچھ انبیاء علیہم السلام کو ان کے پروردگار کی طرف سے عطا ہوا سب پر ایمان لائے"۔ اور ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

تمام سابقہ امتوں کے برعکس ہماری پہچان یہ رکھی گئی کہ ہم سب کو مانیں، تمام الہامی تعلیمات پر یقین رکھیں۔ اور ہمیں یہ حقیقت بھی کبھی نہیں بھولنی چاہئے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے عالم ارواح میں ہمارے نبی ﷺ پر ایمان لانے اور ان کے مدد و معاون بننے کا عہد کیا تھا اور یہ تمام انبیاء علیہم السلام تو آپ ﷺ کے امتی بننے کی دعائیں اور آرزوئیں کرتے رہے۔

قرآن حکیم سے یہ بھی ثابت ہے کہ ان کی کتب وصحائف ان کی امتوں کو ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا اتنا جامع اور مکمل تعارف عطا کرتے رہے کہ جس کی بنا پر وہ آپ ﷺ کو ایسے پہچانتے تھے جیسے اپنی اولادوں کو۔

چونکہ اس درود پاک میں امتی اپنے آقا علیہ السلام پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ رسولوں اور انبیاء علیہم السلام پر بھی صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے۔ اس لئے اللہ رب العزت اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ اپنے دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان کی عقیدت و وابستگی کو دیکھ کر بے پناہ اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے بندے کو ہدایت اور اس کے دل کو حیات نصیب ہوتی ہے۔ جب بندہ کثرت سے درود بھیجتا ہے اپنے آقا علیہ السلام کا ذکر کرتا ہے تو اس کے دل پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پوری طرح چھا جاتی ہے پھر کیا ہوتا ہے۔ اللہ اکبر! انسان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ذکر الٰہی و ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وقف ہو کر رہ جاتا ہے۔

☆

سلام اس ذات اقدس پر سلام اس فخرِ دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر
سلام اس پر جو حامی بن کے آیا غم نصیبوں کا
رہا جو بے کسوں کا آسرا، مشفق غریبوں کا
سلام اس پر کہ جس کے نور سے پُر نور ہے دنیا
سلام اس پر کہ جس کے نطق سے مسحور ہے دنیا
سلام اس پر کہ جس نے ظلم سہہ سہہ کر دعائیں دیں
وہ جس نے کھائے پتھر، گالیاں اس پر دعائیں دیں
سلام اس ذات اقدس پر حیات جاودانی کا
سلام آزاد کا، آزاد کی رنگیں بیانی کا

جگن ناتھ آزاد

الصلوٰۃ والسلام اے رحمۃ للعالمین
الصلوٰۃ والسلام اے سرور سلطان دیں

دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ ○

(الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے عفو کے ساتھ تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ طلب کرتا ہوں۔

لمحہ نمبر ۳۵

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً (جلاء الافہام صفحہ 26)

ترجمہ: سیّدنا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقیناً لوگوں میں سے قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو ان میں سے مجھ پر بکثرت درود بھیجنے والا ہے۔

سند حدیث:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے، غریب ہے اور اسے امام ابوحاتم بن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح" میں خالد بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے روایت کیا۔ انہوں نے موسیٰ بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے اس کے بارے میں کہا کہ یہ روایت عبد اللہ بن شداد رحمۃ اللہ علیہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی، مسند البزار اور ترمذی میں عبد اللہ بن شداد سے وہ اپنے باپ سے اور وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

عبد الرزاق المھد ی اپنی تحقیق بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے اس کی تخریج امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الکبیر" میں اور ابن حبان نے ابن مسعود کی حدیث سے کی ہے۔

اور اس کی اسناد میں موسیٰ بن یعقوب الزمعی خراب حافظے والا ہے اور عبد اللہ بن کیسان نے ابن حبان کے علاوہ کی توثیق نہیں کی اور ان کے پاس ابوامامہ کی حدیث کی گواہی موجود ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج کی ہے اور ان کے الفاظ یہ ہیں:

"وَصَلٰوۃُ اُمَّتِیْ تُعْرَضُ عَلَیَّ فِیْ کُلِّ یَوْمِ جُمُعَۃٍ فَمَنْ کَانَ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً

كَانَ اَقْرَبُهُمْ مِنِّىْ مَنْزِلَةً''

ترجمہ: اور میری امت کا درود ہر جمعہ کے دن مجھ پر پیش کیا جاتا ہے تو جو کوئی ان میں سے مجھ پر بکثرت درود بھیجنے والا ہوگا وہ جگہ کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ قریب ہوگا''۔

امام الحافظ رحمۃ اللہ علیہ نے ''الفتح'' میں اسے بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں کوئی حرج نہیں اور اسی طرح امام المنذری رحمۃ اللہ علیہ نے ''الترغیب'' میں اور کہا کہ عمدہ اسناد کے ساتھ اسے البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

توضیح:

ہر اہل ایمان کی یہ دلی تمنا ہوتی ہے کہ اس کی دنیا اور آخرت سنور جائے اور وہ قیامت کی رسوائیوں سے محفوظ رہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ: فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ترجمہ: جو شخص آگ سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا گیا یقیناً وہ کامیاب ہوا اور جنت میں سب سے اعلیٰ وارفع مقام وہ ہوگا جہاں اولاد آدم کے سردار، امام المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہوں گے۔ قرآن حکیم اور اسوۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ نے متعدد بار اپنی رضا اور خوشنودی کے وعدوں سے شادکام فرمایا ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے دلنواز کلمات ان کی شان میں نازل ہوئے بعض ایسے نفوس قدسیہ بھی ان میں تھے۔ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان حق ترجمان سے جنت کی خوشخبری سنائی ان میں سے ''عشرۂ مبشرہ'' بہت مشہور ہیں یعنی دس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنہیں جنت کی بشارت دی گئی۔ مگر ان تمام خوشیوں، مسرتوں اور بشارتوں کے باوجود ان پاکباز فدایان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک تڑپ اور تمنا جو نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ جنت میں دیدار مصطفیٰ اور قرب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تڑپا کرتے تھے سورۂ نساء کی آیت نمبر 69 کا شان نزول بیان کرتے ہوئے علامہ قرطبی اور دیگر مفسرین کرام نے لکھا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی سیّدنا حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب حاضر ہوئے تو ان کا چہرہ اترا ہوا رنگ اڑا ہوا ان کی اس حالت کو دیکھ کر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ثوبان آج تمہاری یہ کیفیت کیوں ہے۔ اس کا سبب کیا ہے دردمند عاشق نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو مجھے کوئی جسمانی تکلیف ہے اور نہ کہیں درد ہے بات یہ ہے کہ رُخِ انور جب آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے تو دل بے تاب ہو جاتا ہے فوراً زیارت کے لئے حاضر ہو جاتا ہوں دل تسلی پا لیتا ہے آج رہ رہ کر مجھے یہ خیال ستا رہا ہے کہ جنت میں آپ تو

نہایت بلند مقام پر فائز ہوں گے اور میں نہ معلوم کس گوشے میں ہوں گا اگر وہاں روئے تاباں کی زیارت مجھے نصیب نہ ہوئی تو میرے لئے تو جنت کی ساری لذتیں بے کیف و بے معنی ہوں گی اور فراق و ہجر کا یہ جانکاہ صدمہ تو یہ دل ناتواں برداشت نہ کر سکے گا حضور سیّد عالم ﷺ اس محبّ کے اس جذبہ صادق کو سن کر خاموش رہے تھوڑی ہی دیر بعد سیّدنا حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ربّ العالمین کی طرف سے یہ مژدہ جانفزا لے کر حاضر ہوئے کہ ہم اطاعت گزار عشاق کو جنت میں جدائی کے صدمے سے دوچار نہیں کریں گے بلکہ انہیں اپنے محبوب کا وصال اور قرب نصیب ہوگا یہ کیفیت صرف حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی ہی نہ تھی جس بھی صحابی رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ کا ہم مطالعہ کریں وہاں یہی منظر دکھائی دیتا ہے۔ سرخیل صحابہ بلکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام اولاد آدم میں سب سے بلند مرتبہ پر فائز سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق علماء نے لکھا ہے کہ ایک دن جب سرور عالمیان ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں تمہاری دنیا کی تین چیزیں یعنی عورت، خوشبو اور نماز بہت پسند ہیں اتنا سننا تھا کہ یار غار کو موقع مل گیا۔ عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ فداک امی وابی مجھے بھی تین باتیں پسند ہیں اور ان میں پہلے نمبر پر یہ کہ میری آنکھیں ہوں اور آپ کا رُخ زیبا بس ہر وقت اس والضحیٰ کی شان والے چہرۂ پُرنور کو تکتا رہوں۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ سیّدنا حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کو وضو کرانے کی خدمت اپنے ذمے لئے ہوئے تھے۔ ایک دن امام المرسلین ﷺ نے ان سے فرمایا، ربیعہ مانگو دریائے رحمت کو جوش زن دیکھ کر ربیعہ بھی مچل پڑے اور دل کی آرزو کو یوں زبان پر لائے کہ یارسول اللہ ﷺ **اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ** ۔ ترجمہ: مجھے جنت میں اپنی رفاقت نصیب کیجئے! سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب نماز کی حالت میں زخمی کر دیئے گئے اور جانبر ہونے کی کوئی امید نہ رہی تو اپنے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کرو کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت دے دیں، انہوں نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی جب بیٹے نے آکر اپنے شہید باپ کو یہ نوید پُرمسرت سنائی تو اس موقع پر جانثار مصطفیٰ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زبان سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کلمات تحریر فرمائے ہیں۔ آپ نے فرمایا: **مَا اَحَبَّ اِلَیَّ شَیْءٌ مِّنْ هٰذَا الْمَضْجَعِ** (بخاری شریف) ترجمہ: مجھے اس ٹھکانے سے بڑھ کر محبوب اور کوئی چیز نہیں صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی نہیں قیامت کے وقوع تک ہر عاشق زار کی سچی تمنا یہ ہے کہ موت آئے تو آقا علیہ السلام کے قدموں میں اور قیامت میں یہی نعمت عظمیٰ ملے کہ جنت میں ایسا مقام ملے کہ دیدار یار سے شادکام ہوتے رہیں اسی لئے کہا جاتا ہے ۔

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلِّ علیٰ کہتے کہتے

اپنی امت کے ہر سچے عاشق اور محبّ کو سرور انس و جاں ﷺ نے اپنے اس ارشاد عالیہ کی بدولت کیسی نعمت عظمیٰ عطا فرمادی ہے جو اہل ایمان بھی خواہ وہ مرد ہے یا عورت' شرقی ہے یا غربی گورا ہے یا کالا۔ طاقتور ہے یا کمزور صاحب زر ہے یا غریب و مفلس' جنت کا آرزومند ہو اور جنت میں بھی میرے قرب کا طلب گار ہو میرا پڑوسی بننا چاہتا ہو میرے سایۂ عاطفت کا متمنی ہو وہ کیا کرے مجھ پر صلوٰۃ وسلام کثرت سے بھیجے۔ واہ! کیا خوب انعام ہے صلوٰۃ وسلام کا' اس حقیقت سے ہر مؤمن آشنا ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کا ذکر بھی زبان' دماغ اور قلب پر سب سے زیادہ ہوتا ہے محبوب حجازی کو تو کائنات کی ہر شئے سے بڑھ کر عزیز و محبوب بنا لینے کا حکم خود اللہ تعالیٰ دے رہا ہے۔

آپ ﷺ کے ارشادات عالیہ میں دو خوش نصیب افراد کو جنت میں آپ کے قرب کی خبر دی گئی ہے۔

نمبر 1- آپ پر بکثرت درود سلام بھیجنے والا اور نمبر
2- سب سے بہتر خلق کا مظاہرہ کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دونوں نعمتوں سے بہرہ یاب فرمائے۔

آمین!

درود شریف

علامہ نبہانی سعادت دارین میں درج ذیل درود پاک کو درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے بزرگ حضرت شیخ ابو حلاوہ الغزنی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے رنج و الم کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے یہ درود پاک پڑھنے کی تلقین کی۔ میں نے اپنی ہمت و استطاعت کے مطابق اس درود پاک کا ورد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے میری مصیبت دور فرمادی اور ان پاکیزہ کلمات کی بدولت میں نے اپنی آرزو سے بڑھ کر اس کا فضل و کرم اپنے شامل حال پایا۔

درود پاک یہ ہے:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْحَبِیْبِ الْمَحْبُوْبِ شَافِی الْعِلَلْ وَمُفَرِّجِ الْکُرُوْبِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ"۔

"اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ پر درود وسلام بھیج جو کہ حبیب و محبوب ہیں بیماریوں

سے شفا بخشنے والے اور تکلیفوں کو دور فرما دینے والے ہیں اور آپ کی آل اور اصحاب پر"۔

اس درود پاک کی تاثیر یقیناً انسان کو ہر رنج و بلا سے شفا عطا کر دینے والی ہے۔ یہ بات تو بارہا بیان کی جا چکی ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے حبیب ہیں، آپ ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ اگر میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا خلیل نہ بنایا ہوتا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا خلیل اور آپ اللہ کے حبیب ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو شاہد بنایا ہے اور اہل لغت کے نزدیک شاہد کا ایک معنیٰ محبوب کا بھی ہے اور آپ ﷺ کی یہ شان محبوبیت ایسی ہے کہ آپ کے دنیا میں جلوہ فروز ہونے سے پہلے ہی آپ سے محبت کرنے والوں کی تعداد شمار میں نہیں لائی جا سکتی۔ اور جب آپ کا ظہور ہوا تو عشاق کی تعداد گننا مشکل، اور محبوبیت کے ایسے مظاہر کہ صرف انسان ہی نہیں اللہ کی ساری مخلوق آپ سے محبت کرتی نظر آتی ہے اونٹ سجدے کر رہے ہیں، بکریاں آپ کے قدموں پر سر رکھ رہی ہیں چڑیاں فریاد کر رہی ہیں۔ بھیڑیے انسانوں سے ہمکلام ہو کر اس محبوب حجازی کا شیدائی بننے کی لوگوں کو ترغیب دے رہے ہیں اور حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کے ہاتھ میں ذبح کرنے کے لئے چھری دیکھ کر اونٹوں نے عملاً امت کو بتایا کہ: ؎

همہ آہوان صحرا سر خود نہادہ بر کف　　　بامید زانکہ روزے بشکار خواہی آمد

اس درود پاک میں آپ کے لئے شافی العلل کے کلمات ہیں اور یہ اسی حقیقت کے غماز ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بھی بیمار ہوتے اس طبیب لاثانی کی بارگاہ بے کس پناہ میں آ جاتے، بیماری خواہ کیسی ہی پیچیدہ ہوتی، شفاء نصیب ہو جاتی۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اَنَا اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ (القرآن) کے مطابق کوڑھ اور برص کے مریضوں کو پھونک مار کر شفا عطا کرتے تھے مگر یہاں کیفیت یہ ہے کہ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا حضرت شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ وہ جب بیمار ہوئے تو آقا علیہ السلام نے خواب میں آ کر ان پر ہاتھ بھی پھیرا اور تبرکات بھی عطا فرمائے اسی شان محبوبیت اور عطائے شفاء کو دیکھ کر علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدۂ بردہ شریف میں فرمایا: ؎

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ　　　لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٖ

کتنے ہی فالج کے مریض درج بالا شعر کے ورد سے شفایاب ہوئے۔ آپ ﷺ کا نام مبارک زبان پر آتے ہی پورے جسم میں ایک لذت اور شفا کے دروازے کھول دیتا ہے۔ یقیناً درج بالا درود پاک ہر رنج والم سے نجات پانے میں اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمیں تو صرف اس محبوب حجازی ﷺ

پر درود وسلام بھیجنا ہے۔ اور کثرت سے بھیجتے رہنا ہے۔ اللہ کریم توفیق عطا فرمائیں۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا ومولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے ہمارا نام اور ہمارا تذکرہ محبوب علیہ السلام کی بارگاہ میں ہوتا ہے اور بندے کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی اور نعمت کیونکر ہوسکتی ہے کہ اس کا ذکر محبوب کی محفل میں ہو جائے۔ (جلاء الافہام)

اَدْرِ کْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (مؤلف)

☆

ان کی شان نبوت پہ لاکھوں سلام
مالک خلد و جنت پہ لاکھوں سلام

آپ (ﷺ) آئے تو مٹنے لگیں نفرتیں
آپ (ﷺ) نے کی عطا دین کی دولتیں

بے نواؤں کو بھی مل گئیں رفعتیں
ان کے رتبے پہ عظمت پہ لاکھوں سلام

میری قسمت بھی جاگے برائے علی
آج کھل جائے محفل میں دل کی کلی

دیکھ لوں میں بھی جا کر سہانی گلی
ان کی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

ان کی شان نبوت پہ لاکھوں سلام
مالک خلدو جنت پہ لاکھوں سلام

پڑھ کے اللہ اکبر مدینے چلو
ان کے خدام بن کر مدینے چلو

ہم چلے تم بھی بابر مدینے چلو
ان پہ اور ان کی سنت پہ لاکھوں سلام

ان کی شانِ نبوت پہ لاکھوں سلام
مالک خلدو جنت پہ لاکھوں سلام

محمد ریاض بابر

الصلوٰۃ والسلام اے ختم المرسلین
الصلوٰۃ والسلام اے صاحب بخت ونگین

دعا

رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ ○ (الحدیث)

ترجمہ: اے میرے پالنہار! اپنے ذکر اور اپنا شکر ادا کرنے پر میری مدد فرما۔

لمحہ نمبر ۳۶

فرمانِ رسول ﷺ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ اِلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ اِلَیْهِ السَّلَامَ" (جلاء الافہام صفحہ 22)

ترجمہ: سیّدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے مجھ پر سلام بھیجنے پر اللہ تعالیٰ میری روح لوٹاتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کو اس کی طرف لوٹاتا ہوں۔ (سلام کا جواب دیتا ہوں)

سند حدیث:

اس حدیث کو امام احمد اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے حیوۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابوصخر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان، انہوں نے کہا کہ انہیں یزید بن عبداللہ بن قسیط رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ابوصخر رحمۃ اللہ علیہ کنیت ہے، ان کا نام حمید بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

اس حدیث مبارکہ کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عوف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا۔ انہوں نے عبداللہ بن یزید المقری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا اور اس حدیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا۔

امام ابن قیم الجوزیۃ لکھتے ہیں کہ ہم نے اپنے شیخ سے یزید بن عبداللہ کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے انہیں بڑھاپے میں پایا اس وجہ سے ان کے سماع میں اختلاف ہے۔

محقق عبدالرزاق المہدی نے اس روایت کی اسناد کو جید قرار دیا اور بتایا کہ اس حدیث کو الہیثمی نے

''المجمع'' میں ایک اور طریق سے بھی ذکر کیا ہے اور کہا کہ اسے امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے 'الاوسط'' میں ذکر کیا ہے اور اس کے راویوں میں عبداللہ بن یزید الاسکندرانی رحمۃ اللہ علیہ ہے اسے میں نہیں جانتا اور مہدی بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں اس میں اختلاف ہے اور اس کے باقی رجال ثقہ ہیں۔

توضیح:

احادیث مبارکہ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ مردہ اپنے دفن کرنے والوں کی جوتیوں کی آہٹ کو سنتا ہے اور اسلام نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ جب قبروں کے پاس سے گزریں تو السلام علیکم یا اہل القبور کہا کریں مزید برآں یہ بھی ہے کہ جب کسی قبر پر کوئی جانور آ کر بیٹھے تو قبر والے کو اس کے متعلق معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ نر ہے یا مادہ۔

شہدائے اسلام کے متعلق سورۂ البقرہ میں ارشاد ہوا کہ

''لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

(پ2 آیت نمبر 107)

ترجمہ: اللہ کی راہ میں قتل کیے جانے والوں کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے۔

اور سورہ آل عمران میں ہے:

''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ'' ۝

(آل عمران 4 پ 169)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے جانے والوں کو ہرگز مردہ تصور نہ کیجئے بلکہ وہ اپنے پالنہار کے ہاں زندہ ہیں، رزق دیئے جاتے ہیں۔

شہداء کی زندگی بعد الموت کے متعلق مشہور مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

فَذَهَبَ كَثِيْرٌ مِّنَ السَّلَفِ اِلٰى اَنَّهَا حَقِيْقَةٌ بِالرُّوْحِ وَالْجَسَدِ وَذَهَبَ الْبَعْضُ اِلٰى اَنَّهَا رُوْحَانِيَّةٌ وَّالْمَشْهُوْرُ تَرْجِيْحُ الْاَوَّلِ۔

ترجمہ: سلف صالحین کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ (شہداء کی زندگی) روحانی اور جسمانی دونوں طرح کی ہے اور بعض کا خیال ہے کہ صرف روحانی زندگی ہوتی ہے اور مشہور یہ ہے کہ پہلے قول کو ترجیح حاصل ہے

اور تفسیر مظہری میں ہے کہ

''اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُعْطِی لِاَرْوَاحِھِمْ قُوَّۃَ الْاَجْسَادِ فَیَذْھَبُوْنَ مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَالْجَنَّۃِ حَیْثُ یَشَآءُ وْنَ وَیَنْصُرُوْنَ اَوْلِیَآءَ ھُمْ وَیُدَمِّرُوْنَ اَعْدَآءَ ھُمْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو جسموں کی قوت عطا فرماتا ہے وہ زمین' آسمان اور جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کی مشیّت ہو تو اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔

یہ تو شہداء کی زندگیوں کے متعلق قرآن حکیم کی گواہی ہے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو کیسی زندگی عطا کی جاتی ہے اس سے باخبر ہونے کے لئے واقعہ معراج نبوی کو بار بار پڑھا جائے اس میں غور و فکر کیا جائے۔ سب حقیقت عیاں ہو جائے گی۔ سورۂ البقرہ میں مذکورہ سیّدنا حضرت عزیر علیہ السلام کے قصے سے خوب خوب عیاں ہوتا ہے کہ روح قبض ہو جانے کے بعد سو سال تک زمین کے اوپر لیٹے رہنے سے نہ تو جسم کو کوئی نقصان ہوتا ہے نہ لباس کو اور نہ ہی نبی کے قرب میں پڑی کھانے پینے کی چیزوں کے ذائقے یا رنگت میں کوئی تبدیلی آتی ہے حقیقت یہی ہے کہ اللہ جل ّ مجدہٗ کا ہر رسول اللہ علیہ السلام بعد از وفات اپنی قبر میں زندہ ہوتا ہے اسے برابر روزی ملتی رہتی ہے۔ اس بدیہی اور روز روشن کی طرح واضح چمکتی دمکتی حقیقت کو جان لینے کے بعد حدیث مذکورہ کے مفہوم کو جاننے کی کوشش کیجئے۔ آپ ﷺ امام المرسلین اور سیّد الاوّلین والآخرین ہیں۔ آپ ﷺ کا وجود مسعود تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت ہے کائنات کی تخلیق ہی آپ کے ظہور کے لئے ہوئی ہے تمام صدیقین' شہداء اور صالحین کو جو نعمتیں اور عظمتیں میسر آئی ہیں آپ ہی کے طفیل اور توسل سے آئی ہیں آپ ﷺ ہی اس مرتبہ و مقام پر فائز ہیں کہ خود ربّ علیٰ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ پر درود بھیج رہے ہیں صبح و شام ستر ستر ہزار فرشتے سلامی بن کر روزانہ آپ کے روضۂ اطہر و منور و معطر و معنبر پر اتر رہے ہیں کائنات کے گوشے گوشے سے اہل ایمان کشاں کشاں پہنچ رہے ہیں فرائض واجبات' سنن اور نوافل نمازوں میں چوبیس گھنٹے صلوٰۃ و سلام پڑھا جا رہا ہے۔ اہل ایمان کی ذکر الٰہی کی نورانی' ایمانی' ایقانی اور وجدانی محافل تمام بلاد اسلامیہ میں برپا رہتی ہیں کائنات کے گلوبل ویلیج ہو جانے کی بنا پر یہ بات مُحَقَّق ہو چکی ہے کہ دن اور رات کا شاید ہی کوئی حصہ ایسا جس میں کہیں نہ کہیں اذانیں نہ گونج رہی ہوں نمازیں ادا نہ ہی ہو رہی ہوں۔

یہ بات محض ہمارے سمجھانے کے لئے ہے کہ جب بھی کوئی مسلم مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح لوٹا دیتے ہیں' یہاں تک کہ میں اپنی امتی کے سلام کے جواب میں سلام لوٹاتا ہوں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ جل مجدہٗ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو شاہد اور شہید بنا کر بھیجا ہے اور شاہد کہتے ہیں مشاہدہ کرنے والے کو' ایک ایک امتی کے ایک ایک عمل کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیوی زندگی میں بھی علم عطا کیا تھا اور بعد از وصال بھی آپ ﷺ ہر ایک کے عمل سے آگاہ کیے جا رہے ہیں۔

خوش نصیب ہے وہ امتی جو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر آپ پر درود سلام بھیجنے کی صورت میں کر رہا ہے اور بے پایاں انعامات سے اپنی جھولی بھر رہا ہے ایک ایک بار کے درود سلام پڑھنے پر حضور علیہ السلام ایک ایک سلام امتی کو لوٹا رہے ہیں۔ درود سلام کی بدولت حضور علیہ السلام کے علم میں ہمارا لایا جانا ہی اتنا بڑا انعام ہے کہ ہم شکر ادا نہیں کر سکتے چہ جائیکہ ہزاروں' لاکھوں مرتبہ درود سلام بھیجنے والے کس طرح آپ ﷺ کی نظروں کے سامنے رہ رہ کر آپ ﷺ کی توجہ اور محبت حاصل کرتے ہیں۔

درود شریف:

درج ذیل درود پاک کو اس انتہائی متبرک و باعظمت موضوع پر کام کرنے والوں نے مشہور کتاب ''کنوز الاسرار'' کے حوالے سے درج کیا ہے۔ بعض عاملین نے عام مشکلات و مصائب میں اس کے معمول کی بدولت آسانیاں پائیں اور اگر کسی کو کوڑھ کا مرض لاحق ہو اور وہ اس درود پاک کے ورد کے کو معمول بنا لے تو انشاء اللہ بہت جلد وہ اس خوفناک مرض سے شفایاب ہوگا۔ درود پاک یہ ہے:

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْفَاتِحِ الطَّیِّبِ الطَّاھِرِ رَحْمَۃِ اللّٰہِ لِلْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا''۔

ترجمہ: ''اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ جو کہ ہر مشکل کے کھولنے والے، طیب، طاہر تمام جہانوں کے لئے اللہ کی رحمت ہیں۔ پر درود بھیج اور آپ کی طیب و طاہر آل پر اور سلام بھیج سلام بھیجنا''۔

درود پاک کے کلمات کیا خوب ہیں۔ اس میں رسول اللہ کے چار اوصاف جمیلہ و پاکیزہ درود بھیجنے والے کی زبان پر آتے ہیں۔ جن میں اولاً۔ الفاتح یعنی کھول دینے والا۔ آپ ﷺ کا نام مبارک زبان پر آتے ہی اللہ جل مجدہٗ کی خصوصی رحمت بندے کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور مصائب و آلام انسان سے دور

بھاگتے ہیں۔ کتنے روز لگ گئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خیبر کا قلعہ فتح کرنے میں۔ جب حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صورت حال بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ کل ہم جھنڈا اپنے ایک ایسے صحابی کو عطا کریں گے کہ جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ یہ قلعہ ہمارے لئے کھول دے گا۔ آپ نے آئندہ روز جھنڈا سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور پھر دنیا نے دیکھا کہ اسم فتح رکھنے والے کے صدقے میں قلعہ کیسے فتح ہوا اور مرحب کے پرخچے اڑ گئے۔ اس موقع پر محدثین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کلمات ہم تک پہنچائے ہیں وہ یہ ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''لَاُعْطِیَنَّ هٰذِهِ الرَّایَةَ غَدًا رَجُلاً یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ ''۔ ''کل یہ جھنڈا میں ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا''۔ (الخصائص، ج۱، ص۶۱)

ہر مشکل آپ کے طفیل ہی اللہ تعالیٰ کھولتا ہے۔ اس لئے آپ فاتح ہیں، غزوہ خندق کا موقع ہے اور ایک صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے کھدائی کے دوران پتھر آ گیا۔ بڑی کوشش کی۔ پتھر نہ ٹوٹا تو وہ اس مشکل کو حل کروانے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے انکار نہیں فرمایا۔ تشریف لے گئے تین ضربیں لگائیں۔ اور ہر ضرب کے عوض صرف پتھر ہی نہیں ٹوٹا بلکہ عرب وعجم میں فتوحات' کامیابیوں اور کامرانیوں کے دروازے کھل گئے یمن کے محلات، روم کے محلات، کسریٰ کے محلات کے دروازوں کی چابیاں اہل ایمان کے ہاتھوں میں آ گئیں یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باذن اللہ فاتح ہیں۔

ثانیاً: طیب، ثالثاً طاہر۔ کون ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کا احاطہ کر سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو عین نور ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل پاک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک نہ صرف یہ کستوری وعنبر کو شرماتا تھا بلکہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی شادی کے موقع پر تبرکاً عطا فرماتے تھے۔ دارمی، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کئی انفرادی نوعیت کی خوبیاں تھیں (مثلاً) جب آپ کسی راستے سے تشریف لے جاتے اور کوئی آپ کے پیچھے جاتا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینۂ مبارک کی یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر کی خوشبو کے ذریعے سمجھ جاتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادھر سے تشریف لے گئے ہیں اس طرح آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ آپ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا۔ (الخصائص الکبریٰ: ج۱، ص۱۶۴) بزار اور ابویعلیٰ رحمہم اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کے کسی راستہ سے گزرتے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو پا کر کہا کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔ (الخصائص الکبریٰ) اور جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی کا تعلق ہے تو اس کا اعلان اللہ جلّ مجدہٗ نے

قرآن حکیم میں کیا ہے۔ کیا عمدہ درود پاک ہے رب العزت ہمیں درود کے ضمن میں اپنے حکم پر بکثرت عمل کرنے کی ہمت اور شوق سے نوازے۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے بندہ سیدھی راہ سے کبھی نہیں بھٹکتا۔ ہمیشہ اسی پر گامزن رہتا ہے۔

☆

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھوں والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

شورِ تکبیر سے تھرتھرائی زمیں
جنبش جیش نصرت پہ لاکھوں سلام

وہ چقاچاق خنجر سے آتی صدا
مصطفیٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام

ان کے آگے وہ حمزہ کی جانبازیاں
شیرِ غرّانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

الغرض ان کے ہر مُو پہ لاکھوں درود
ان کی ہر خو وخصلت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ)

الصلوٰۃ والسلام اے راحۃ العاشقین

الصلوٰۃ والسلام اے شمس العارفین

دعا

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاکَ ٥

(الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! اپنے حلال کے ساتھ اپنے حرام سے مجھے کفایت فرما اور مجھے اپنے فضل کی بدولت اپنے ماسوا سے بے نیاز کر۔

لمحہ نمبر ۳۷

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ بُرَیْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ عُلِّمْنَا السَّلَامُ عَلَیْکَ، فَکَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ؟ قَالَ: قُوْلُوْا! اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتَکَ، وَرَحْمَتَکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَھَا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ (جلاء الافہام صفحہ ۲۳)

ترجمہ: سیّدنا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ پر سلام بھیجنا تو سیکھ لیا ہے۔ آپ پر صلوٰۃ کیسے بھیجی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہواے اللہ تو اپنی صلوات اور اپنی رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کر جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کی۔ یقیناً تو تعریف والا' بزرگی والا ہے۔

سند حدیث:

اس حدیث مبارکہ کو حضرت الحسن بن شاذان رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ الخراسانی سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت الحسن بن مکرم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت اسماعیل بن ابی خالد نے ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا۔ انہوں نے سیّدنا حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ابن قیم الجوزیۃ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے مراد حضرت نفیع بن حارث نابینا مراد نہیں' اگرچہ وہ متروک ہیں۔ ان کی حدیث نہیں لی جاتی۔ اس ضمن میں عمدہ بات یہی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے کہ حدیث کی تخریج اصول سے ہٹ کر شواہد کی روشنی میں کسی نقصان کا سبب نہیں ہوتی۔

بعض محققین نے راوی ابوداؤد الاعمیٰ کی وجہ سے اسے ضعیف کہا ہے۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا

ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اسے ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن منیع رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسانید میں روایت کیا ہے۔ المعمری رحمۃ اللہ علیہ اور اسماعیل قاضی نے بھی روایت کیا اور سب نے اسی ضعیف سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

توضیح:

تمام محدثین اور محققین کے نزدیک یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ فضائل کے باب میں ضعیف حدیث بھی کسی دینی نقصان کا موجب نہیں بنتی اور جیسا کہ سند حدیث سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ محدثین کی ایک کثیر تعداد اپنی اپنی کتب میں یہ حدیث مبارکہ لائے ہیں۔ جہاں تک حدیث مبارکہ کے پہلے حصے کا تعلق ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا آپ سے یہ عرض کرنا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ہمیں نماز میں اپنی ذات پر سلام بھیجنا سکھا دیا ہے۔ صلوٰۃ بھی سکھا دیجئے اور بھی کئی صحیح روایات سے بیان ہوا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ سوال اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اسلام کے بنیادی رکن اور دین کے بنیادی ستون نماز کی تعلیم دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشہد خواہ وہ قعدۂ اولیٰ میں ہو یا بعض نمازوں میں قعدۂ اخیرہ میں، اپنی زبان اقدس سے یہ سکھایا۔ "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ" الخ۔ یہ حقیقت اس شبہ کا ازالہ کر رہی ہے کہ یہ کلمات محض واقعۂ معراج سے یہاں نہیں رکھ دیئے گئے بلکہ ان کلمات طیبات کو اس واقعے سے جوڑنا قطعاً درست نہیں۔ یہ نماز کی تکمیل کا ایک اہم جزء ہیں اور یہ حقیقت بھی ہم سب پر عیاں ہے کہ تشہد اولیٰ ہر نماز میں واجب کے درجے پر ہے یعنی اگر کوئی نمازی تین یا چار رکعتوں والی نماز میں اسے پڑھے بغیر قیام کرے گا تو اسے لازماً سجدۂ سہو کرنا ہوگا ورنہ نماز نہ ہوگی، اعادہ کرنا پڑے گا اور یہ امر بھی کسی سے مخفی نہیں کہ نماز میں کمال توجہ، انہماک اور خشوع و خضوع ضروری ہے ورنہ نماز مرغ کے زمین پر چونچیں مار لینے سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

اب توجہ فرمائیں کہ سرور انبیاء، شافع روز جزا اور حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جل مجدہٗ کے حکم کے مطابق اپنے ایک ایک امتی کو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ وہ نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام اس طرح بھیجے۔ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ" الخ اور وقوع قیامت تک اسی طرح بھیجا جانا ہے۔ نماز کے علاوہ بھی اللہ جل مجدہٗ کے حکم کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ کے ساتھ سلام بھی بکثرت بھیجنے کا ہمہ وقت اہتمام بھی کرنا ہے تو کسی کو یہ حق کیسے مل سکتا ہے کہ وہ اہل ایمان کو ان مذکورہ بالا کلمات کے ساتھ سلام پڑھنے سے

روک دے یا بڑے بڑے اجتماعات میں مومنوں سے کہا جائے کہ تم صرف وہ درود ابراہیمی پڑھا کرو جو نماز میں پڑھتے ہو اور جو لوگ نماز سے باہر صلوٰۃ کے ساتھ سلام بھی پڑھتے ہوں۔ ان کے متعلق غلط اور فاسد قسم کے خیالات کا اظہار محراب و منبر میں کیا جائے اور طرح طرح کے فتاویٰ صادر کئے جائیں۔ ہمیں اس روش کو بدلنا ہوگا۔ اگر تو کسی کے پاس کوئی ایسی جامع دلیل ہو کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ اللہ جلّ مجدہٗ اس کے رسول ذی شان ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین' تابعین عظام یا تبع تابعین نے ایسا کرنے سے روکا ہے تو پھر ضرور روکا جائے ورنہ جب احادیث صحیحہ سے ثابت ہو کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اوپر صلوٰۃ و سلام بھیجنے والوں کا صلوٰۃ و سلام خود سنتے ہیں۔ آپ ﷺ تک پہنچتا ہے' پہنچایا جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں تو یہاں تک بتایا گیا کہ

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" (الاحزاب' آیت نمبر ۶)

ترجمہ: نبی ﷺ اہل ایمان کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب' یا ان کی جانوں کے ان سے زیادہ مالک ہیں' جب اللہ جلّ مجدہٗ جو کہ ہماری شہ رگ سے زیادہ ہمارے قریب ہے' نے اپنے نبی ﷺ کو ہماری جانوں کا مالک یا ہماری جانوں سے زیادہ ہمارے قریب کر دیا ہو۔ آپ ﷺ کو ہمارے لئے رحمت بنایا ہو۔ کائنات کی ہر شے سے بڑھ کر محبوب بنانے کا حکم دیا ہو۔ خود سرورِ کائنات فخر موجودات ﷺ نے کامل ایمان والا اسے قرار دیا ہو جو اپنی جان' اپنے ماں باپ اور دنیا کے تمام لوگوں سے بڑھ کر آپ کو محبوب بنا لینے والا ہو تو بتایئے۔ صلوٰۃ و سلام ان پر کیوں نہ پڑھا جائے یا یہ کہ نماز میں تو پڑھ لو' نماز سے باہر صرف درود ابراہیمی پڑھو' آخر کیوں' کس دلیل کے ساتھ۔ قرآن و سنت کی کون سی دلیل اور رہنمائی ایسا پرچار کرنے کا ہمیں حکم دے رہی ہے۔ اگر کسی نے کبھی محبت کے میدان میں قدم رکھا ہے تو وہ اللہ جلّ مجدہٗ کو حاضر ناظر جان کر اپنے آپ سے سوال کرے کہ وہ سینکڑوں میل کے فاصلے پر رہنے والے اپنے محبوب کو اپنے سے کتنا دور پاتا ہے اور کتنا سوچ سمجھ کر اس کا نام اپنی زبان پر لاتا ہے۔ گزشتہ متعدد احادیث میں یہ حقیقت بیان ہو چکی ہے کہ دل زندہ وہ آئینہ ہے جس میں محبوب کے جلوے ہمہ وقت چمکتے دمکتے محبّ کو نظر آتے رہتے ہیں۔ کربلا والوں سے سوال کرو۔ وہ مشکل میں اپنے محبوب کو اپنے سے کتنا دور پاتے تھے۔ سب حقیقتیں نکھر کر سامنے آ جائیں گی۔ اللہ کریم و رحیم ہمیں اپنے دلوں میں درد مصطفیٰ ﷺ کی کسک کو محسوس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حدیث بالا میں صلوٰۃ کے جو کلمات مذکور ہیں۔ ان میں اِجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَرَحْمَتَكَ کے کلمات آئے ہیں جبکہ دیگر متعدد

احادیث صحیحہ میں وہ کلمات آئے ہیں جنہیں ہم احناف قعدۂ اخیرہ میں پڑھتے ہیں یعنی "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"۔ اگر کوئی نمازی ان کلمات کی بجائے اس حدیث میں مذکورہ کلمات پڑھ لے گا تو بھی اس کی نماز ہو جائے گی۔ کوشش فقط یہ ہونی چاہئے کہ ہم زیادہ سے زیادہ آقائے نامدار، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیج کر ان فوائد و برکات کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو اللہ جل مجدہٗ نے اس نعمت کبریٰ کے ذریعے ہمارے لئے مخصوص فرمائے ہیں۔

درود شریف

درج ذیل درود پاک کو عالم فقری نے "خزینہ" درود شریف میں بیان کیا ہے اور اس کی نسبت عالم اسلام کے ایسے روشن ستاروں کی طرف کی ہے کہ جن کے اسماء مبارکہ کانوں میں رس گھولتے اور ارواح کو لذتِ سرمدی عطا کرتے ہیں۔ وہ اسے درود الفاتح کا نام دیتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ اس درود پاک کو سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ) حضرت ابوالمقارب رحمۃ اللہ علیہ، شیخ المشائخ حضرت محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ یوسف بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید محمد الکبری رحمہم اللہ نے پڑھا اور ان اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں نے اپنے اپنے تجربات کی روشنی میں اس درود پاک کے بے شمار فوائد بھی بیان فرمائے ہیں۔ درود پاک یہ ہے:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْفَاتِحِ لِمَا اُغْلِقَ وَالْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالنَّاصِرِ الْحَقِّ بِالْحَقِّ وَالْھَادِیْ اِلٰی صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِیْمَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ حَقَّ قَدْرِهٖ وَ مِقْدَارِهِ الْعَظِیْمِ"۔

"اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کہ ہر بند کو کھولنے والے، جو کچھ گزر چکا اس پر مہر لگا دینے والے، حق کی حق کے ساتھ مدد کرنے والے، اور تیری سیدھی راہ کے راہنما ہیں۔ ان پر درود، سلام اور برکت نازل فرما۔ اللہ تعالیٰ آپ پر آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر اپنی شان کے مطابق اور عظیم مقدار میں رحمتیں نازل فرمائے"۔

درود پاک کے کلمات میں غور کرنے سے ہی اس کے عظیم الفوائد والبرکات ہونے کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کیسی کیسی عظمتوں کا اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کی آمد سے قبل شیطان اور نفس کی پوجا کی بنا پر انسانیت ذلت و رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر چکی تھی۔ ہزار ہا قسم کے بندھن کی

بدولت اس نے اپنے اوپر رحمت و برکت کے دروازے بند کر لئے تھے۔ شیطانی توہمات اور وسوسوں نے اس کی اعلیٰ اخلاقی اور روحانی اقدار اس سے چھین لی تھیں۔ کتنے ہی بے گناہ لوگ غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے تھے۔ عورت کی پیدائش ذلت کا نشان بن چکی تھی ذات، پاک، رنگ نسل اور زبان و جغرافیہ امتیازات کا سبب بن کر ایک باپ کی اولاد کو اعلیٰ اور نیچ ذاتوں میں تقسیم کر کے نفرتیں، عداوتیں، کدورتیں اور تعصبات کی آگ میں مسلسل دھکیل رہے تھے۔ اور وہ طبقات میں بند ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ نے یہ فرما کر کہ لوگو تم ایک باپ کی اولاد ہو کسی عربی کو عجمی، کسی گورے کو کالے، کسی امیر کو غریب اور کسی طاقتور کو کمزور پر کوئی فضیلت و شرف نہیں اگر کسی کے لئے کوئی چیز باعث فخر ہے تو اس کا عمدہ اخلاق اور پسندیدہ کردار۔

اس طرح آپ ﷺ سے قبل بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے جتنی الہامی تعلیمات کتب و صحائف کی صورت میں آئیں آپ ﷺ نے ان پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔ اور اعلان فرما دیا کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد صرف قیامت ہے کوئی اور نبی ہرگز نہ آئے گا۔ آپ ﷺ نے حق کی حق کے ساتھ مدد فرمائی۔ دین کے غلبے اور سر بلندی کے لئے کوئی ناحق قدم نہ اٹھایا۔ ہمیشہ اور ہر جگہ صداقت و امانت اور عدل کے ساتھ حق کا غلبہ عطا کیا۔ لوگوں کو اپنے اخلاق عالیہ کا گرویدہ بنایا۔ ہر ایک پر رحمت فرمائی آپ کے انتہائی بدترین دشمن بھی جب فتح مکہ کے موقع پر سر جھکائے کھڑے تھے تو آپ نے عفو و درگزر کی بے مثل نظیر قائم کی اور ان کے دل موہ لئے۔ آپ نے کتنے دلکش و حسین انداز میں رب ذوالجلال کی سیدھی راہ صدیوں سے بھٹکے ہوؤں کو عطا کی۔ اس کا اندازہ خطبۂ حجۃ الوداع سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

درود پاک کے آخری کلمات میں التجا کتنی خوبصورت ہے کہ امتی اپنے آقا کے ان سچے شیدائیوں اور قرب پانے والوں کے ساتھ اپنی سچی عقیدت و محبت کا اظہار یوں کرتا ہے کہ اے اللہ! یہ نفوس قدسیہ تیرے محبوب کریم ﷺ کی آل ہیں۔ اصحاب ہیں، ان پر تو اپنی شان کے لائق، اور تیری شان کی عظمتیں اور مقدار کو بھی تو ہی بخوبی جانتا ہے۔ رحمتیں نازل فرما۔ یقیناً اس اندازِ التجا سے رب تعالیٰ درود بھیجنے والے کو جو اجر و ثواب عطا فرمائے گا اس کا اندازہ لگانا کسی کے بس میں نہیں:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا بِجَاهِ حَبِيْبِكَ الْكَرِيْمِ"۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا جو اس نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے تصدق ہمیں عطا کی ہیں بہت ہی قلیل انداز میں حق اور شکر ادا ہو جائے ان نعمتوں کو نہ شمار کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کما حقہ ان کا شکر ادا ہو سکتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ بندے کے قلیل شکر اور حق کی مجموعی ادائیگی پر بھی راضی ہو جاتا ہے۔ (جلاء الافہام)

☆

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ   کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ   صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

وہی لامکاں کے ہوئے مکیں   بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
او ادنیٰ کے مسند نشیں   کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
سجدہ کناں ان کی جبیں   حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
یعنی کہ سلطان الحسیٖن   صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

نہیں حد ہے ان کے عروج کی   بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
پھیلا ہے نور و نور ہی   کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
گفتار و کردار نبی   حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
ہے حق تعالیٰ کا ورد بھی   صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

حکیم سلطان احمد فاروقی

یاالٰہی از پے زلفِ حبیب   تیرے ان بندوں کو طیبہ ہو نصیب

دعا

اَللّٰھُمَّ اشْفِنِیْ شِفَآءً کَامِلاً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا ۝ (الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے شفائے کاملہ عطا فرما۔ ایسی شفا کہ جس کی بدولت کوئی بیماری نہ رہے۔

لمحہ نمبر ۳۸

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَهُ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَلَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا يُحِبُّ الْاَنْصَارَ ۔ (جلاء الافہام، صفحہ ۲۳)

ترجمہ: سیدنا حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

کہ یقیناً اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جس شخص کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں اور اس شخص کا وضو نہیں جو اس پر اللہ کے نام کا ذکر نہ کرے اور اس کی نماز نہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ نہ بھیجے اور اس کی صلاۃ نہیں جو انصار (رضوان اللہ علیہم) سے محبت نہ کرتا ہو۔

سند حدیث:

اس حدیث مبارکہ کو الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المعجم'' میں عبدالرحمن بن معاویہ العتمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے عبیداللہ بن محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن ابی فدیک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے ابی بن عباس بن سہل رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

اس حدیث مبارکہ کی ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، الدیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الفردوس'' میں تخریج کی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے امام البوصیری نے ''الزوائد'' میں کہا کہ عبدالمھیمن کے ضعف پر اتفاق کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے اور امام السندی نے کہا کہ اس میں صرف عبدالمھیمن ہی منفرد نہیں بلکہ عبدالمھیمن کے بھائی کے بیٹے نے بھی اس کی اتباع کی ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تخریج حضرت رباح بن عبدالرحمن بن حویطب رحمۃ اللہ علیہ سے کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے

باپ سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا ہے' امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگر عبدالمھیمن نے اس حدیث کو اپنے بھائی سے چرایا بھی ہو تو بھی اس سے حدیث کو نہ تو کوئی ضرر پہنچتا ہے اور نہ ہی وہ حدیث حسن کے درجے سے گرتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث المھیمن سے ہٹ کر بھی معروف ہے' پس یہ ایک قوی سبب ہے۔

توضیح:

اس حدیث مبارکہ میں واضح کیا گیا ہے کہ صلوٰۃ کے بغیر یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی یا سرے سے نماز ہوتی ہی نہیں' یہی سبب ہے کہ نماز میں قعدۂ اولیٰ کو واجب اور قعدۂ اخیرہ کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ اس حقیقت کبریٰ کے بیان کے لئے یہاں جو باتیں سرور عالم' شفیع معظم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں وہ یہ کہ وضوء کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ وضوء درحقیقت طہارت جسمانی کا بہت بڑا سبب ہے۔ نماز میں چونکہ اہل ایمان اپنے پروردگار کے حضور حاضر ہوتے ہیں بلکہ رب تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف پاتے ہیں' اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں طہارت و پاکیزگی کی طرف خصوصی توجہ دلائی اور فرمایا کہ اَلطَّھُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ (بخاری) ترجمہ: طہارت آدھا ایمان ہے۔ خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر صاف اور طاہر و مُطَہّر رہتے کہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر و مقدس پر مکھی نہ بیٹھی تھی اور جس جس راہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوتا وہ خوشبو سے مہک اٹھتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ ہم راہ کی خوشبو سونگھ سونگھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کر لیتے تھے اور اس بنا پر نمازی کو تاکید کی گئی کہ وہ کچا پیاز' لہسن اور مولی کھا کر نماز کے لئے نہ آئے تاکہ اس کے منہ کی بو فرشتوں اور دیگر نمازیوں کے لئے ناگواری کا سبب نہ بنے۔ وضوء اسلام میں جسمانی طہارت کے ساتھ ساتھ روحانی ستھرائی کا بھی موجب ہے۔ اس کی بدولت دھوئے جانیوالے اعضاء کے گناہ بھی دھل جاتے ہیں بلکہ اس کا ایک اور بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس میں دھوئے جانے والے اعضاء قیامت کے دن اس قدر روشن اور چمکدار ہوں گے کہ تمام اولاد آدم میں سے مصطفوی امتی کی پہچان بن جائیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جس طرح وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی اسی طرح وضو کرتے ہوئے اگر اللہ جل مجدہٗ کا نام نہ لیا جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ ہر ہر اعضاء کو دھوتے وقت اسلام نے دعائیں عطا کی ہیں اور سنت یہ ہے کہ وضوء کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز درود شریف کے بغیر نہیں ہوتی۔ قرآن حکیم کا جب ہم بنظر غائر

مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں صاف پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ کو بھی بڑی اہمیت دی ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰـہَ وَالرَّسُوْلَ، اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ، لَا تَخُوْنُوا اللّٰـہَ وَالرَّسُوْلَ یعنی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اللہ اور رسول ﷺ کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ۔ اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو۔ یہ کلمات صرف سورۃ الانفال کے تیسرے رکوع کے ہیں۔ اسی سے باقی پورے قرآن حکیم میں اس تعلیم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۵۹ میں تو فرمایا گیا کہ وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰـھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ۔ ترجمہ: کیا اچھا ہوتا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دیے ہوئے پر راضی ہوتے اور یہ کہتے کہ حَسْبُنَـا اللّٰـہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہ، ترجمہ: ہمیں اللہ کافی ہے، ہمیں اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے عطا فرمائیں گے۔ اس سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۶۲ میں ارشاد ہوا۔ وَاللّٰـہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ اِنْ کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ O ترجمہ: اگر یہ مومن ہونے کے دعویدار ہیں تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا یہ حق ہے کہ یہ انہیں راضی کریں۔ سورۃ الانشراح میں جب یہ آیت مبارکہ آئی کہ "وَرَفَعْنَـا لَکَ ذِکْـرَکَ" ترجمہ: اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے تو مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ میرے لئے میرے ذکر کی رفعت سے کیا مراد ہے تو اس پر سیّدنا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خود وضاحت فرمائی کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ ۔ (بخاری شریف، از حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) ترجمہ: جب میرا ذکر کیا جائے گا تو آپ کا ذکر بھی میرے ذکر کے ساتھ ہوگا۔ اس حقیقت کو شاعر بارگاہ رسالت مآب سیّدنا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یوں بیان کیا۔

وَضَمَّ الْاِلٰـہُ اسْمَ النَّبِیِّ بِاِسْمِہٖ
اِذَا قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنِ اَشْھَدُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا دیا۔ جب مؤذن پانچوں اذانوں میں اشھد کہتا ہے اس بات کو اردو زبان کے شاعر نے یوں ادا کیا۔

اذاں کیا جہاں بھی دیکھو ایمان والو ۔۔۔ پس ذکر حق ذکر ہے مصطفیٰ ﷺ کا

ان حقائق کی روشنی میں یہ کیونکر ممکن ہے کہ نماز میں ذکر الٰہی ہو اور ذکر مصطفیٰ ﷺ نہ ہو۔ درود پاک کو یہ عظمت ملی کہ یہ نماز کا، دین کے ستون کا، کافر و مسلم میں فرق کرنے والی عبادت کا حصہ قرار پایا۔

اس حدیث مبارکہ کے آخری حصہ میں محبوب مدنی کے اولین جاں نثاروں یعنی انصار کی محبت کو

لازم قرار دیا گیا۔ اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ انصار مدینہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو کس قدر محبت اور ان سے دلی لگاؤ تھا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی محبت کے بغیر درود پاک کو نامکمل قرار دیا اور فرمایا کہ وہ شخص جو مومن ہونے کا دعویدار ہو۔ مجھ پر درود بھیجنے کا عادی ہو وہ یہ یاد رکھے کہ اس کا یہ درود یا بالفاظ دیگر مجھ سے اس کی محبت کا دعویٰ تبھی سچا اور خلوص پر مبنی ہوگا جب وہ میرے ان جاں نثاروں کو کہ جنہوں نے میری خاطر اپنی جانوں، مالوں اور وطن کی محبت کو قربان کر دیا اور مہاجرین مکہ کی آبادکاری میں ایسے جذبے کا مظاہرہ کیا کہ جس پر تاریخ ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔

یہاں ایک اور عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر درود بھیجنے کا جو طریقہ اور کلمات اہل ایمان کو سکھائے گئے ہیں۔ ان میں صرف آل کا لفظ آیا ہے، اصحاب کا کہیں نہیں۔ یہ اصحابہ کے کلمات آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے نہیں فرمائے۔ال کے کلمے کی وسعت بعض علماء نے یہ بیان کی کہ ہر شخص خواہ وہ مرد ہے یا عورت کلمہ طیبہ پڑھتا ہے۔ وہ بھی اسی ال میں داخل ہے اس سے پیغمبر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات اور اولاد پاک کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ وہ سب تو بطریق اولیٰ اس میں داخل ہیں۔

بہرکیف درود پاک وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ اس کے بغیر نماز نماز نہیں۔ ذکر خدا، ذکر خدا نہیں۔ درود پاک کی لگن اور عشق ہی مومن کو کامل مومن بناتا ہے۔

درود شریف

درج ذیل درود شریف کے متعلق امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اس درود پاک کو پڑھنے والے کے لئے شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے (عالم فقری) اگر اس روایت کو درست تسلیم کیا جائے تو پھر ثابت ہو جاتا ہے کہ خود حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس درود پاک کی تعلیم دی ہوگی۔ اہل محبت نماز عشاء کے بعد کم از کم ستر مرتبہ اس درود پاک کے پڑھنے کو معمول بنا لینے کی تلقین کرتے ہیں۔ درود پاک یہ ہے:

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضَاۤءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاۤءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِیْلَةَ وَالْمَقَامَ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ" ۔

"اے اللہ! حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر اور آل محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر ایسا درود بھیج جو تیری رضا کے حصول کا

موجب اور ان کے حق کی ادائیگی کا سبب بنے۔ اور آپ ﷺ کو وسیلہ اور وہ مقام عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے"۔

اس درود پاک میں امتی اپنے پروردگار کے حضور تین درخواستیں پیش کرتا ہے۔

۱) یہ درود تجھے راضی کر دے۔

۲) مجھ سے ان کا حق ادا کرنے کا سبب بنے۔

۳) اے اللہ تو اپنے وعدے کے مطابق انہیں وسیلہ اور مقام محمود عطا فرما

وسیلہ اور مقام محمود کے متعلق اس سے قبل بھی بیان کیا جا چکا ہے باقی دو امور کی اہمیت کے متعلق کچھ جاننا ضروری ہے یہ بات تو ہر وہ مسلمان جانتا ہے جس نے قرآن مجید کی سورۃ والضحیٰ کا ترجمہ پڑھا یا توجہ سے سنا ہے اس میں

"وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ"

ترجمہ: اور عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو اتنا عطا فرمائیگا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

یہ کلمات کتنی صراحت کے ساتھ یہ حقیقت عیاں کر رہے ہیں کہ امام المرسلین، سید الاولین والاخرین ﷺ اللہ جلّ مجدہٗ کے وہ عبد کامل ہیں کہ جنہوں نے اپنی اطاعت گزاری سے رب تعالیٰ کے ہاں وہ مقام اور مرتبہ پالیا ہے کہ اب رب کریم ورحیم یہ اعلان فرما رہا ہے کہ ہم اپنے بندے پر اپنی نوازشات اور رحمتوں کے ایسے دروازے کھولیں گے۔ کہ جنہیں پا پا کر وہ راضی اور خوش ہو جائیں گے۔ وہ جو آرزو کریں گے وہ پوری ہوگی اس پر آپ ﷺ کی آرزو احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ میں اسوقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک کہ اپنے ایک ایک گنہگار امتی کو بخشوا نہ لوں گا

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے ریاض الجنۃ کے ایک دروازے پر آپ ﷺ کا یہ فرمان مکتوب ہے کہ

"شَفَاعَتِيْ لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِيْ"

ترجمہ: میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکب افراد کے لئے ہوگی۔

میں نے یہ حدیث مبارکہ ۲۰۰۶ء میں حج کے سلسلے میں مدینہ منورہ میں قیام کے دوران پڑھی۔ الحمد للہ

اللہ اکبر آپ سے قبل تشریف لانے والوں نے اپنی محنت کے نتیجے میں اپنی اپنی امتوں کے صالح

افراد کے متعلق یہ کہا کہ اے اللہ! یہ ہمارے ہیں باقی تو جان اور تیرا کام۔ مگر قربان جائیں بنی نوع انسان کے محسنِ اعظم ﷺ پر کہ فرماتے ہیں: یا اللہ جو نیک ہیں وہ تو تیرے ہیں ہی۔ میری شفاعت ان گنہگاروں کے حق میں قبول فرما۔ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جب حج کو امت کے تمام گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنانے کی دعا فرمائی تو عرفات کے میدان میں آپ کو نوید سنائی کہ حج کی بدولت حاجی کے تمام صغیرہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ تو آپ مطمئن نہ ہوئے۔ واپسی پر مزدلفہ کے مقام پر پوری رات اسی بے چینی و اضطراب میں دعائیں مانگیں کہ حاجی کے گناہ کبیرہ بھی حج کی بدولت معاف ہو جائیں۔ دھل جائیں تا آنکہ آپ کو بشارت دی گئی کہ اے میرے پیارے بندے میں نے اس ضمن میں بھی آپ کو راضی کیا۔ اب اعلان فرما دیجئے کہ حج گناہوں کو ایسے دھو ڈالتا ہے جیسے پانی میل کو۔ درود بالا میں امتی یہ دعا مانگ کر اپنے آپ کو ان خوش نصیب افراد میں شامل کر لیتا ہے جو شفاعت کبریٰ میں شامل ہوں گے۔ جہاں تک امتی ہونے کا حق ادا کرنا ہے۔ تو کون ہے جو اس حق کے پورے طور پر ادائیگی کے قابل ہو۔ درود پاک کی کثرت بھی کرنی چاہیے اور یہ خوش عقیدگی بھی پانے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ:

یارب تو کریمی و نبی تو کریم   صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنا درحقیقت ربّ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کا ذکر کرنا ہے اور یہ ذکر افضل اعمال قرار پایا ہے۔ درود پاک پڑھ کر ہم درحقیقت ربّ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر اپنے کامل ایمان کا اظہار کرتے ہیں۔ (جلاء الافہام)

☆

السلام اے ذکر تو روح رواں   السلام اے یاد تو جانانِ جاں

السلام اے مایۂ راز حیات   السلام اے وجہ خلق کائنات

السلام اے رحمۃ للعالمین   السلام اے ہادئ دنیا و دیں

السلام اے پیکر خلق عظیم　　السلام اے آیت رب کریم
السلام اے مونس بیچارگاں　　السلام اے دستگیر بے کساں
یارسول اللہ بر تو صبح و شام　　بے شمار از من درودواست و سلام

ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی

یاالٰہی از پے زلف حبیب　　ہم کو بھی مکہ مدینہ ہو نصیب

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الْاَعْظَمِ الْاَجَلِّ الْاَعِزِّ الْاَكْرَمِ الَّذِیْ اِذَا دُعِیْتَ بِهٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِهٖ اَعْطَیْتَ ○ (الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے سب سے بڑے، سب سے بزرگ اور عزت و کرم والے نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں۔ ایسا اسم اعظم کہ جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو تو قبول فرمائے اور جب تجھ سے سوال ہو تو تو عطا فرمائے۔

لمحہ نمبر ۳۹

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ سَیَّارَةً مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ اِذَا مَرُّوْا بِحِلَقِ الذِّکْرِ، قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ! اُقْعُدُوْا، فَاِذَا دَعَا الْقَوْمُ اٰمَنُوْا عَلٰی دُعَائِهِمْ، فَاِذَا صَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلُّوْا مَعَهُمْ حَتّٰی یَفْرِغُوْا، ثُمَّ یَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: طُوْبٰی لِهٰٓؤُلَآءِ یَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ" (جلاء الافہام، صفحہ ۲۱)

ترجمہ: سیّدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین پر چلنے پھرنے والے ہیں۔ جب ان کا گزر ذکرِ الٰہی کے حلقوں پر ہوتا ہے تو بعض بعض سے کہتے ہیں بیٹھ جاؤ، جب لوگ دعا مانگیں تو ان کی دعا پر آمین کہو، جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں تو تم بھی ان کے فارغ ہونے تک ان کے ساتھ درود بھیجتے رہو۔ پھر بعض بعض سے کہتے ہیں کہ انہیں خوشخبری ہو کہ یہ بخشے ہوئے واپس لوٹ رہے ہیں۔

سندِ حدیث:

اسے مسلم بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالسلام بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے ابوعثمان النہدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اسے ابوسعید القاص رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "فوائد" میں روایت کیا ہے۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "القول البدیع" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ اسے القاسم التیمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الرغیب" میں روایت کیا ہے اور حدیث کی اصل امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے اور ان کے پاس سیّدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی شہادت ہے جس کی تخریج البزار رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ المجمع میں اسی طرح مذکور ہے۔ الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے

کہا کہ اسے البزار رحمۃ اللہ علیہ نے زائدہ بن ابی الرقاد کے طریق پر روایت کی۔ انہوں نے زیاد النمیری سے روایت کی۔

اور ان کے پاس ایک اور گواہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ہے جس کی تخریج امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، الدارمی رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ، الحاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔

توضیح:

رب کریم ورحیم کی رحمتوں کی وسعتوں کا کنارا پانا کسی کے بس میں نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں کو کئی طرح سے نوازنا چاہتا ہے اس کے کرم کے دریا کی موجیں ہر وقت تلاطم میں رہتی ہیں۔ جب بھی کسی بندے کی زبان پر اس کا نام آتا ہے وہ فوراً لبیک فرماتا ہے یعنی اے میرے بندے میں حاضر ہوں۔ اس نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر حکم دیا کہ لوگو! اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ یہ تمہاری فلاح کا موجب ہے۔ کہیں فرمایا تم میرا ذکر کرو۔ میں تمہارا ذکر کروں گا۔ میرا شکر بجالاؤ اور ناشکری نہ کرو۔ کہیں فرمایا کہ جب نماز ادا کر چکو تو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرو۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اگر وہ تنہا میرا ذکر کرے تو میں بھی تنہا اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرے تو میں بھی مجمع میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور میرا مجمع اس کے مجمع سے بہتر ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ یعنی حقیقی معنوں میں زندہ وہ شخص ہے جو اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اس کے ذکر سے غافل اور مُردوں میں کوئی فرق نہیں۔ صرف ذکر الٰہی ایک ایسی چیز ہے جس سے دلوں کو طمانیت اور سکون میسر آتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین نے بیان کیا کہ کچھ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری سونپ رکھی ہے کہ وہ ایسی مجالس کی تلاش میں رہا کریں جہاں اہل ایمان اجتماعی انداز میں ذکر الٰہی کر رہے ہوں اور ان ملائکہ میں سے جب کسی کو ایسی مجلس نظر آتی ہے تو وہ اپنے دیگر ساتھیوں کو اطلاع دیتا ہے اور اس قدر فرشتے وہاں جمع ہو جاتے ہیں کہ وہ ذکر الٰہی کے تمام شرکاء کو اپنے رحمت کے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ جب وہ مجلس اختتام پذیر ہوتی ہے تو فرشتے پروردگار عالم کے حضور حاضر ہوتے ہیں تو وہ علیم وخبیر وبصیر ولطیف ان سے پوچھتا ہے کہ اے فرشتو! تم کہاں تھے، کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ یا اللہ! تیرے بندوں کے پاس تھے۔ وہ سوال کرتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے، وہ جواب دیتے ہیں، مولا کریم! تیرے ذکر میں رطب اللساں تھے۔ فرماتا ہے کیا

انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ کہتے ہیں یا اللہ بن دیکھے وہ تیری محبت میں سرشار اور تیرے ذکر میں مصروف ہیں۔ رب تعالیٰ فرشتوں سے گواہی لے کر انہیں گواہ بناتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے ان سب کو معاف کر دیا، بخش دیا بلکہ ان کے پاس سے گزرتے ہوئے رکنے والوں کو بھی ان کے صدقے میں اپنی رحمت سے مالا مال کیا۔ یہ وہ باتیں جو ذکر الٰہی کے سلسلے میں اکثر علماء کرام نے بیان کی ہیں۔

یہاں جس حدیث مبارکہ کے حوالے سے بات ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ یہ سیارگان ملائکہ یعنی گھوم پھر کر حلقۂ ذکر کے متلاشی جب کوئی ذکر کا حلقہ پاتے ہیں تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ بیٹھ جاؤ۔ جب یہ لوگ دعائیں مانگیں تو تم ان کی دعاؤں پر آمین کہو اور جب حضور سید عالم ﷺ پر درود بھیجیں تو تم بھی ان کے ساتھ درود بھیجو اور جب تک یہ ذکر الٰہی اور درود و سلام سے فارغ نہ ہو جائیں تم یہاں موجود رہو۔ حضور سید عالم ﷺ نے سورۂ فاتحہ کے متعلق فرمایا کہ جب امام نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھتے ہوئے ولا الضآلین پر پہنچے تو تم آمین کہو جس کسی کی آمین فرشتوں کی آمین سے مطابقت کر جائے گی، شرف قبولیت سے نواز دی جائے گی لیکن درود پاک کی عظمت اور فضیلت کیسی لاجواب ہے کہ جو اہل ایمان اجتماعی انداز میں آقائے نامدار۔ سرور کائنات ﷺ پر درود و سلام بھیجنے میں مصروف رہتے ہیں۔ انہیں فرشتے نہ صرف اپنی رحمت کے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں بلکہ اللہ جل مجدہٗ کی طرف سے ان کی ڈیوٹی لگ جاتی ہے کہ وہ ان درود و سلام پڑھنے والوں کی دعاؤں پر آمین کہیں۔ فرشتے بھی چونکہ قرآنی آیۂ مبارکہ کے مطابق درود و سلام بھیجتے ہیں۔ انہوں نے اس مجلس درود و سلام میں اہل ایمان کا درود و سلام سنا اور خود بھی پڑھا۔ اب وہ ان صلوٰۃ و سلام بھیجنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت دعا کی التجا بھی کر رہے ہیں اس لئے ایسے افراد کی خوش نصیبی ہوتی ہے کہ ان کی دعائیں بر آتی ہیں۔ اللہ جل مجدہٗ جو کہ علیم و خبیر ہے، فرشتوں کی التجا پر انہیں خوب نوازتا ہے۔ یہاں پر بتایا گیا کہ وہ فرشتے صلوٰۃ و سلام پڑھنے والوں کے ساتھ شامل ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھتے رہتے ہیں اور جب صلوٰۃ و سلام کی محفل اختتام پذیر ہوتی ہے تو وہ فرشتے آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ ان خوش نصیب اہل ایمان کو خوشخبری ہو کہ اب یہ ایسے حال میں اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہیں کہ انہیں بخش دیا گیا ہے، ان کے لئے رب العالمین کی طرف سے بخشش کے پروانے جاری کر دیئے گئے ہیں، ہمارے معاشرے میں درود و سلام کی مجالس کے بارے میں دو رائے پیدا کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ مجالس قائم کی جائیں اور ان کی اہمیت کے پیش نظر سنی کہلانے والے مسلمان اپنی ہر محفل کا اختتام صلوٰۃ و سلام پڑھ کر پھر دعا مانگ کر

کرتے ہیں اور مساجد میں نماز جمعہ کے بعد کھڑے ہو کر حلقہ بنا کر خوب جھوم جھوم کر مصطفیٰ ﷺ جان رحمت پر لاکھوں سلام یا "یَا نَبِی سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا حَبِیْب سَلَامٌ عَلَیْكَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْكَ" کی دلنواز صداؤں سے فضاؤں کو معنبر و معطر بناتے ہیں۔ بعد میں دعائیں مانگی جاتی ہیں جبکہ ایک جماعت کہ جس کے اہل علم حضرات یہ دعویٰ بھی رکھتے ہیں کہ صحیح معنوں میں وہ اہل علم ہیں اور ان کے مدارس کی تعداد بھی ملک میں باقی تمام مسالک کے مدرسوں سے زیادہ ہے وہ نہ صرف یہ کہ ایسی مجالس کو بدعت قرار دیتے ہیں بلکہ ہر ممکنہ کوشش کے ذریعے ان محافل کو روکنے کے درپے رہتے ہیں۔ بعض اوقات تو ایسے تنازعات مسجدوں کے فرش کو انسانی خون سے رنگین بنا دیتے ہیں، تمام ان اہل علم حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ جلاء الافہام کی مذکورہ حدیث مبارکہ میں غور وفکر کریں اور صلوٰۃ وسلام جیسی نعمت عظمیٰ سے اپنے دامن بھی بھریں اور جو اس انتہائی سعادتوں اور رحمتوں سے معمور عمل کو فروغ دینے میں کوشاں ہیں، ان سے دوری کی بجائے ان کے معاون اور ہمنوا بنیں۔

درود شریف

درج ذیل درود پاک کے متعلق روایت چلی آرہی ہے کہ ان کلمات کے ساتھ مشہور محدث امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سیّد عالم ﷺ پر درود بھیجا۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی جب آپ کو زیارت ہوئی تو سلام پیش کرنے کے بعد عرض پرداز ہوئے کہ آپ پر درود بھیجنے کے لئے مجھے چند کلمات القا ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کی فرمائش پر جب انہوں نے یہ کلمات سنائے تو آپ انہیں سن کر اتنے مسرور ہوئے کہ آپ کے سامنے والے دندان مبارک نظر آئے اور ان سے نور پھوٹتا دکھائی دیا۔

جن کلمات کو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا ہو۔ یقیناً ان کے ساتھ درود بھیجنا بہت زیادہ اجر و ثواب کا موجب ہے۔ درود کے وہ کلمات یہ ہیں۔

"اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ حَمِدَكَ وَلَكَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یَحْمَدْكَ كَمَا تُحِبُّ اَنْ تُحْمَدَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ"۔

"اے اللہ! ہر طرح کی حمد اتنی تعداد میں کہ جتنی تیری مخلوق نے حمد کی اور حمد نہ کرنے والوں کی

تعداد کے برابر بھی تیرے لئے حمد ہے ایسی حمد کہ جسے تو پسند فرمائے، اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر ان پر درود بھیجنے والوں کی تعداد کے برابر اور ان پر درود نہ بھیجنے والوں کی تعداد کے برابر درود بھیج اور حضرت محمد ﷺ پر ایسا درود بھیج جو ان پر بھیجا جانا تجھے پسند ہو"۔

اس درود پاک کی جو نمایاں خوبی اسے دیگر درودوں سے نمایاں کرتی ہے وہ یہ ہے کہ درود بھیجنے والا حمد بھی بیان کر رہا ہے۔ حمد باری تعالیٰ اور درود کی یکجائی سے اس کے اجر وثواب کا دو چند ہونا ظاہر ہے۔ دعا کے آداب میں علماء نے یہ بات بڑی صراحت سے بیان کی ہے کہ پہلے حمد باری تعالیٰ بیان کی جائے۔ پھر درود بھیجا جائے۔ اس کے بعد دعا مانگی جائے۔ اس درود پاک نے اہل ایمان کو حمد وثنا اور درود دونوں عطا کر دیے۔ رب غفور و ودود کی حمد وثنا کتنی مقدار میں ہو رہی ہے اس کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔ قرآن حکیم میں ہے کہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کوئی شئے ایسی نہیں جو حمد باری تعالیٰ نہ بجا لا رہی ہو جس پر شئے کا اطلاق ہوتا ہے وہ حمد باری تعالیٰ میں مگن ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ متعدد حکمتوں کے تحت ہمیں وہ حمد سنائی نہیں دیتی۔ اس لئے حکم ہے کہ مٹی کے ڈھیلے کو استعمال میں لانے سے قبل اسے متحرک کر دو۔ ٹھوکر لگا دو تا کہ وہ ذکر الٰہی سے غافل ہو جائے۔ گویا درود بھیجنے والا اپنی زبان سے پروردگار عالمین کی لاتعداد و لامحدود حمد بجا لاتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی درخواست کرتا ہے کہ اے مولیٰ کریم یہ حمد بھی ایسی ہو جو تجھے محبوب ہو آپ کی پسندیدہ ہو۔ حمد بجا لانے کے بعد جب عبد مسلم اللہ جلّ مجدہ، سے اس کے حبیب مکرم ﷺ پر درود بھیجنے کی درخواست کرتا ہے تو پروردگار عالمین کو اپنے اس بندے پر کتنا پیار آتا ہوگا۔ اس سے آگہی ناممکن ہے۔ اس کے بعد بندہ مومن کی درخواست کے جو کلمات وہ لامحدود ہیں۔ اللہ رب العزت چونکہ علیم وخبیر ہے، بندوں کے سینوں میں کھٹکنے والے خیالات سے بھی آگاہ ہے۔ اس لئے یہاں اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃً کی بجائے وہ یہ کہتا ہے کہ تیری مخلوق کا یعنی ملائکہ، جن وانس وحوش وطیور، خشکی وتری پر اور زمین کے اوپر زمین کے اندر جتنی بھی ہے۔ شمار صرف تیرے پاس ہے۔ جن وانس میں سے ماننے والے کتنے اور نہ ماننے والے کتنے۔ پھر ماننے والوں میں سے صلوٰۃ وسلام کا اہتمام کرنے والے کتنے اور غفلت شعار کتنے۔ وہ سب تو جانتا ہے۔ اس لئے ہم تجھی سے التماس کرتے ہیں کہ اپنے علم میں موجود تعداد کے برابر ہماری طرف سے ہمارے لئے رحمت بن کر آنے والے۔ ہماری تکلیف پر بے چین ہو جانے والے، ہماری جانوں سے زیادہ قریب، ہمارے لئے راتوں کو بیدار رہ کر دعائیں کرنے والے، معراج کی بلندیوں پر پہنچ کر ہمیں یاد رکھنے والے، دنیا میں قدم رکھتے وقت

اور تیرے عرش سے بڑھ کر تجھے عزیز دھرتی کے حصے پر اترتے وقت ہماری بخشش مانگنے والے پر درود بھیج۔ اور درود بھی وہ بھیج جو تجھے پسند ہے۔ جو تو اپنے ملائکہ کے ساتھ ان پر بھیجتا رہتا ہے۔ اے اللہ اس درود پاک کے صدقے ہمیں خواب میں اس رخ زیبا کی جھلک عطا فرما۔ آمین

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنا بندے کا اپنے ربّ سے دعا مانگنا ہے اور یہ دعا ان دعاؤں سے بالکل مختلف ہے جو بندہ رات دن اپنی مشکلات مصائب و آلام سے نجات۔ رزق کی کشادگی۔ صحت و عافیت کی طلب وغیرہ کے لئے مانگتا ہے لیکن درود شریف ایک ایسی ہے جو اللہ جلّ مجدہٗ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی محبت کو ظاہر کرتی ہے گویا درود پاک پڑھتے وقت ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو باقی تمام امور پر ترجیح دیتے ہیں اس لئے اس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہت خوش ہوتے ہیں اور ہمارے لئے رحمتوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ (جلاء الافہام)

☆

اے دین کے رہبر تم پر سلام ہر دم
میرے شفیع محشر تم پر سلام ہر دم
اس بیکس و حزیں پر جو کچھ گزر رہی ہے
ظاہر ہے سب وہ تم پر تم پر سلام ہر دم
بندہ تمہارے در کا آفت میں مبتلا ہے
رحم اے حبیب داور تم پر سلام ہر دم
بے وارثوں کے وارث' بے والیوں کے والی
تسکین جانِ مضطر تم پر سلام ہر دم
لِللہ اب ہماری فریاد کو پہنچئے
بے حد ہے حال ابتر تم پر سلام ہر دم

بہر خدا بچاؤ ان خارہائے غم سے

اک دل ہے لاکھ نشتر تم پر سلام ہر دم

(جنتی زیور)

السلام اے شفیع عاصیاں السلام اے چارۂ بے چارگاں

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ذَلِیْلٌ فَاَعِزَّنِیْ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ فَقِیْرٌ فَاَغْنِنِیْ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○ (الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! یقیناً میں کمزور ہوں۔ مجھے قوت عطا فرما۔ بلاشبہ میں ذلیل ہوں مجھے عزت عطا فرما۔ اے اللہ! یقیناً میں فقیر ہوں مجھے غنی کر۔ اپنی رحمت کی بدولت۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔

لمحہ نمبر۴۰

فرمانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْاَوْفٰى اِذَا صَلّٰى عَلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ (جلاء الافہام، صفحہ ۱۵)

ترجمہ: سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جسے یہ بات مسرور کرے کہ پورے پورے پیمانے سے ماپے، جب ہم پر درود بھیجے اور اہل بیت پر تو کہے:

اے اللہ، تو اپنی رحمتیں اور برکتیں نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں کی مائیں آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد اور اہل بیت پر جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر رحمت بھیجی۔ یقیناً تیری ذات تعریف اور بزرگی کے لائق ہے۔

سند حدیث:

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں حضرت ابوالازھر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت عمرو بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے حبان بن یسار الکلابی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن بن طلحہ رحمۃ اللہ علیہ الخزاعی سے۔ انہوں نے محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے محمد بن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے۔ حبان بن یسار کی توثیق ابن حبان نے کی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عمر کے آخری حصے میں اس کی عقل درست نہ رہی تھی اور ابوحاتم الرازی کا کہنا ہے کہ نہ تو وہ قوی ہے اور نہ ہی متروک، ابن عدی نے کہا کہ اس کی حدیث میں کلام ہے، اس کی عقل میں خرابی کی بنا پر۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک علت ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث میں اختلاف کیا ہے۔ پس انہوں نے حبان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوالمطرف الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عطا الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے نعیم المجمر رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے سیّدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی ہی روایت بیان کی۔ اس کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے موسیٰ بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

اس حدیث کو علامہ السخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''القول البدیع'' میں ذکر کر کے اسے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مسند علی اور ابن عبدالبر کی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے اور دوسرے کی آخری عمر میں عقل جواب دے گئی اور حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اور البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الشعب'' میں اس کی تخریج کی ہے اور اس کی اسناد میں حبان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سچا ہے۔ آخری عمر میں اس کی عقل درست نہ رہی تھی۔

توضیح:

اس حدیث مبارکہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امتی کو درود پاک کا پورا پورا اجر و ثواب حاصل کرنے کے لئے درود پاک کے کلمات کی تعلیم عطا فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات اطہر و مطہر کے ساتھ ازواجِ مطہرات اپنی ذرّیت اور اہل بیت کو بھی شامل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے کہ قرآن و سنت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت اطہار کے ساتھ محبت کرنے، انہیں دل و جان سے عزیز جاننے کا حکم دیا گیا ہے۔ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵ میں ہے کہ "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ"۔ الخ۔ ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل ایمان کی جانوں کے ان سے زیادہ مالک ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج ان کی مائیں ہیں۔ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم مبارک میں داخل ہونیوالی ہر خاتون کو اُم المؤمنین یعنی جمیع اہل ایمان کی مائیں قرار دیا گیا ہے اور اسی سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد ہوتا ہے۔

"اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا"۔

ترجمہ: بلاشبہ اللہ جلّ مجدہٗ ارادہ فرماتا ہے کہ اے نبی علیہ السلام کے گھر والو تم سے ہر طرح کی پلیدی کو دور کر دے اور تمہیں پاک کرے۔ پاک کرنا

قرآن حکیم میں یہ بھی ہے کہ

"قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی" (الشوریٰ، آیت ۲۳)

ترجمہ: اے نبی ﷺ آپ فرما دیں کہ میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا سوائے عزیزوں کی محبت کے۔

ان آیات مبارکہ میں حضور سید علام ﷺ کی عظمت بیان ہوئی اور واضح کر دیا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات ہماری مائیں ہیں اور اللہ جلّ مجدہٗ نے انہیں ہر طرح کی نجاست و پلیدی سے پاک فرما دیا ہے۔ اہل بیت سے متعلق جب آیۂ تطہیر نازل ہوئی تو حدیث کساء یعنی چادر والی حدیث مبارکہ کے مطابق جسے ملت کے تمام علماء مستند اور قابل اعتبار جانتے ہیں۔ آپ ﷺ اپنی صاحبزادی، اپنے جگر گوشہ خاتون جنت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لائے اور سیدہ فاطمہ، سیّدنا علی، سیّدنا حضرت امام حسن اور سیّدنا حضرت امام حسین سلام اللہ علیہم کو اپنے ہمراہ ایک چادر میں لے کر دعا فرمائی کہ اے اللہ! ھٰٓؤُلَآءِ اَھْلُ بَیْتِیْ۔ یہ سب میرے اہل بیت ہیں انہیں پاک فرما دے پاک فرمانا۔

البدایہ والنہایہ کے حصہ پنجم صفحہ نمبر ۲۵۱ میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس عظیم اعزاز سے نوازا کہ ان کے بارے میں فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَّوْلَاہُ یعنی اے مومنو! اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں مجھے تمہارا مولا قرار دیا ہے۔ لہٰذا یاد رکھو کہ جس کا میں مولا ہوں یہ علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے مولا ہیں اور آپ نے یہ دعا بھی فرمائی کہ اے اللہ جو علی سے محبت رکھے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے عداوت رکھے تو اس سے عداوت رکھ۔ اسی عظمتوں سے معمور خطبے میں یہ بھی فرمایا کہ "میں تم میں دو چیزیں ایک کتاب اللہ اور ایک میرے اہل بیت چھوڑے جا رہا ہوں۔ انہیں مضبوطی سے تھامے رہو گے تو گمراہ نہیں ہو گے"۔

یہی وجہ ہے کہ درود و سلام میں آپ ﷺ پر درود بھیجنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی آل پر درود و سلام بھیجا جاتا ہے، حدیث مذکورہ کے ایک راوی پر کلام کی وجہ سے علماء اسلام نے شیخین یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر پوری اترنے والی سیّدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث مبارکہ میں مذکورہ کلمات کہ جن کی تعلیم خود سرور کائنات باعث تکوین عالم ﷺ نے عطا فرمائی وہ نماز میں ادا کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ۔ الخ۔

بعض روایات میں یہ کلمات تھوڑی بہت تبدیلی یا کمی بیشی کے ساتھ بھی آئے ہیں۔ اس درود

ابراہیمی میں صرف آل کا کلمہ ہے جس کا مفہوم جمہور علماء کے نزدیک آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات، آپ ﷺ کی عترت اور سب کلمہ گو شامل ہیں اور ان کا استدلال قرآن حکیم میں مذکور سیّدنا حضرت نوح علیہ السلام کے قصے سے ہے کہ جب سیّدنا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے حقیقی نافرمان بیٹے کو طوفان کی لہروں کی نذر ہوتے دیکھا تو شفقت پدری سے مغلوب ہو کر بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ اے اللہ! تیرا وعدہ برحق ہے کہ تو میری آل کو محفوظ رکھے گا تو جواب ملا کہ

اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (ھود آیت نمبر ۴۶)

ترجمہ: یقیناً وہ آپ کی آل میں سے نہیں کیونکہ اس کے اعمال اچھے نہیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ پر چونکہ بصیرت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ سے آپ کا وہ تعلق ہے جو کسی نبی مرسل اور فرشتہ مقرب کو بھی نہیں۔ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ آپ کی امت کے علماء آل کے مسئلے پر اختلاف کا شکار ہوں گے اس لئے آپ ﷺ نے اپنے بعض ارشادات میں حرف آل پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ازواجِ مطہرات اور آل عترت کے کلمات بھی بیان فرمائے۔

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے درود پاک کے شافی و کافی اجر و ثواب کے حصول کے لئے ہمیں تعلیم دی کہ ہم آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتے وقت آپ ﷺ کی آل پر۔ آپ کی ازواجِ مطہرات پر آپ ﷺ کی ذرّیت پر بھی درود و سلام بھیجیں جس درود و سلام میں آپ ﷺ کے ان مقربین و محترمین کو بھلایا جائے گا۔ اس کا پورا اجر حاصل نہ ہوگا۔ اجر و ثواب سے متعلق چیدہ چیدہ احادیث مبارکہ پہلے ہی پیش کی جا چکی ہیں۔ ہم اگر اور کچھ زیادہ نہیں پڑھ سکتے تو کم از کم نماز میں عطا کردہ سلام اور نماز میں ہی عطا کردہ درود پاک تو آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔ ان کا ورد تو نماز حفظ کرنے کے ساتھ ہی شروع کرا دینا چاہئے۔

فضائل درود و سلام کے ضمن میں احادیثِ مبارکہ

کتاب کا تتمہ درج ذیل حدیث پر کیا جاتا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابراہیم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسلمہ کی روایت کے ساتھ خبر دی۔ انہوں نے سیّدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم نماز میں آپ پر درود کیسے بھیجیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم کہو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔ پھر تم سلام بھیجتے رہو۔

اللہ جلّ مجدہٗ کا حکم چونکہ صلوٰۃ کے ساتھ سلام بھیجنے کا بھی ہے اس لئے دونوں کا اہتمام ہمیں دنیا و آخرت میں سرخرو کرے گا۔

درود شریف:

زیر نظر درود پاک کے ضمن میں امام طبرانی اور امام ابونعیم اپنی کتاب ''حلیہ'' میں سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو بندۂ مؤمن اس درود پاک کو پڑھے گا۔تو ستّر فرشتے ہزار دن تک اس کے لئے اجر وثواب لکھتے رہیں گے۔حدیث مبارکہ کا اتنا حوالہ ملا ہے۔اس کی صحت وضعف کے متعلق ناقدین کی آراء نظر سے نہیں گزریں۔چونکہ تمام ثقہ محدثین فضائل کے باب میں ضعیف روایات کو بھی اہمیت دیتے ہیں۔یہ بات تو مسلّم ہے کہ ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیاں لازماً ہیں۔ایک بار درود شریف بھیجنے والا۔دس رحمتیں تو ہر حال میں اپنے نامۂ اعمال میں جمع کر لیتا ہے۔درود شریف چونکہ مختصر ہے اس لئے اس کی کثرت معمول بنائی جاسکتی ہے۔

درود پاک یہ ہے:

''جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ''۔

''اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا صلہ عطا فرمائے جس کے آپ حقدار ہیں''۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنی نوع انسان پر کیا کیا احسانات عظیمہ اور کرم ہائے جلیلہ ہیں، ان کا احاطہ وشمار کسی کے بس میں نہیں۔آپ کی ذات اقدس اللہ جلّ مجدہٗ کی ساری مخلوق خواہ وہ آسمانوں میں ہے یا زمینوں میں خشکی پر ہے یا تری میں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت بنا کر بھیجی گئی ہے۔''وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ''۔ کی گواہی سے اس کی تائید ہو رہی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ اپنی امت کی بھلائی چاہنے میں صرف ہوا۔آپ کا لایا ہوا دین سراپا خیر خواہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانیت کے نکھار کے لئے ایسے زریں اصول اور تعلیمات عطا فرمائیں کہ جن سے اخلاق، معاشرت، معیشت، سیاست اور تمدن وثقافت میں ایک انقلاب برپا ہوا۔شعور وبصیرت اور فہم و ذکا متحرک ہوئے اور صدیوں سے بداخلاقی، کفر وشرک اور تمرد وسرکشی میں مبتلا لوگ قیامت تک آنے والوں کے لئے ایک عمدہ نمونہ بن گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اولاد آدم کو تعلیم دی کہ اگر بہتر بننا ہے تو اخلاق سنوارو، ایک دوسرے کے معاون بننا ہے تو نیکی و ہمدردی کے کاموں میں بنو، حقیقی امن کی اگر تلاش ہے تو

جو اپنے لئے پسند ہو وہی دوسرے کے لئے کرو۔ جان، مال اور آبرو کے تحفظ کو یقینی بناؤ۔ اللہ کا محبوب بننے کے لئے دنیا پر ملکیت نہ جتلاؤ، لوگوں کا محبوب بننے کے لئے جس کے پاس جو کچھ ہے اس سے بے رغبت رہو۔ معاشی ترقی اور استحکام کے لئے میانہ روی کو شعار بناؤ، فرائض کی بجا آوری اور حقوق کی ادائیگی کے ذریعے ملکی استحکام کی ضمانت حاصل کرو، امن، بھائی چارے اور مؤدت کے رشتوں کو پائیدار بنانے کے لئے کیا اس سے بہتر تعلیم کسی کے پاس ہے؟ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! یاد رکھو، مومن بنے بغیر جنت میں داخلہ ناممکن اور باہمی محبت کے فروغ کے بغیر ایمان کا دعویٰ باطل۔ اور اس محبت کے حصول کا گُر یہ عطا کیا کہ آپس میں سلام کو عام کرو۔ توحید کے حقیقی نظریہ کی بدولت انسانیت کو جو شرف، احترام اور وقار عطا کیا، اس کا کوئی بدل ہی نہیں۔ غرض آپ کے احسانات کو گنتی میں محدود کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ اس لئے درود بالا کے یہ کلمات کہ اللہ کریم ہماری طرف سے جزا دے اور جزا بھی وہ کہ جس کے آپ اہل ہیں۔ اس میں اہلیت اور حقیقت کو اللہ جل شانہ کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اور اللہ رب العزت کو تو بخوبی معلوم ہے کہ اس عبد کامل نے عبودیت کا حق کس طرح ادا کر دیا ہے۔ بندوں کو رب سے ملانے کے لئے آپ ﷺ نے کیا کیا صعوبتیں برداشت نہیں کیں۔ وہ کونسا جور اور جفا ہے جو کفار و مشرکین و منافقین نے آپ کے لئے روا نہ رکھی، مگر قربان جائیں اس حبیب کبریا، امام الانبیاء اور شافعِ روز جزا ﷺ پر کہ دشمنوں نے آپ کی جوتیاں لہو سے بھر دیں۔ آپ کے دندان مبارک شہید کر ڈالے، قتل کی افواہیں پھیلائیں اور ایک آپ ہیں ﷺ کہ ان کے حق میں ہدایت کی دعائیں مانگ رہے ہیں اور اللہ کے دین کو پہنچانے کا حق اس طرح ادا کیا کہ رب تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ وَمَا عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلَاغُ وَقَدْ بَلَّغْتَ۔ آپ کا کام پہنچانا تھا اور ہم اعلان کئے دیتے ہیں کہ آپ نے پہنچا دیا۔ ان حقائق کی روشنی میں ہمیں بس یہی کہنا پڑتا ہے کہ پروردگار تو اپنے اس بندے کو ہماری طرف سے وہ جزا عطا کر جس کے وہ اہل ہیں۔

آیئے مل کر جھوم جھوم کر انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھیں کیونکہ

درود پاک پڑھنا ربّ تعالیٰ کو ایک انوکھے اور نرالے انداز سے اپنی طرف متوجہ کرنا ہے اور وہ یوں کہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جب کوئی شخص کسی محبّ کے سامنے اس کے محبوب کا ذکر بھلائی سے کرتا ہے محبت سے کرتا ہے۔ عقیدت سے کرتا ہے ادب و احترام سے کرتا ہے تو محبّ لازماً اس سے بھی

پیار کرتا ہے اور اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اللہ کی بارگاہ میں اپنی قدر بڑھانے کا درود پاک سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں۔ (مؤلف)

☆

کملی والے کے مدینے کی بہاروں کو سلام
سبز گنبد کے نظر پرور نظاروں کو سلام
جانب روضہ جھکے ہیں سلامی کے لئے
ہم غریبوں کی طرف سے ان ستاروں کو سلام

اشک برسائے جہاں امت کی خاطر آپ نے
یارسول اللہ! ان خوش بخت غاروں کو سلام

ہر گل باغ مدینہ پر ہے جنت بھی نثار
گل تو گل ہیں، گلشنِ بطحا کے خاروں کو سلام
بکریاں آقا چراتے تھے حلیمہ رضی اللہ عنہا کی جہاں
ان چراگاہوں کو اور ان راہ گزاروں کو سلام

ہوں کروڑوں تیرے صائم کی طرف سے یاشہا
تیری آلِ پاک کو اور تیرے یاروں کو سلام

(صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

السلام اے طیبہ کے ماہِ تمام السلام اے شاہ خیر الانام

☆

یَا رَسُوْلَ اللّٰہ سَلَامٌ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْبَ اللّٰہ سَلَامٌ عَلَیْکَ

لج پالوں کے لج پال نبی
میری کٹیا میں بھی آؤ! کبھی
توری راہ تکوں میں کروں گنتی
میرے سوئے بھاگ جگا جانا
یَا رَسُوْلَ اللّٰہ سَلَامٌ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْبَ اللّٰہ سَلَامٌ عَلَیْکَ

آخری وقت ہو تیرے بیمار کا
ایک قطرہ ملے جام دیدار کا
آخری میرے دل کی ہے حسرت یہی
اب یہ حسرت مٹانا تیرا کام ہے
یَا رَسُوْلَ اللّٰہ سَلَامٌ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْبَ اللّٰہ سَلَامٌ عَلَیْکَ

پوری سرکار سب کی تمنا کرو
ہر بھکاری کی داتا جی جھولی بھرو
دورطیبہ سے روتے تڑپتے ہیں جو
ان کو در پہ بلانا تیرا کام ہے
یَا رَسُوْلَ اللّٰہ سَلَامٌ عَلَیْکَ
یَا حَبِیْبَ اللّٰہ سَلَامٌ عَلَیْکَ

یاالٰہی از پے زلفِ حبیب
ہم کو بھی طیبہ میں مرنا ہو نصیب

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الصَّلٰوۃَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ وَّ عَمَلٍ ۔ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ وَّعَمَلٍ ○ (الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کا سوال کرتا ہوں۔ اور تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور ایسے قول وعمل مانگتا ہوں جو اس سے قریب کردے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں آگ سے اور ہر اس قول وعمل سے جو اس سے قریب کرے۔

نوٹ

حضور سیّد عالم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا حکم اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دیا اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ جلّ مجدہٗ اور اس کے ملائکہ بھی ''النبی'' پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں

ملت اسلامیہ کی کثیر تعداد نماز پنجگانہ میں مصروف ''درود ابراہیمی'' پڑھتے ہیں بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جو اس سے مختلف درود پڑھتی ہیں۔

نماز کے علاوہ انفرادی طور پر مجالس میں، محافل میں بھی جو درود پاک پڑھے جاتے ہیں ان کے کلمات میں بھی تفاوت عیاں ہوتا ہے۔

جنوبی ایشیا میں جو نمایاں درود پاک پڑھے جاتے ہیں وہ یہ ہیں:

1- بعض جماعتیں صرف حنفی فقہ کے مطابق قعدۂ اخیرہ میں پڑھے جانے والے درود ابراہیمی کو نماز سے خارج اوقات میں پڑھتے ہیں اور لوگوں کو بھی تلقین کرتے ہیں کہ صرف یہی درود ابراہیمی ہی پڑھا کریں۔

2- بعض جماعتیں نماز کے قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیرہ دونوں میں پڑھے جانے والے سلام اور صلوٰۃ کو نماز سے باہر بھی پڑھتی ہیں اور لوگوں کو بھی پڑھنے کی طرف رغبت دلاتی ہیں یہ اپنی محافل میں مسجد نبوی میں صبح وشام اور ہر نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ ﷺ کے مواجہ شریف پر جو صلوٰۃ وسلام بھیجا جا رہا ہے۔ یعنی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اسے پڑھتیں اور دیگر ..ں ایمان کو بھی یہی صلوٰۃ پڑھنے کی رغبت دلاتی ہیں۔

3- بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جو نماز میں محافل ومجالس میں صرف درج ذیل صلوٰۃ پڑھتیں اور

دوسروں کو پڑھنے کی تلقین کرتی ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

4- بعض مساجد و محافل میں یہ درود وسلام ان کلمات کے ساتھ بھی بھیجا جاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

بعض اہل بیت کا کلمہ بھی ادا کرتے ہیں۔

آئندہ صفحات میں اس امر کی وضاحت کی جائے گی کہ آلِ پاک، اہل بیت، ذرّیت اور ازواجِ مطہرات (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے کیا مراد لیا جاتا ہے۔

آلِ پاک سلام اللہ علیہم

کلمہ آل کے متعلق بعض علماء نے کہا کہ اس کی اصل اہل ہے پھر ہ کو ہمزہ سے بدل دیا گیا اور آل ہو گیا اور آل آسانی کے ساتھ ادا ہونے لگا۔

1- اس میں بعض اوقات جس کی آل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ خود بھی اس میں شامل ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اُدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ'' (غافر 46) ترجمہ: آل فرعون کو شدید عذاب میں مبتلا کر دو' یہاں آل سے مراد خود فرعون اور اس کے متبعین ہیں۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۔ (العمران 33)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران علیہم السلام کو دنیا والوں پر ممتاز کیا۔

اس آیۂ مبارکہ میں آل ابراہیم اور آل عمران علیہم السلام میں حضرت ابراہیم اور حضرت عمران علیہما السلام بھی داخل و شامل ہیں۔

اسی بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں بھی موجود ہے کہ ارشاد ہوتا ہے:

''اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ'' ٥ (القمر: 34)

ترجمہ: مگر ہم نے صبح کو آل لوط کی نجات دی یہاں کلمۂ آل میں خود حضرت لوط علیہ السلام بھی شامل ہیں۔

اسی بات کی مزید تصریح حضور سید عالم ﷺ کے اس ارشاد مبارک سے بھی ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰۤى اٰلِ اَبِىْ اَوْفٰى'' (البخاری و مسلم و ابوداؤد و النسائی) (جلاء الافہام)

ترجمہ: اے اللہ آل ابی اوفیٰ پر رحمت نازل فرما، اس کلمہ آل سے خود حضرت ابی اوفیٰ اور ان کے گھر والے مراد ہیں۔

2- کلمہ ''آل'' کے متعلق علماء کی ایک جماعت کی دوسری تصریح یہ ہے کہ آل سے مراد مذکور شخص کے اہل وعیال ہوتے ہیں۔ جیسے کہ درود پاک میں ہم پڑھتے ہیں:

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ''

(بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی جلا الافہام ص 11)

درج بالا درود پاک میں سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد ﷺ الگ الگ یعنی حرف عطف (واؤ) کے ساتھ ذکر ہوا تو اس سے مراد حضور سیّد عالم ﷺ اور آپ کے گھر والے یعنی قریبی عزیز مراد نہیں۔ اس کے بعد آل ابراہیم کہا گیا تو یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے قریبی عزیز سب آل سے مراد لئے جائیں گے۔

بعض علماء نے یہ بھی کہا کہ آل سے مراد سے مراد صرف پیروکار اور قریبی عزیز ہوں گے اور یہ جو بعض درود پاک ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا الگ اور آل کا الگ ذکر نہیں ہوا تو اس سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں اور اس درود پاک کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرمائے جیسا کہ اس نے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام اولاد پر نازل فرمائیں نہ جو کہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام پر۔

آلِ پاک سے مراد

بعض علماء نے کہا کہ آل سے مراد وہ نفوس قدسیہ ہیں کہ جن پر صدقہ لینا حرام ہے۔
حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اس سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔
حضرت امام ابو حنیفہ اور ابن قاسم مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک صرف بنو ہاشم آل کہلاتے ہیں۔
بعض شوافع اور دیگر علماء کے نزدیک آل میں وہ سب لوگ شامل ہیں جن کا تعلق بنو ہاشم سے لیکر غالب سے ملتا ہے ان کے نزدیک بنو مطلب، بنو امیہ اور بنو نوفل اس میں شامل ہیں۔
ایک قول جسے امام ابن عبد البر نے ''التمہید'' میں اور حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تشریح میں اختیار کیا وہ یہ ہے کہ ''آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیہن اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں۔ وہ اپنی دلیل میں درج ذیل دو درود شریف بیان کرتے ہیں۔

1- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔ (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)

2- ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ'' (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ)

اور بعض علماء مثلاً علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ اور بعض اصحاب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کلمہ آل سے مراد قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کو لیتے ہیں۔ (جلاء الافہام)
بعض علماء کے نزدیک حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے متقی اور پرہیز گار لوگ آل کہلاتے ہیں یہ قول قاضی حسین، امام راغب اور علماء کی ایک جماعت کا ہے۔ (جلاء الافہام ص ۱۰۱)

نوٹ: اہل ایمان پر یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہم سب ایک اللہ' ایک رسول' ایک کتاب اور ایک ہی قبلہ رکھنے والے ہیں' ہمیں امت واحدہ کی صورت میں اغیار کے سامنے سیسہ پلائی دیوار یعنی بنیان مرصوص بن کر زندگی بسر کرنے کا حکم ملا ہے۔ انتشار' افتراق اور نزاع و جدل نے ہمیں ذلت و رسوائی اور جگ ہنسائی کے سوا نہ کبھی کچھ دیا اور نہ ہی کبھی اس سے کسی خیر وفلاح کی امید رکھی جا سکتی ہے۔

ارکان اسلام کی ادائیگی کے ضمن میں آئمہ فقہا نے انتہائی نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ مسائل ہم تک پہنچائے اور جب بھی دوسروں کو اپنے سے کم تر تصور کرنے سے ہٹ کر ان مسائل پر عمل ہو گا قوم کو آسانی اور بشارت ہی ملے گی۔

اسی فکر و جذبے کو روبہ عمل لا کر اگر ہم محسن انسانیت اور پیغمبر رحمت ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کو وطیرہ بنائیں گے اور کسی کو بھی صحیح یا غلط کے الزام سے نوازنا بند کر دیں تو یقیناً ہم تو رحمت الٰہیہ سے اپنے دامن بھریں گے اور قومی اتحاد و اتفاق میں برکت ہو گی۔ آئندہ صفحات میں دلائل کی روشنی میں صلوٰۃ و سلام بھیجنے کے مختلف النوع انداز کا ذکر آپ پڑھیں گے۔

1- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ۔

مندرجہ بالا درود پاک پڑھنے والے مندرجہ ذیل دلائل کی روشنی میں آل محمد حضور سیّد ﷺ کی اس اولاد کو لیتے ہیں کہ جس پر صدقہ حرام ہے۔

1- ان کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں سیّدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کھجوروں کے پکنے پر لوگ آپ کے پاس اتنی کھجوریں لاتے کہ ڈھیر لگ گیا۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کھجورورں سے کھیل رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک نے ان میں سے ایک کھجور اپنے منہ میں ڈال لی۔ رسول اللہ ﷺ کی ان پر نظر پڑ گئی تو آپ نے وہ کھجور ان کے منہ سے نکال دی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ آل محمد (ﷺ) صدقہ نہیں کھایا کرتے اور امام مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔

(جلا الافہام ص102)

2- دوسری دلیل وہ حدیث مبارکہ ہے جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

سے روایت کی ہے۔

کہ ''حضور سیّد عالم ﷺ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان پانی کے ایک مقام ''خم'' پر خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی ذکر و نصیحت فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اما بعد ''لوگو آگاہ رہو کہ میں ایک انسان ہوں' قریب ہے کہ میرے پاس اللہ جلّ مجدہ کا قاصد (موت کا فرشتہ) آئے' بلاشبہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں پہلی چیز اللہ جلّ مجدہ کی کتاب ''القرآن الحکیم'' ہے۔ جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس تم اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھامے رکھو' پس آپ نے کتاب اللہ کے متعلق خوب ابھارا اور رغبت دلائی اور فرمایا کہ (دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے ضمن میں خوب متوجہ کرتا ہوں میں تمہیں اپنے اہل بیت کے ضمن میں خوف متوجہ کرتا ہوں۔ (دوبار فرمایا)

جب حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث مبارکہ بیان کی تو حضرت حصین بن سبرۃ رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا کہ وَمَنْ اَهْلُ بَيْتِهٖ يَا زَيْدُ؟

ترجمہ: اے زید رحمۃ اللہ علیہ/رضی اللہ عنہ آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یقیناً آپ ﷺ کی بیویاں آپ کی اہل بیت سے ہیں۔ بلکہ آپ کے اہل بیت وہ ہیں کہ جن پر صدقہ لینا حرام ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ کون ہیں۔ کہا کہ وہ آل علی (علیہ السلام) آل عقیل (علیہ السلام) آل جعفر (علیہ السلام) اور آل عباس (علیہ السلام) ہیں۔ کہا کہ کیا ان سب پر صدقہ حرام کر دیا گیا ہے۔ کہا: ہاں! اور یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچی ہوئی ہے کہ یقیناً نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ''آل محمد ﷺ کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے''

3- تیسری دلیل بخاری و مسلم کی روایت کردہ وہ حدیث پاک ہے جو انہوں نے امام الزہری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سیّدہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ سیّدہ خاتون جنت حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) نے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ کے اس ترکے کے متعلق حصہ پانے کے لئے قاصد بھیجا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کیلئے مقرر فرما دیا ہے تو اس کے جواب میں سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان (ذیشان) ہے کہ ہم وارث نہیں

بناتے۔ ''لا نورث'' ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے یقیناً آل محمد (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم) اس مال سے تناول فرمائے گی۔ یعنی اللہ کے مال سے کھالینے سے زائد ان کا کچھ نہیں۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی آل پاک کی کچھ خصوصیات ہیں نمبر 1 یہ کہ ان کے لئے صدقہ حرام ہے۔ نمبر 2: یہ کہ وہ مال کے وارث نہیں بنتے یعنی ان میں ورثہ تقسیم نہیں ہوتا۔ اور نمبر 3- یہ کہ مال خمس کا پانچواں حصہ ان کے لئے مختص ہے اور نمبر 4 یہ کہ ان پر صلوٰۃ بھیجنا مخصوص ہے۔

امور بالا کی روشنی میں یہ ثابت ہوگیا کہ صدقے کی حرمت، خمس کے خمس کی تخصیص، ان کے ترکے کا وارث نہ ہونا۔ آپ ﷺ کے مخصوص قریبی لوگوں کے لئے ہے تو اسی طرح آپ کی آل پر صلوٰۃ بھیجنا بھی خاص ہوگا۔

4- چوتھی دلیل حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کی وہ حدیث ہے جو انہوں نے حضرت عبدالحارث بن نوفل ہاشمی رضی اللہ عنہ سے بیان کی۔

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ نے انہیں بتایا کہ ان کے باپ ربیعہ بن حاث رضی اللہ عنہ نے عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقات کی وصولی پر عامل مقرر فرما دیجئے پھر انہوں نے پوری بات بیان کی جس میں یہ بھی ذکر تھا کہ آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ یہ صدقہ لوگوں کے مالوں کی میل کچیل ہوا کرتا ہے اور یقیناً یہ محمد اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں ہے۔

5- پانچویں دلیل: جسے امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اور انہوں نے اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ حدیث بیان کی نبی کریم ﷺ نے سیاہی مائل سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا پھر انہوں نے پوری حدیث مبارکہ بیان کی اور اس میں بتایا کہ نبی ﷺ نے مینڈھے کو پکڑ کر لٹایا پھر اسے ذبح کیا پھر فرمایا:

''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُّحَمَّدٍ''۔

ترجمہ: ''اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ سے اور آل محمد ﷺ سے اور امت محمد ﷺ سے قبول فرما''۔

پھر آپ نے اس کی قربانی دی۔

اس حدیث مبارکہ میں واوحرف عطف ہے جو مغایرت کا متقاضی ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ آل محمد صرف مخصوص افراد کیلئے بولا جاتا ہے اور حضور سیّد عالم ﷺ کی تشریح کسی اور کی تشریح سے بہر حال افضل ٹھہرے گی۔ (بحوالہ "جلا الافہام" ص ۱۰۸)

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ"

حضور سیّد عالم ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور آپ کی ذریت پاک کو بھی بعض ثقہ علماء نے آپ کی آل ہی شمار کیا ہے۔

قرآن حکیم کے عمومی مطالعہ سے یہ بات تو پایۂ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ کلمہ "اہل" سب سے پہلے بیوی کے لئے مستعمل ہے سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ سیّدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی ازواج کے لئے اہل کا کلمہ مذکور ہے اور سورۂ الاحزاب کی آیات درج ذیل کی روشنی میں کوئی بھی اہل علم مومن اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ آیۂ تطہیر کا مصداق اوّل حضور سیّد عالم ﷺ کی ازواجِ مطہرات ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ یُّضٰعَفْ لَھَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ؕ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا ۝ وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِھَآ اَجْرَھَا مَرَّتَیْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَھَا رِزْقًا کَرِیْمًا ۝ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ ؕ (الاحزاب ۳۴)

ترجمہ: اے نبی (علیہ السلام) کی بیویو! تم میں سے جو کوئی بھی صریح حیاء کے منافی جرأت کرے تو وہ دوگنا عذاب کی حقدار ہوگی اور یہ اللہ پر آسان ہے اور جو تم میں سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبردار ہو اور اعمال صالحہ بجالاتی رہے تو ہم اسے اجر دوبار عطا کریں گے اور ہم نے ان کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے اے نبی کی بیویو! اگر تم تقویٰ اختیار کئے رکھوگی تو تم دیگر عورتوں کی مانند نہ ہوگی بات میں لوچ نہ آنے دو کہیں کوئی دل کا

روگی لالچ کرنے لگے اور بھلے انداز سے بات کرو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو پہلے کی جاہلیت کی مانند بے پردگی اختیار نہ کرو۔ نماز قائم کرتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو۔ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبردار رہو یقیناً اللہ چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو وہ تم سے ہر طرح کی ناپاکی دور کر دے اور تمہیں خوب خوب پاک فرما دے اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت پڑھی جاتی ہیں۔

حضور سیّد عالم ﷺ کی ازواجِ مطہرات سلام اللہ علیہن کے آل رسول ﷺ میں داخل و شامل ہونے کے ضمن میں علماء نے ایک دلیل یہ بھی بیان کی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی صحیح میں سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث مبارکہ درج کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا" ترجمہ: اے اللہ! آل محمد ﷺ کی روزی یعنی قوت صرف رشتۂ حیات قائم رکھنے والی بنا۔

اور یہ حقیقت تمام ذی علم مومنوں پر واضح ہے کہ آپ ﷺ کی اس مقبول و مستجاب دعا کا مصداق تمام بنو ہاشم اور بنو مطلب نہیں کیونکہ ان میں صاحب ثروت لوگ پہلے بھی تھے اور اب بھی ہیں لیکن آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور آپ کی ذریت کی روزی قُوْتٌ لَا یَمُوْتُ ہی رہی۔ آپ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد آپ کی ازواج کی خدمت میں جتنا مال بھی آتا وہ اسے صدقہ کر دیتیں اور اپنے لئے انتہائی قلیل بچاتیں۔

ایک مرتبہ اُمُّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں مال عظیم یعنی بہت زیادہ مال آیا آپ نے وہ سارا مال ایک ہی نشست میں تقسیم فرما دیا۔ آپ سے آپ کی خادمہ کہنے لگی کاش آپ ہمارے لئے اس میں سے ایک درہم بچا لیتیں تو ہم اس سے گوشت خرید لیتیں۔ آپ نے اسے جواباً فرمایا اگر تم مجھے یاد کرواتیں تو میں بچا لیتی۔

اسی طرح صحیحین میں اُمُّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ "آل محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم نے عمر بھر کبھی بھی تین دن تک سالن روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی"۔ محدثین کرام کہتے ہیں کہ اُمُّ المومنین سلام اللہ علیہا کے اس بیان سے یہ پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد اور بنو مطلب ان میں شامل نہیں۔

انہی علماء اسلام کا یہ کہنا ہے کہ نبی علیہ السلام کے گھرانے کی عورتیں اور بالخصوص آپ ﷺ کی

ازواجِ مطہرات آل میں داخل نہیں کیونکہ ان کا تعلق نبی علیہ السلام سے کبھی منقطع ہونے والا نہیں اور وہ آپ ﷺ کی دنیوی زندگی اور وصال کے بعد بھی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوسرے لوگوں پر حرام کر دی گئی ہیں اور وہ دنیا اور آخرت میں آپ ﷺ کے حرم میں ہی داخل ہیں۔ (جلاء الافہام ص ۱۰۴) اور خود نبی اکرم ﷺ نے ان پر درود بھیجنے کو نص کا درجہ عطا فرما دیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کی ازواج پاک کو آل میں داخل ہونے کیلئے اس بات کو دلیل ٹھہرایا کہ ان پر صدقہ لینا حرام ہے اور یہ صدقات ان کیلئے آپ کے حرم مبارک میں داخل ہونے سے قبل حرام نہ تھے۔ آپ کے ساتھ نکاح کے بعد ان پر حرام ٹھہرے۔

مزید براں یہ کہ جب آپ ﷺ قربانی دیتے تو فرماتے:

"اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ"

ترجمہ: اے اللہ! یہ حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کی طرف سے ہے۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے کہ جب ہم حضور سیّد عالم ﷺ پر درود پاک بھیجتے ہوئے یہ کلمات کہیں کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ تو آل محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم سے مراد حضور سیّد عالم ﷺ کا پورا گھرانہ ہوگا۔ قرآن وسنت اس حقیقت کے مؤیّد ہیں۔

اور جب ہم آل کے ساتھ ازواج اور ذُرّیّت کا ذکر کرتے ہیں تو وہ کلمۂ آل کی ہی تشریح و توضیح ہوتی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ آل سے مراد صرف سیدنا علی مرتضیٰ، سیدہ فاطمۃ الزہراء، سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین سلام اللہ علیہم ہی مراد لئے جائیں اور ازواجِ مطہرات سلام اللہ علیہن کو اس سے خارج سمجھ لیا جائے۔

اگر کوئی بھی صاحب ایمان ایسا سمجھتا ہے تو وہ سورۂ الاحزاب کی بیان کردہ آیات مبارکہ کا صریح انکار کرتا ہے۔

پنجتن پاک سلام اللہ علیہم اجمعین

یہاں مناسب ہوگا کہ یہ بھی جان لیا جائے کہ ملت اسلامیہ کے افراد کی ایک کثیر تعداد کچھ نفوس قدسیہ کیلئے پنجتن کا کلمہ استعمال کرتی ہے۔ان کے توسل وتصدق سے دعائیں مانگتی اور حصول برکات کیلئے صدقہ وخیرات کر کے اس کا اجر وثواب ان کی نذر کرتی ہے۔

اور ملت میں ہی ایسے افراد کی بھی کمی نہیں جو کلمۂ پنجتن زبان پر لانا مناسب وروا نہیں جانتے بلکہ بعض اوقات تو ایسی بحثیں باہمی رنجشوں اور دوریوں کا سبب بھی بنتی ہیں۔ آیئے یہ جاننے کی کوشش کریں کہ ایسا کیوں ہے؟

سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں یہ کلمات موجود ہیں۔

"اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا ۝" ۔

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اہل بیت (یعنی خاص گھرانے کے لوگوں سے) ہر طرح کی رجس یعنی گندگی، پلیدگی کو دور فرمادے اور تمہیں پاک فرمادے، پاک فرمانا۔

اسے آیۂ تطہیر کہتے ہیں اور تمام مفسرین بالاجماع کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھر والیاں یعنی ازواجِ مطہرات سلام اللہ علیہن ہیں۔ اس آیۂ مبارکہ کے نزول کے بعد ایک مرتبہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حضرت علی، سیدہ فاطمۃ الزہراء، سیدنا حضرت امام حسن اور سیدنا امام حسین سلام اللہ علیہم کو اپنی کملی میں لے کر ان کے حق میں دعا فرمائی۔

اس کی تفصیل امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے جید یعنی عمدہ اسناد کے ساتھ بیان کی ہے۔ (جلاء الافہام، ص ۱۰۵)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المجمع" میں درج کی اور اسے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ کہا۔ بعض محدثین نے اس روایت کے راویوں میں سے کلثوم بن زیاد کے متعلق بحث کی ہے مگر یہاں یہ

یادرہے کہ امام ابن قیم الجوزیہ نے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی اسناد کو جید کہا ہے اور ضعف کی بات جلاء الافہام کے محقق ومحشی عبدالرزاق المھدی نے حاشیے میں تحریر کی ہے۔

علم حدیث کے فضلاء محققین میں یہ حدیث مبارکہ انتہائی ثقہ اور شہرت کی حامل ہے اور وہ یہ ہے کہ ''سیدنا حضرت واثلہ بن الاسقع نے روایت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کو بلایا اور ہر ایک کو اپنی ایک ایک ران پر بٹھالیا اور سیدہ فاطمہ اور ان کے شوہر سلام اللہ علیہما کو اپنی گود مبارک کے قریب کیا۔ پھر ان پر چادر ڈال دی۔ پھر فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ ھٰٓـؤُلَآءِ اَھْلِیْ'' اے اللہ! یہ میرے اہل ہیں۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں بھی آپ کے اہل میں سے ہوں تو فرمایا ''وَاَنْتَ مِنْ اَھْلِیْ'' اور تو میری اہل میں سے ہے۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مذکور افراد کیلئے رب تعالیٰ سے اپنے اہل ہونے کی بنا پر انہیں بھی پاک کرنے کی درخواست فرمائی اس لئے یہ نفوس قدسیہ بھی آیۂ تطہیر کا مصداق بنے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نفوس قدسیہ سے بہت پیار فرماتے تھے۔ کتنی ہی ثقہ روایات اس امر کی گواہی دے رہی ہیں کہ رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا انہیں اپنے سامنے بٹھا کر فرمایا کہ اے اللہ میں ان سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے۔ ان سے تو بھی محبت کر اور جو ان سے عداوت اور بغض رکھے تو بھی ان سے عداوت رکھ۔

ان پاکباز نفوس کی اس عظمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب کی بدولت وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہیں اللہ رب العالمین نے ''اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'' فرما کر اپنی رضا کے تمغے سے نوازا۔ ان سے بے حد پیار کرتے۔ قدر ومنزلت کو پہچانتے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق سوانح نگار لکھتے ہیں کہ وہ اپنی خلافت کے دوران سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ قدر ومنزلت اور اہمیت سے نوازتے تھے۔ ایک موقع پر جب کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں ان کو اہمیت وعزت کیوں نہ دوں۔ انہیں میرے آقا نے خم کے مقام پر ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں میرا ''مولیٰ'' قرار دیا تھا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ علی اقضانا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ فرمانے والے ہیں۔ آپ نے ہی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ علی مجھے انہیں ہاتھوں سے غسل دینا جن سے آپ نے آقا علیہ السلام کو دیا تھا۔

اُمُّ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے زیادہ محبت فرماتے تھے۔ حضرت حسنین کریمین شہیدین رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی محبت کس سے مخفی ہے جن کیلئے امام الانبیاء کے سجدے طویل ہو جائیں جنہیں روتا دیکھ کر سید الاولین والآخرین جمعہ کا خطبہ موقوف کر دیں۔ ان کی عظمت ان کی رفعت شان اور قدر ومنزلت کو کون جان سکتا ہے۔

یہ وجہ ہے کہ جس کی بنا پر اہل ایمان ان پانچ نفوس قدسیہ کی محبت کو حرز جاں بنائے ہوئے ہیں۔ کبھی تو وہ کہتے ہیں

لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَۃِ
اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَۃُ

ترجمہ: میرے لئے پنجتن پاک ہیں جن کے طفیل جلا دینے والی بلا کی گرمی کو بجھاؤں گا اور وہ ہیں مصطفیٰ، مرتضیٰ۔ ان کے دو صاحبزادے اور سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہم۔

اور کبھی مومن یوں اللہ کے حضور ملتمس ہوتے نظر آتے ہیں۔

اِلٰھِیْ بَحَقِّ بَنِیْ فَاطِمَۃ کِہْ بَرْ قَوْلِ اِیْمَان کُنِیْ خَاتِمَہ
گر دعوتم رد کنی ور قبول من و دست و دامان آل رسول

رومی رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا سعدی رحمۃ اللہ علیہ، شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا عطار رحمۃ اللہ علیہ سب کے سب اپنی دعاؤں میں ان پنجتن پاک کے توسل سے رب تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگتے نظر آتے ہیں۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اپنے قلوب کو ان نفوس قدسیہ کی محبت سے بھر لینے اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین اسلام کی سربلندی کیلئے کام کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ازواجِ مطہرات سلام اللہ علیہن

سرور کائنات فخر موجودات، اطیب وازکیٰ تحیات، امام المرسلین، سید الاولین والآخرین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے اپنی آل وازواج پر درودوسلام بھیج کرامت کو درود بھیجنے کے طریقے سکھلا دیئے۔

اب جبکہ ہم اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے آپ کی آل اور ازواج سلام اللہ علیہن پر درود بھیجتے ہیں تو ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ وہ خوش نصیب و عالی مرتبت عورتیں کون کون سی ہیں۔ جنہیں اللہ جلّ مجدہ، کے عبد کامل و بے مثل کے حرم پاک میں داخلے کی بدولت اللہ جلّ مجدہ، وعز اسمہ، نے ان کے لئے اعلان فرمادیا کہ۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الاحزاب ۳۲)

اے نبی علیہ السلام کی بیویو! دنیا کی کوئی عورت تم جیسی نہیں۔

اور یہ بھی اعزاز عطا کردیا گیا کہ

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُه اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب ۶)

یہ ذیشان غیب کی خبریں دینے والے مومنوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج ان کی مائیں ہیں۔

ماں ٹھنڈی چھاں، کیا عمدہ نصیبہ ہے ہمارا کہ اللہ جل وعلیٰ نے ہمیں ایسی پاکباز ومطہر مائیں عطا فرمائی ہیں۔ مومن کے ایمان کی ایک علامت میں یہ بتایا کرتا ہوں کہ جب اس کے سامنے ان سچی پکی، مخلص وہمدرد ماؤں میں سے کسی بھی ماں کا نام کانوں میں رس گھولے تو دل ودماغ ٹھنڈک محسوس کریں اور یوں لگے کہ جیسے ہم ان کے فرشتوں کو شرمادینے والے پلو میں پناہ حاصل کررہے ہیں۔ دل سے دل کوراہ ہوتی ہے۔ جب ہمارے دل اپنی ان ماؤں کی محبت میں تڑپیں گے تو یقیناً ان کا عظیم روحانی سایہ

ہمیں اپنی چھاؤں میں لے کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا اور خوشنودی کا حقدار بنا دے گا۔

ہم سب کی عظیم و جلیل القدر و عظیم المرتبت مائیں سلام اللہ علیہن

۱- اُمُّ المومنین سیّدہ حضرت خدیجۃ بنت خویلد سلام اللہ علیہا

نسب: سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب

حضور نبی اکرم رحمت عالم ﷺ کی صداقت، امانت، عدالت اور انسانیت سے ہمدردی کی شہرت سن کر اپنا مال تجارت دے کر بھیجا اور اپنے غلام کو ساتھ بھیج کر تاکید کی کہ وہ عرب کے اس بے مثل انسان کے شب و روز کا بغور مطالعہ کرتا رہے۔ واپسی پر انہیں وہ مالی فائدہ ہوا جو اس سے قبل کبھی نہ ہوا تھا اور ایسی خوبیاں سنیں جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدہ اُمُّ المومنین حضرت خدیجۃ سلام اللہ علیہا کے متعلق لکھا کہ وہ شرف والی، بہت دولت والی اور تجارت والی تھیں۔ تنہا ان کا سامان تجارت تمام قریش کے سامان کے برابر ہوتا تھا۔ نبی اکرم، رحمت ہر ہر عالم ﷺ کے نکاح میں آنے سے قبل ابو ہالہ اور عتیق سے بھی نکاح ہوئے تھے۔ ابو ہالہ سے آپ کے دو بیٹے ہند اور الحارث اور ایک لڑکی زینب پیدا ہوئے ابو ہالہ کی وفات کے بعد آپ کا نکاح عتیق بن عائذ سے ہوا۔ ان سے آپ کی ایک بیٹی پیدا ہوئی جو ام محمد کی کنیت سے مشہور ہوئی۔ عتیق کی وفات کے بعد آپ تنہا تھیں آپ کے غلام حضرت میسرہ آپ کے معاملات کی نگرانی فرماتے۔

سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے حضور سیّد عالم ﷺ کی امانت و دیانت اور صداقت کی شہرت اور اپنے غلام حضرت میسرہ کی زبانی آپ کے شب و روز کے حالات سن کر خود ہی آپ ﷺ کو پیغام نکاح بھیجا جسے آپ ﷺ نے اپنے مُربی و مشفق چچا سیّدنا حضرت ابو طالب کی مشاورت سے قبول فرمایا اور رؤسائے خاندان کی موجودگی میں پانچ سو طلائی درہم حق مہر پر نکاح قائم ہوا جس کا خطبہ حضرت ابو طالب نے پڑھا۔

نکاح کے وقت آپ ﷺ کی عمر پچیس برس اور اُمُّ المومنین سیّدہ خدیجہ کی چالیس برس تھی۔ تقریباً پچیس سال تک وہ حضور سیّد عالم ﷺ کی رفاقت میں رہیں ہجرت سے تین سال قبل وہ آپ کو داغ مفارقت دے گئیں۔ تین چار روز کے وقفے سے حضرت ابو طالب اور سیّدہ اُمُّ المومنین حضرت خدیجہ

رضی اللہ عنہا کی وفات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر غمگین ہوئے کہ اس سال کو تاریخ نے ''عام الحزن'' یعنی غم کا سال کا نام دیا۔

سیّدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو درج ذیل خصوصیات حاصل تھیں۔

۱- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کی۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاجزادے حضرت ابراھیم سلام اللہ علیہ کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری اولاد انہیں کے بطن اطہر سے تھی۔

۳- آپ کو خاتون اول کے طور پر دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔

انہیں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا اور انہوں نے اپنا مال حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیا۔ اسلام کی راہ میں بے پناہ اذیتیں برداشت کیں مشکل حالات میں حضور علیہ السلام کی ڈھارس بندھائی۔

اُمُّ المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے فضائل و خصائص میں سب سے ایک اہم بات جو آپ کو امت کی دیگر تمام عورتوں سے ممتاز کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو سلام بھیجا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح'' میں کہا کہ ہم سے قتیبہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے حضرت عمارۃ رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابو زرعہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ''حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن، روٹی اور پانی ہے۔ پس جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تو آپ انہیں ان کے پروردگار اور میری طرف سے سلام فرمایئے اور انہیں بانس کے بنے جنت میں گھر کی خوشخبری سنایئے۔ ایسے گھر کی کہ جس میں نہ تو کسی قسم کا شور ہے اور نہ تکان''

(جلا الافہام ص ۱۱۲)

یہ وہ خوبی اور خصوصیت ہے جو سیّدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے سوا کسی عورت کے حصے میں نہیں آئی۔ آپ کو ہی پوری امت میں سب سے پہلے ایمان قبول کرنے کا شرف حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یاد فرماتے اور ان کی خدمات کا اعتراف کر کے فرمایا کرتے کہ: ''سیّدہ

خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت میری تصدیق کی اور مجھ پر ایمان لائیں جب لوگوں نے میری تکذیب کی اور انہوں نے مجھے اپنے مال ومنال میں شریک کرلیا"۔

ہم اپنی اس عظیم اورامت کی محسنہ ماں کی خوبیاں کہاں تک بیان کریں آپ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اماں جان ہیں جنہیں جنت کی عورتوں کی سرداراور جن کے صاحبزادگان حضرات حسنین سلام اللہ علیہا کو جنت کے جوانوں کا سردار ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

۲- اُمُّ المومنین سیّدہ حضرت سودۃ بنت زمعۃ سلام اللہ علیہا

نسب نامہ: سودۃ بنت زمعۃ بن قیس بن عبد شمس بن عبدِ وُد بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر ابن لوی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد اور سیّدہ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے قبل حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاشانہ نبوت کا فرد بننے کا انہیں اعزاز نصیب ہوا۔

آپ کی والدہ محترمہ کا نام الشموس بنت قیس بن عمر النجاری ہے۔ سیّدہ حضرت سودہ سلام اللہ علیہا ہجرت حبشہ میں اپنے شوہر حضرت سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھیں۔ ہجرت سے واپسی پر یا ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حبشہ میں ہی حضرت سکران رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ نبوت کے دسویں سال اُمُّ المومنین سیّدہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ کی زوجہ محترمہ سیّدہ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کے مشورے پر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدہ حضرت سودہ سلام اللہ علیہا سے انہیں کے ذریعے پیغام پر نکاح فرمانا منظور فرمایا اور یہ نکاح سیّدہ حضرت سودہ سلام اللہ علیہا کے والد نے ہی پڑھایا، بچوں کی دلجوئی اور گھریلو امور کی نگرانی کے لئے فوراً رخصتی ہوئی اور اس طرح سیّدہ حضرت سودہ سلام اللہ علیہا کو سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں کی دیکھ بھال اور خدمت کا شرف بھی نصیب ہوا۔ ہجرت کے بعد امام المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا حضرت زید اور سیّدنا حضرت ابورافع رضی اللہ عنہما کو مکہ مکرمہ روانہ کیا اور وہ آپ کے گھرانے کے تمام افراد کو بحفاظت مدینہ منورہ لے آئے۔ اس طرح رمضان المبارک ۱۰ نبوی سے شوال ۱ھ تک اکیلے آپ نے کاشانہ نبوت کی دیکھ بھال اور بچوں کی تربیت کی۔

امام الزرقانی کی تحقیق کے مطابق آپ نے ۲۲ھ میں وفات پائی۔ ان کے متعلق محققین کہتے ہیں کہ

آپ تمام امہات المؤمنین میں سے بلند قامت اور بھاری جسامت کی مالکہ تھیں۔ آپ کا نمایاں وصف سخاوت و فیاضی تھا۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیّدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دراہم سے معمور ایک تھیلی ان کی خدمت میں ارسال کی۔ آپ نے تھیلی لانے والے سے پوچھا کہ اس میں کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ دراہم! فرمایا: کیا کھجور کی مانند درہم تھیلی میں بھیجے جاتے ہیں اس کے بعد خادمہ کو حکم دیا کہ یہ سب ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ ان کے علاوہ بھی آپ کے پاس جو مال آتا وہ راہ خدا میں بانٹ دیا جاتا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کے اخلاق و کردار سے متاثر ہو کر اُمُّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی تھیں کہ سیّدہ حضرت سودہ سلام اللہ علیہا کے سوا کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں آیا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔

۳۔ اُمُّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا

آپ کا نام عائشہ اور لقب صِدّیقہ ہے۔ نبوت کے پانچویں سال ماہ شوال میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ نے اپنے بھانجے سیّدنا حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا تھا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی کنیت اُمّ عبداللہ رکھی۔

آپ کے والد خلیفہ اول اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارِ غار و بدر و قبر سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور والدہ اُمّ رومان رضی اللہ عنہا ہیں۔

والد کی طرف سے ساتویں اور والدہ کی طرف سے گیارہویں پشت میں آپ کا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

اُمُّ المومنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی تحریک پر نبوت کے دسویں سال پانچ سو درہم حق مہر پر آپ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ہو گیا اور رخصتی ہجرت کے چند ماہ بعد ماہ شوال ۱ھ میں ہوئی۔

آپ کے نکاح کی پہلی برکت اہل ایمان کو یہ نصیب ہوئی کہ منہ بولے بھائی کی بیٹی سے نکاح نہ کرنے کی زمانہ جاہلیت کی رسم کا خاتمہ ہو گیا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: "اَنْتَ اَخِی فِی الْاِسْلَام" یعنی آپ اسلام میں میرے بھائی ہیں۔ ماہ شوال میں آپ سے

رسول اللہ ﷺ کا نکاح اور پھر اسی ماہ میں رخصتی کی بناء پر اہل عرب کی ماہ شوال سے متعلق توہم پرستی کا خاتمہ ہوگیا، آپ کا یہ بھی ایک منفرد شرف ہے کہ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے ماں باپ مسلمان ہو چکے تھے اور آپ نے مسلم گھرانے میں آنکھ کھولی۔ اللہ جلّ مجدہٗ نے اس کے علاوہ آپ کو جن خصوصیات سے نوازا ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

۱- آپ کے علاوہ اور کوئی کنواری عورت حضور سیّد عالم ﷺ کے نکاح میں نہیں آئی۔

۲- رسول اللہ ﷺ آپ سے بے حد پیار فرماتے تھے جیسا کہ بخاری، مسلم، ترمذی، احمد، البیہقی وغیرہ میں ہے کہ ''وَقَدْ سُئِلَ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْكَ ؟ قَالَ ! "عَائِشَةَ" قِیلَ، فَمِنَ الرِّجَالِ ؟ قَالَ : "اَبُوْهَا" (جلاء الافہام ص ۱۰۹)

ترجمہ: حضور سیّد عالم ﷺ سے سوال ہوا کہ لوگوں میں سے آپ کے پسندیدہ کون ہیں تو آپ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا، عرض کیا گیا کہ مردوں میں سے؟ تو فرمایا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد ماجد۔

۳- اُمُّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بستر پر رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوا کرتی تھی۔

۴- اُمُّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک اہم وصف اور خوبی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ سے فرمایا کہ: اپنی ازواج مطہرات سے فرمائیں کہ اگر وہ امام الانبیاء کے ساتھ نہیں رہنا چاہتیں تو آئیں تا کہ میں کچھ سامان دے کر اور عمدہ انداز میں تمہیں رخصت کر دوں تو اس پر اُمُّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا نے آپ ﷺ کی زوجیت میں فقر کے ساتھ رہنے کو اختیار کیا۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: جلدی نہ کرو اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔ اس پر ان کا جواب کیا خوب تھا کہ کیا میں اس میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں تو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کی طلبگار ہوں۔ اس کے بعد تمام ازواج مطہرات سلام اللہ علیہن نے بھی ان کی پیروی کی۔

۵- آپ کے نمایاں اوصاف و خصائص میں یہ وصف بھی کتنا اہم اور خوب ہے کہ جب واقعہ افک پیش آیا اور منافقین کے ساتھ ساتھ کچھ مخلصین بھی بدگمانی کا ارتکاب کر بیٹھے تو اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں آپ کی برأت اور عظمت سے متعلق جو آیات مبارکہ نازل فرمائیں۔ اس سورہ مبارکہ کا نام ''نور'' رکھا اور قیامت تک یہ نور نبی ﷺ کی اس زوجہ مطہرہ و منورہ معنبرہ سلام اللہ علیہا کی عظمت سے اہل ایمان کے قلوب و اذہان کو طمانیت اور آنکھوں کو نور عطا کرتا رہے گا۔

۶- آپ کی ان گنت خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو جب بھی کسی

مسئلے پر کوئی دِقّت پیش آتی، کوئی الجھن ہوتی تو وہ مشکل کشائی کے لئے دین کی اس گتھی کو سلجھانے کے لئے اس پُرنور دروازے پر دستک دیتے اور اس مسئلے کا حل یہاں پا لیتے۔

۷- آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ امام الانبیاء نے ان کی گود میں اجل کو لبیک کہا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ "فَلَمَّا کَانَ یَوْمِیْ قَبَضَهُ اللّٰهُ بَیْنَ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ وَ دُفِنَ فِیْ بَیْتِیْ" ترجمہ: پس جب میرا دن تھا (میرے ہاں قیام تھا) کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے اور میری گردن کے درمیان ان کی روح پاک لی اور آپ میرے گھر میں مدفون ہوئے۔ (بخاری ۲۱۰۰ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

۸- اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک اہم ترین خصوصیت علماء اسلام نے یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے ساتھ نکاح سے قبل ایک فرشتے نے ایک ریشمی کپڑے میں لپٹی آپ کی تصویر بھی دکھائی اور کہا: "اِنْ یَّکُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یُمْضِهٖ"

(بخاری، مسلم، ابن حبان، البیہقی، احمد، بحوالہ)، (جلاء الافہام ص ۱۱۴)

یعنی یہ اللہ کی طرف سے ہو کر رہے گا۔

۹- اہل ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل کرنے کے لئے ہدایا اور تحائف اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔ واضح اور صاف حقیقت یہ ہے کہ آیہ تطہیر کے مطابق امام المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے کا ایک ایک فرد پاک ومطہر اور بے شمار خوبیوں کا حامل تھا۔ اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا بچپن سے ہی انتہائی ذہین، باریک بین، صاحب عقل اور دوررس نگاہ کی مالکہ تھیں۔ دینی مسائل کے فہم وشعور اور احکام کے اجتہاد واستنباط کا ملکہ آپ کو وافر عطا ہوا تھا۔ کتب حدیث کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ تفسیر قرآن، علم حدیث، فقہ وقیاس، عقائد علم اسرارِ دین، اسلامی تاریخ، افتا وارشاد اور خصوصاً عورتوں سے متعلق دینی مسائل پر آپ کی گہری اور بسیط نظر تھی۔ حضور نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَآءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلَی الطَّعَامِ" (بخاری)

ترجمہ: سیّدہ عائشہ سلام اللہ علیہا کی تمام عورتوں پر فضیلت ایسی ہے جیسی کہ ثرید کی تمام کھانوں پر۔

آپ نے رمضان المبارک ۵۸ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں محو استراحت ہیں۔

۴- اُمُّ المومنین سیّدہ حضرت حفصہ سلام اللہ علیہا

سیّدہ حضرت حفصہ سلام اللہ علیہا کا نسب نامہ یہ ہے: حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔

سیّدہ حضرت حفصہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی والدہ حضرت زینب بنت مظعون حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں اور ان کی ولادت بعثت نبوی سے پانچ سال قبل ہوئی۔

سیّدہ اُمُّ المومنین حضرت حفصہ سلام اللہ علیہا سیّدہ حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کے بعد حرم نبوی میں داخل ہوئیں۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آنے سے قبل یہ حضرت خُنَیس بن حذافہ رضی اللہ کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئیں جنھیں ''اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ'' کا اعزاز نصیب ہو کر رضائے الٰہی کا تمغہ ملا تھا۔ وہ غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔ عدتِ وفات گزارنے کے بعد ۲ھ میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقد ہو گیا۔ حق مہر چار سو درہم مقرر ہوا۔

نوٹ: حضرت ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے جوامع السیرۃ میں صفحہ ۳۷ میں لکھا ہے کہ سرورِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر زوجہ محترمہ، مکرمہ، منورہ کا حق مہر ۵ سو درہم مقرر ہوتا تھا۔ بعض دیگر سیرت نگاروں کی تحقیق چار سو درہم کی بھی ہے۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم پاک میں سیّدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کے علاوہ کوئی کنواری عورت داخل نہیں۔

شباب کے نصف النہار کے موقع پر محسن انسانیت نے ایک چالیس سالہ بیوہ یعنی سیّدہ اُمُّ المومنین حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا سے نکاح کیا اور اس کے بعد پچاس سال تک کسی اور عورت سے نکاح نہیں فرمایا، اس محسنہ کائنات کے پردہ فرمانے کے بعد جتنی بھی عورتیں حرم نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم میں داخل ہوئیں ان سے بنات اسلام کو کوئی نہ کوئی حکمت میسر آئی اور اسوہ حسنہ انہیں میسر آتا گیا۔

اسلام میں سسر کا درجہ باپ اور داماد کا بیٹے کا ہے۔ اُمُّ المومنین سیّدہ عائشہ اور اُمُّ المومنین سیّدہ حفصہ سلام اللہ علیہا کی بدولت شیخین یعنی سیّدنا صدیق اکبر اور سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کو رب العالمین کی طرف سے جس اعزاز سے نوازا گیا ہے اس پر امت قیامت تک رشک کرتی رہے گی۔ امام المرسلین

سید الاولین والآخرین ﷺ نے تو ایک موقع پر ان دونوں سچے، پکے، کھرے اور انمول یاروں کا ایک ایک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لہرا لہرا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بلند آواز سے فرمایا: ''هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ'' قیامت کے دن ہم تینوں اس طرح اٹھیں گے۔ حجرہ صدیقہ روضہ اطہر وانور پر حاضری دینے والے اپنی آنکھوں سے اس خلوص وللہیت اور رضائے الٰہی سے لبریز وسرشار یاری وہمراہی کا دلکشا وروح فزا منظر دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں کہ اللہ کے محبوبو! تمہاری عظمتوں، سعادتوں اور مہر ووفائیوں پر کروڑوں سلام۔ اے اہل ایمان! سوچئے، غور فرمایئے، اپنی ذہنی وفکری قوتوں کو مجتمع کر کے فیصلہ کیجئے کہ جہاں سید الشہداء، جوانانِ جنت کے سردار، راکب دوشِ رسول جگر گوشہ بتول سیّدنا امام حسین علیہ السلام شہادت کا اعلیٰ، ارفع اور قابل رشک مرتبہ ومقام پا کر حیات ابدی وسرمدی سے سرشار ہوں۔ ان کے روضہ اطہر کے چاروں طرف چالیس چالیس میل تک دفن ہونے کا شرف پانے والے جنتی قرار پائیں اور جنہیں وجہ تخلیق کائنات، حبیب کبریا، امام الانبیاء شافع ہر دوسرا ''وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى'' کا اعزاز پانے والے رفعت ذکر سے نوازے جانے والے

''مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى'' (القرآن سورہ نجم) کے مطابق جن کی زبان اقدس واطہر پر خود ربِ علیٰ متکلم ہو جو حجرہ مبارکہ کی اس جگہ کو جنت کا ٹکڑا قرار دیں اور ان یارانِ باصفا کی پاکیزہ تدفین کے وقت ملاء اعلیٰ کے فرشتے حجرے کے بند دروازے کو کھولیں اور قبر انور سے یہ صدائے دلنواز بھی صحابہ کو مسموع ہو کہ ''دوست کو دوست سے ملا دو'' ان کی عظمت، قربت، سعادت اور رفعت کا اندازہ لگانے کا کس کو یارا ہے۔ ؎

بہ بین تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ان دونوں یعنی سیّدنا صدیق اکبر اور سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ ﷺ کا سسر اور جانشین ہونے کا اعزاز مل چکا۔ ان سے اور ان کی صاحبزادیوں یعنی امہات المومنین سلام اللہ علیہا سے دین کو امت کو بلکہ پوری نوع انسانی کو کیا کیا فوائد اور برکتیں اور رحمتیں میسر آئیں۔ انہیں شمار میں لانا کسی کے بس میں نہیں، ایک اہم حکمت جو اُمُّ المومنین سیّدہ حفصہ سلام اللہ علیہا سے امت مسلمہ کی قیامت تک آنیوالی عورتوں کو ملی۔ وہ طلاق کے بعد حق رجوع کا رسول اللہ ﷺ کا عملی نمونہ ہے۔ امام الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیّدہ اُمُّ المومنین حضرت حفصہ سلام اللہ علیہا کو

طلاق دی۔ پس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ

''اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكَ اَنْ تُرَاجِعَ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاِنَّهَا صَوَّامَةٌ قَوَّامَةٌ، وَاِنَّهَا زَوْجَتُكَ فِي الْجَنَّةِ''۔

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع فرمائیں کیونکہ بلاشبہ وہ روزے رکھنے والی، رات کو قیام کرنے والی ہیں اور یقیناً وہ جنت میں آپ کی زوجہ ہیں (جلاء الافہام ص ۱۱۵)

اور ایک روایت میں یہ کلمات بھی آئے ہیں کہ ''آپ ﷺ عمر رضی اللہ عنہ پر مہربانی فرماتے ہوئے رجوع فرمالیں''۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق آپ حضور سیّد عالم ﷺ کے وصال مبارکہ کے بعد مدینہ منورہ میں ہی قیام فرما رہیں اور ۴۱ھ جمادی الاول کے مہینے میں وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ مدینہ منورہ کے والی مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ جب آپ کا جنازہ تدفین کے لئے جنت البقیع میں لایا گیا تو مروان ساتھ تھا۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ان سے ساٹھ احادیث مبارکہ مروی ہیں جن میں سے دس کو امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی اپنی صحاح میں درج کیا ہے۔

۵۔اُمُّ المومنین سیّدہ اُمّ حبیبہ سلام اللہ علیہا بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ

آپ کا نام رملہ ہے اور سلسلہ نسب یوں ہے: رملہ بنت صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

آپ کی کنیت اُمّ حبیبہ ہے حبیبہ آپ کی بیٹی ہیں جو آپ کے پہلے شوہر عبید اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے تھیں۔

عبید اللہ بن جحش السابقون الاولون میں سے تھے اور ہجرت حبشہ میں اپنی بیوی کے ہمراہ شامل تھے۔ حبشہ میں وہ مرتد ہو گئے۔ اس لئے سیّدہ اُمّ حبیبہ سلام اللہ علیہا ان کے لئے حلال نہ رہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ صفیہ بنت ابوالعاص بن امیہ ہیں۔

آپ یزید بن صخر کی حقیقی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سوتیلی بہن اور سیّدنا امیر المومنین حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کی چچی ہیں۔

محدثین کرام نے بڑی صراحت کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ آپ کے پہلے شوہر کے مرتد ہونے پر آپ کو خواب میں دکھا دیا گیا تھا کہ کس نعمت عظمیٰ سے وہ سرفراز ہونے والی ہیں۔ آپ چونکہ قریش مکہ کے ایک ایسے سردار کی بیٹی تھیں جنہیں پورے جزیرۂ عرب میں جانا پہچانا جاتا تھا اور اسلام نے سرداری کی نخوت پر کاری ضرب لگانا تھی اور حسب ونسب اور دولت وسیادت کے تمام امتیازات کو یکسر ختم کر کے اخوت ومودت اور مساوات کو عام کر کے انسانیت کے گم شدہ سراغ کو منظر عام پر لانا تھا اور اس تخت کو سرنگوں ہوتے اس وقت دیکھا گیا جب قریش مکہ کا یہ سردار اپنی سرداری اور ناموری کے زعم میں تجدید صلح کی خاطر مدینہ منورہ پہنچے اور اپنی بیٹی کے گھر پہنچ کر سادگی، صفائی اور پاکیزگی وطہارت کے عمدہ ترین مرکز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے لگے تو حقیقی بیٹی نے اپنے خون کے رشتے نے یہ کہہ کر بستر اٹھا لیا کہ یہ شرک کی پلیدی ونجاست سے محفوظ رہے۔

کیا بیتی ہوگی ایک مغرور ومتکبر اور بتوں کی حفاظت کے پرچاری پر کیا اس کا کلیجہ نہ ہلا ہوگا؟ اسکی آنکھیں خون سے تر آنسو نہ بہاتی ہوں گی؟ کیا اسے گزشتہ عمر کی تباہی وبربادی یاد نہ آئی ہوگی؟ کیا اس کے شعور نے کروٹ لے کر زندگی کے مقصد کی طرف پلٹنے کا نہ سوچا ہوگا یہی تو وہ سب سے انوکھا ونرالا سبق تھا۔ جسے رب العالمین سیّدہ اُمّ حبیبہ سلام اللہ علیہا کے ذریعے ابوسفیان کو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی شان عطا کرنے والا تھا۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ سے عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو پیغام نکاح دے کر حبشہ روانہ کیا۔ (یاد رہے، مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى) کے مطابق پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول وعمل عین منشائے الٰہیہ کے مطابق ہی تھا۔ شاہ حبشہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے اس پیغام کو سیّدہ حضرت اُمّ حبیبہ سلام اللہ علیہا تک پہنچانے کیلئے ایک کنیز کا انتخاب کیا۔ کنیز کی معرفت جب سیّدہ نے اپنے نصیب کی سرفرازی، اپنی قسمت کی یاوری کا مژدہ جانفزا اور دلنواز سنا تو خوشی کی کوئی انتہاء نہ تھی۔ جسم اطہر پر جتنے ایک سردار کی بیٹی کے قیمتی زیور تھے۔ تمام اتار کر کنیز کا منہ چوم کر اس کے حوالے کر دیئے (گویا زبان حال سے کنیز سے فرمایا، تیرے منہ میں گھی، شکر) حضرت خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے وکیل مقرر ہوئے۔ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے سیّدنا حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے خطبہ نکاح پڑھوایا اور چار سو دینار حق مہر مقرر کر کے اپنی طرف سے ادا کر دیا اور شرکائے مجلس نکاح کو کھانا کھلایا اور اس طرح ۶ ھ میں چھتیس برس کی عمر میں سیّدہ اُمّ حبیبہ امہات المومنین سلام

اللہ علیھن میں داخل ہو گئیں۔

اللہ رب العزت نے آپ کو حسن ظاہری اور باطنی کی دولت سے خوب مالا مال کیا تھا۔ ایمان قبول کرنے کے وقت سے لے کر زندگی کے آخری سانسوں تک سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم پر بالالتزام عمل پیرا رہیں، آپ سے محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے پینسٹھ روایات امت تک پہنچائی ہیں۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ تادم واپسیں مدینہ منورہ میں ہی قیام فرما رہیں۔ سیّدنا امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کا جب بلوائیوں نے محاصرہ کر لیا اور پانی بھی بند کر دیا گیا تو ایک مرتبہ سیّدنا حیدر کرار علی مرتضیٰ علیہ السلام اور سیّدہ اُمّ المومنین حضرت حفصہ سلام اللہ علیہا کی کوششوں سے انہیں پانی پہنچایا گیا۔ بعض روایات کے مطابق حبیبہ کے ایک بھائی بھی تھے جن کا نام عبداللہ تھا اور وہ حبش میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ آپ کی صاحبزادی حبیبہ کی پرورش و تربیت کا شانہ نبوت میں ہی ہوئی اور وہ قبیلہ بنو ثقیف کے رئیس داؤد بن عروہ رضی اللہ عنہ سے منسوب تھیں۔

٦- اُمُّ المومنین سیّدہ حضرت اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا

سیّدہ حضرت اُمّ حبیبہ سلام اللہ علیہا کے بعد حرم نبوی میں شامل ہونے والی سیّدہ حضرت اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا ہیں۔

آپ کا نام ہند بنت ابی امیہ حذیفہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مُرّہ بن کعب بن لؤی بن غالب ہے۔ آپ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنی مخزوم سے ہے اور آپ کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ ہے اور وہ قبیلہ بنو فراس سے تھیں۔ آپ کا سن ولادت ۲۸ ق ھ بمطابق ۵۹۶ زیادہ درست تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ کا تعلق سخاوت میں ناموری پانے والے خاندان سے تھا۔ آپکے والد ''زاد الراکب'' کے نام سے مشہور تھے کیونکہ وہ جس قافلے میں سفر کرتے اس پورے قافلے کی کفالت اپنے ذمہ لے لیتے تھے۔

حرم نبوی میں داخل ہونے سے قبل آپ کی شادی اپنے چچازاد بھائی حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو السابقون الاوّلون میں سے تھے۔ پہلے دونوں میاں بیوی ہجرت حبشہ میں شامل ہوئے۔ حالات کے کچھ معمول پر آجانے کا سن کر مکہ مکرمہ آ گئے۔ پھر جب مدینہ منورہ کے لئے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت ملی تو حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سب سے پہلے نکلے۔ سفر ہجرت کی بے پناہ صعوبتوں کے برداشت

کرنے کے بعد انہیں کامیابی نصیب ہوئی۔ محدثین و مورخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے ہجرت آپ نے کی (الاصابہ) آپ کے شوہر سیّدنا حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں زخمی ہوگئے اور کچھ عرصہ بعد وفات پا گئے۔ سیّدہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی بلند سیرت اور طبعاً فیاض تھیں۔ شوہر کی وفات سے انہیں بہت صدمہ پہنچا۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے انہیں تسلی دی، صبر کی تلقین فرمائی۔ حضرت ابوسلمہ کی نماز جنازہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی پڑھائی۔

سیّدہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے دو بیٹے سیّدنا حضرت سلمہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور دو بیٹیاں حضرت زینب اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہما تھیں۔

عدت گزرنے پر انہیں نکاح کے پیغام آنے لگے، لیکن سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا انکار فرماتی رہیں۔ یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام بھجوایا۔ جس پر سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی عمر اور اہل و عیال کی بنا پر عذر پیش کیا مگر امام الانبیاء، سرور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشیت ایزدی کے تحت اصرار فرمایا اور ہر طرح سے انہیں تسلی دی اور اس طرح وہ ۴ھ کو حرم نبوی میں داخل ہو کر اُمّ المومنین کے اعزاز سے بہرہ مند ہوئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ایک حجرہ الگ کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے آرام کا بہت خیال رکھتے۔ حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا کی دانائی اور معاملہ فہمی کے متعلق امام الحرمین، سید الثقلین اور جد الحسن والحسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے کہ صنف نازک کی پوری تاریخ اصابت رائے میں ان جیسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ (الزرقانی ج ۳)

آپ متعدد غزوات مثلاً غزوۂ خیبر، غزوۂ طائف وغیرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھیں، علالت کے باوجود حجۃ الوداع میں بھی ہم رکاب رہیں۔ آپ نے طویل عمر پائی، واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ آپ کی زندگی میں پیش آئے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جرائیل امین علیہ السلام نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے نواسے، جنت کے شہزادے، راکب دوش رسول، جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین علیہ السلام کے کربلا میں شہید کئے جانے کی خبر وحشت اثر سنائی تو کربلائے معلیٰ کی مٹی بھی پیش کی اور فرمایا کہ: امام عالی مقام کی شہادت پر یہ مٹی خود بخود خون میں بدل جائیگی اور حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مٹی اُمّ المومنین سیّدہ اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا کے سپرد کر دی تھی اور واقعہ کربلا رونما ہونے پر حقیقتاً وہ مٹی خون میں تبدیل شدہ سیّدہ اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا نے خانوادہ رسالت کے مدینہ منورہ

میں موجود افراد کو دکھائی بھی تھی (واللہ اعلم بالصواب)

آپ بلند سیرت اور طبعاً فیاض تھیں، مسائل کی سوجھ بوجھ میں آپ کو خاص ملکہ نصیب ہوا تھا۔

سیّدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں آپ سے مروی ۱۳۷۸ احادیث بیان کی ہیں صاحب ''الاعلام'' کے بقول اُمُّ المومنین سیّدہ اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا لکھنا پڑھنا بھی جانتی تھیں۔

سیّدہ اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا کا ایک نمایاں وصف علماء کرام نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ انہوں نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محوِ گفتگو دیکھا۔ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ابوعثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس وقت سیّدہ اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا آپ کے پاس تشریف فرما تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام سے باتیں کرتے رہے۔ پھر اٹھ کر چلے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: یہ کون ہیں؟ (راوی کہتے ہیں کہ سوال کے کلمات من ھذا کے علاوہ کچھ اور بھی ہو سکتے ہیں) تو اس پر اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرمانے لگیں اللہ کی قسم! میرا تو یہی گمان ہے (راوی کہتے ہیں) کہ میں نے اللہ کے نبی علیہ السلام کا خطبہ سنا کہ آپ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے متعلق بتا رہے تھے۔ سلیمان التیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے یہ حدیث (مبارکہ) کس سے سنی ہے تو انہوں نے کہا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے)، (جلاء الافہام ص ۱۲۱) سیّدہ حضرت اُمُّ المومنین اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا کے نکاح کی وکالت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی۔

اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کون ہیں بعض نے کہا کہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں اس پر بعض آئمہ کی رائے ہے کہ وہ کمسن تھے۔ اس لئے وہ ولی نہیں ہو سکتے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں کمسنی میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں تھا اور کھانے کے پیالے میں ہاتھ مار رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ کا نام لو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور جو کچھ تمہارے آگے ہے اس میں سے کھاؤ (جلاء الافہام ص ۱۲۲)

اور بعض نے کہا کہ سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ولی کے طور پر یہ نکاح قائم کیا۔ ۶۳ ھ میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (سلام اللہ علیہا)

۷- اُمُّ المومنین سیّدہ زینب بنت جحش سلام اللہ علیہا

سیّدہ حضرت زینب بنت جحش سلام اللہ علیہا کا نسب نامہ یہ ہے:

زینب بنت جحش بن مدرکہ بن الیاس بن مضر اور آپ کی والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب اس طرح آپ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد ہیں۔ آپ کا رسول اللہ ﷺ کے حرم پاک میں داخل ہونا اللہ جلَّ مجدہٗ کی عظیم حکمتوں کا مظہر ہے اور اللہ جلَّ مجدہٗ کی طرف سے جو اعزاز اہل ایمان کی اس عظیم ماں کو نصیب ہوا ہے، امت مسلمہ اس کا شکر بجا لانے سے قاصر ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں طاقتور لوگ کمزوروں کو اپنا غلام بنا لیتے اور پھر ان کی کئی کئی نسلیں غلامی کی زندگی بسر کرتیں۔ اسلام نے غلامی کی اس روش بد کو نہ صرف بدلا بلکہ آہستہ آہستہ اس کا حکمت و دانائی کے ساتھ خاتمہ کر دیا اس ضمن میں امیر المومنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول قیامت تک آنے والی اولاد آدم کو انسانی حریت کا پیغام دیتا رہے گا کہ آپ نے فرمایا: ''تم نے لوگوں کو کب سے اپنا غلام بنا لیا ہے جبکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا ہے''۔

سیّدنا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ یمن کے ایک سردار کے بیٹے تھے۔ انہیں کسی نے غوا کیا پھر بیچا، ان کے بخت نے ان کی یاوری کی کہ اُمُّ المومنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ گئے۔ انہوں نے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایسی شفقت، محبت اور تعلق عطا فرمایا کہ: جب زید کے حقیقی والد سراغ ملنے پر مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور اپنی آنکھوں کا نور اپنا بچھڑا جگر گوشہ پا لیا اور امام الانبیاء علیہ السلام سے درخواست کی کہ انہیں آزاد کر دیا جائے تا کہ وہ انہیں واپس لے جائیں ان کی ماں اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک بہم پہنچا سکے تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے زید آزاد ہیں۔ وہ اگر تمہارے ساتھ جانا چاہیں تو بخوشی جا سکتے ہیں زید کو بلایا گیا۔ رسول اللہ کا فیصلہ سنایا گیا مگر زید تو جان چکے تھے کہ دنیا و آخرت کی کامیابی کے سارے سامان تو دامان مصطفیٰ ﷺ میں پنہاں ہیں۔ اس محبت و رحمت و رافت کے سائے سے نکلنا تو حرماں نصیبی کی انتہاء ہے۔ حقیقی والد کو انکار کا فیصلہ سنا کر رحمۃ للعالمین کی چادر میں چھپ گئے۔ بس پھر کیا تھا، زید کا ستارہ اوج پر پہنچا اور آپ ﷺ انہیں بیت اللہ میں لائے اور دنیا بھر کو سنا دیا گیا کہ آج سے زید امام المرسلین، سید الاولین، والآخرین رضی اللہ عنہ کا متبنیٰ یعنی منہ بولا بیٹا ہے۔

یہاں سے اس حکمت ایزدی کے تقاضوں کے پورا ہونے کی ابتداء ہوتی ہے جس کی بناء پر سیّدہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کو حرم پاک میں داخل ہونے کا اعزاز میسر آیا۔ صدیوں سے یہ بات معاشرتی زندگی کا جزو لاینفک بن چکی تھی کہ لوگ منہ بولے رشتوں کی حرمت حقیقی رشتوں کے مساوی گردانتے تھے۔ جبکہ یہ فطرت اور قانون الٰہی کی منشاء کے خلاف ہے۔ حرمت صرف حقیقی یعنی خون کے رشتوں کے لئے ہے دیگر کے لئے نہیں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے تو ذات پات کے بتوں کو پاش پاش کرنے کے لئے اپنی پھوپھی زاد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا رشتہ غیر قریش یعنی حضرت زید رضی اللہ عنہ کے لئے مانگا، تو اولاً عذر لاحق ہوگیا۔ جب وحی آئی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کردینا ہی ایمان ہے تو یہ نکاح ہوگیا۔ مگر زیادہ دیر نبھ نہ سکا۔ سیّدنا حضرت زید رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں بار بار سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دینے کی اجازت مانگتے مگر حضور سیّد عالم ﷺ انہیں ایسا کرنے سے باز رہنے کی تلقین فرماتے۔ مشیت ایزدی کچھ اور تھی۔ چنانچہ طلاق واقع ہوگئی اور اللہ جلّ مجدہٗ نے آسمانوں پر ہی سیّدہ زینب کا نکاح اپنے حبیب مکرم ﷺ سے کردیا اور صحیح مسلم اور سنن نسائی کی روایات صحیحہ کے مطابق سرور انس وجاں، فخر عالمیاں ﷺ کسی اجازت کے بغیر اپنی اس عظیم زوجہ محترمہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ اہل تحقیق کے مطابق چار سو درہم حق مہر مقرر ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اس ولیمے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گوشت سے تواضع فرمائی اور اس موقع پر آیات حجاب (الاحزاب) نازل ہوئیں اور اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ وہ میزبان کے ہاں بے ضرورت بیٹھ کر گپ شپ میں مصروف نہ رہا کریں۔

سیّدہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا دیگر ازواج مطہرات کے مقابلے میں عبادت و ریاضت میں زیادہ وقت صرف کرتیں جس کی بناء پر رسول اللہ ﷺ کی خاص توجہ انہیں حاصل تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے حرم پاک میں داخلے کے وقت سیّدہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی عمر ۳۵ برس تھی اور بہت زیادہ فیاض تھیں، فارغ اوقات میں چمڑے کی دباغت اور منکوں کے ہار پروتیں اور جس قدر آمدنی ہوتی سب اللہ کی راہ میں خرچ کردیتیں۔ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں جب سالانہ وظیفے کی رقم بارہ ہزار دراہم آپ کی خدمت میں لائے گئے تو آپ نے انہیں ہاتھ تک لگانا گوارا نہ کیا اور آپ کے حکم سے وہ ساری رقم مستحقین میں تقسیم کردی گئی۔

آپ کی مرویات کی تعداد محدثین نے گیارہ بتائی ہے۔ ۲۰ھ میں شدید گرمی کے موسم میں آپ نے

وفات پائی۔ آپ بڑے فخر سے فرمایا کرتیں کہ (زَوَّجنی اللّٰہ مِنْ فَوْق سَبْعَ سَمٰوَاتِہٖ) یعنی اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں سے اوپر میری شادی کی۔ آپ جنت البقیع میں آرام فرما ہوئیں۔

ام المؤمنین سیّدہ زینب بنت خزیمہ الہلالیہ سلام اللہ علیہا (ام المساکین)

آپ کا تعلق قبیلہ بنو ہلال سے ہے۔ اس بناء پر آپ کو الہلالیہ کہا جاتا ہے۔ آپ کے نسب نامے کو بیان کرتے ہوئے علماء انساب نے صرف اتنا تحریر کیا ہے۔ زینب بنت خزیمہ بن الحارث بن عبداللہ آپ کو پروردگار عالمین کی طرف سے یہ وصف نصیب ہوا تھا کہ زمانہ جاہلیت میں بھی آپ فقراء و مساکین کا بہت زیادہ خیال رکھتیں۔ جو مال بھی آپ کے پاس آتا وہ سب مساکین میں تقسیم کر دیا جاتا۔ اس بناء پر آپ ام المساکین یعنی مسکینوں کی ماں کے لقب سے خوب شہرت پا چکی تھیں۔

سب سے پہلے آپ کا نکاح طفیل بن حارث سے ہوا، نباہ نہ ہوا، طلاق ہوگئی۔ اس کے بعد آپ سیّدنا حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ غزوۂ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اللہ جلّ مجدہٗ کی مخلوق میں سب غریبوں، مسکینوں سے پیار کرنے والی یہ عظیم عورت جب اتنے عظیم صدمات سے دوچار ہوئی تو اللہ رب العزت کو ان پر کیسا ترس آیا اور رحمٰن و رحیم کے رحم کی تجلی ان کی طرف مبذول ہوئی اور وہ اُمّ المومنین کے شرف سے نواز دی گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار سو درہم پر ان سے نکاح فرمایا۔ اس نعمت عظمیٰ سے نوازے جانے کے بعد زندگی نے زیادہ مہلت نہ دی اور ابن قیم الجوزیہ کی تحقیق کے مطابق نکاح کے دو یا تین ماہ بعد آپ وصال فرما گئیں۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔

۹۔ اُمّ المومنین سیّدہ حضرت جویریۃ الحارث سلام اللہ علیہا

اُمّ المومنین سیّدہ حضرت جویریہ سلام اللہ علیہا قبیلہ بنو المصطلق کے سردار حضرت الحارث بن ابی ضرار الخزاعی کی بیٹی ہیں ان کے حرم پاک میں داخل ہونے کا سبب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یہ بات پہنچی کہ قبیلہ بنو المصطلق اہل ایمان پر حملے کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ پیش بندی کے طور پر سرور کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان ۵ ھ یا بعض روایات کے مطابق ۶ ھ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مریسیع کے مقام پر دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں۔ سیّدنا

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور ان پر واضح کیا کہ کلمہ طیبہ پڑھ لینے سے ان کے جان و مال محفوظ ہو جائیں گے۔ انہوں نے انکار کرتے ہوئے جنگ شروع کر دی۔ تیر اور نیزوں کا خوب استعمال ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ایمان کو یکبارگی حملے کا حکم دیا۔ جس کے نتیجے میں دشمن کے دس آدمی مارے گئے اور باقی تمام قبیلہ کے مرد و عورت قیدی بنا لئے گئے۔ سردار حارث کی بیٹی ''جویریہ رضی اللہ عنہا'' جن کا حرم پاک میں داخل ہونے سے قبل نام ''برہ'' تھا۔ وہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے قبضے میں آئیں۔ آپ چونکہ سردار کی بیٹی تھیں اس لئے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آزادی کی خواہش کا اظہار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے خرید کر آزاد کر دیا۔ بعد میں بعض مصلحتوں اور حکمتوں کی بناء پر قبیلے کی تالیف قلب کے لئے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشیت ایزدی کے تحت ان سے نکاح فرمایا۔ اس نکاح کی بدولت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے قبیلے کے تمام قیدیوں کو کہ جن کی تعداد سو کے لگ بھگ تھی آزاد کر دیا اور یہی آزادی اس نکاح کا حق مہر قرار پائی۔ پورے قبیلے نے اس مناکحت کو اپنے حق میں خیر و برکت کا موجب قرار دیا۔ حضور نبی کریم، رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قبیلے کے ساتھ فراخدلی، حسن سلوک اور آبرومندانہ رویے کی بے مثل روایات قائم کیں جس کی بناء پر خود حارث اور اس کے بہت سے ساتھی ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

سیّدہ حضرت جویریہ سلام اللہ علیہا سے محدثین نے کل سات روایات امت تک پہنچائی ہیں۔ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں آپ کے لئے چھ ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر فرما دیا تھا۔ آپ نے ۵۶ھ میں ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔ والئ مدینہ مروان بن الحکم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

۱۰- اُمّ المومنین سیّدہ حضرت صفیہ بنت حی، سلام اللہ علیہا

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم پاک میں داخل ہو کر اہل ایمان کی عظیم ماں کا درجہ پانے والی ایک سیّدہ صفیہ بنت حی بن اخطب سلام اللہ علیہا ہیں۔ آپ کا اصل نام زینب ہے۔ صفیہ اس بناء پر کہلاتی ہیں کہ عربوں میں یہ دستور تھا کہ مالِ غنیمت کا جو حصہ امام یا بادشاہ کے لئے مخصوص ہو جاتا اسے صفیہ کہتے تھے۔ چونکہ آپ بھی غزوۂ خیبر میں اسی دستور کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئی تھیں۔ اس

لئے صفیہ کہلائیں۔ آپ کے والد مدینہ منورہ کے یہودی قبیلہ بنونضیر کے ممتاز رہنما تھے۔ جبکہ آپ کی والدہ برہ قبیلہ بنوقریظہ کے رئیس سموٴال کی بیٹی تھیں۔

میثاقِ مدینہ سے انحراف کرتے ہوئے قبیلہ بنو النضیر نے مشرکین مکہ کے ساتھ مل کر غزوہٴ احزاب میں مشرکین مکہ کا ساتھ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے انصار کے ایک رئیس حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم مقرر کیا اور ان کے فیصلے کے مطابق جب اس قبیلے کو سزا دی گئی تو اس میں حی بن اخطب بھی مارا گیا۔

سیّدہ حضرت صفیہ سلام اللہ علیہا قبیلہ بنونضیر کے ایک سردار کے بیٹے کنانہ ابن الربیع بن ابی الحقیق کے عقد میں تھیں۔ جب غزوہٴ خیبر میں وہ مارا گیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا مالِ غنیمت میں رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آئیں اور آپ ﷺ نے ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دے کر حرم پاک میں داخل فرما لیا۔ جس سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا نصیبہ قابل رشک بلندیوں کو چھونے لگا اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بقول آپ ﷺ کے اس عمل سے قیامت تک لونڈی کی آزادی نکاح کے لئے اس کا حق مہر قرار پائی۔

سیّدہ حضرت صفیہ سلام اللہ علیہا یہود کے ایک رئیس کی بیٹی تھیں۔ رب تعالیٰ نے انہیں امام المرسلین ﷺ کی زوجیت کا شرف عطا فرما دیا۔ سیّدہ حضرت صفیہ سلام اللہ علیہا دیگر ازواج مطہرات سلام اللہ علیہن کی طرح علم و فضل کا مرکز تھیں۔ لوگ دور دور سے حل طلب مسائل لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ محاسن اخلاق میں وہ بلند مقام پر فائز تھیں۔ انتہائی عاقلہ، حلم و بردباری اور صبر و تحمل میں اپنی مثال آپ تھیں اور بہادری، ایثار، قناعت، صاف دلی، سادگی، فیاضی اور سیر چشمی میں شہرت رکھتی تھیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق ایک انتہائی دلچسپ واقعہ تحریر فرمایا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے اسحاق بن منصور رحمۃ اللہ علیہ اور عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ وہ سیّدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ سیّدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تک یہ بات پہنچی کہ حضرت حفصہ سلام اللہ علیہا نے کہا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تو ایک یہودی کی بیٹی ہیں اس پر وہ رونے لگ گئیں۔ اس اثناء میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ نے فرمایا: کس وجہ سے رو رہی ہو؟ عرض کیا کہ: حضرت اُمّ المومنین حفصہ سلام اللہ علیہا نے میرے متعلق کہا ہے کہ میں ایک یہودی کی بیٹی ہوں۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یقیناً آپ ایک عظیم الشان نبی علیہ السلام کی بیٹی ہیں اور یقیناً تمہارے چچا بھی نبی ہیں (علیہ السلام) اور بلاشبہ تم ایک نبی علیہ السلام کی بیوی ہو۔ وہ یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کس بناء پر

تمہارے مقابلے میں فخر کرتی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے سیدہ حضرت حفصہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: اے حفصہ! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ (جلاء الافہام ص ۱۲۳)

۱۱۔ اُمّ المومنین سیّدہ حضرت میمونہ بنت الحارث الہلالیہ سلام اللہ علیہا

اُمّ المومنین سیّدہ حضرت میمونہ بنت الحارث بن حزن بن بجیر الہلالیہ کا اصل نام برہ تھا آپ ﷺ نے ان کا نام میمونہ رکھا۔ آپ کی والدہ کا نام ہند بنت عوف الحمیر یہ تھا۔ سیّدہ حضرت میمونہ سلام اللہ علیہا سیّدنا حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم کی خالہ تھیں۔ حرم رسول ﷺ میں داخل ہونے سے قبل ابورہم بن عبدالعزیٰ کی زوجیت میں تھیں۔ ان کی وفات کے بعد جب حضور سیّد عالم ﷺ ۷ ھ میں عمرہ قضا کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چچا سیّدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے سیّدہ میمونہ کو امہات المومنین میں داخل ہونے کا اعزاز نصیب ہوا۔

بعض محققین کی رائے تو یہ ہے کہ یہ نکاح حالت احرام میں ہوا لیکن مشہور محدث حضرت امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ عمرہ کی ادائیگی کے بعد مکہ مکرمہ سے سات میل کے فاصلے پر واقع سرف میں یہ تقریب منعقد ہوئی اور نکاح کی سفارت سیّدنا حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے سرانجام دی۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے پانچ سو درہم حق مہر ادا فرمایا اور اتفاق یہ ہے کہ ۵۱ ھ یا ۶۳ ھ میں جب آپ کی وفات ہوئی تو اس وقت بھی آپ مقام سرف پر ہی قیام فرما تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ سیّدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھائی۔ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کے لئے دس ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا تھا۔

آپ نے طویل عمر پائی۔ اپنے آپ کو سیاسیات سے الگ رکھا۔ آپ خوف خدا رکھنے والی، متقی اور صلہ رحمی کرنے والی خاتون تھیں۔ علم دین کی اشاعت میں خوب حصہ لیا۔ محدثین نے آپ سے چھہتر احادیث روایت کی ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں کئی غلام خرید کر آزاد کئے۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے ایک مرتبہ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو خصوصی اعزاز عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ: حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تینوں بہنیں مومن ہیں۔

حضور سیّد عالم ﷺ کی زوجیت میں آ کر اُمّ المومنین کا اعزاز پا کر دنیا کی تمام عورتوں میں فضیلت و برکت سے مالا مال ہونے والی حضرت سیّدہ میمونہ سلام اللہ علیہا آخری نمبر پر ہیں۔ محدثین و محققین کے

نزدیک یہ کل گیارہ ازواج مطہرات ہیں جو آپ ﷺ کے حرم پاک میں داخل ہوئیں۔

جہاں تک سیّدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا تعلق ہے تو اس ضمن میں محدثین و محققین نے وضاحت کی ہے کہ انہیں شاہ مصر مقوقس نے تحفۃً بھیجا تھا۔ ان کے ساتھ ان کی بہن حضرت سیرین رضی اللہ عنہا اور مزید دو اور خادمائیں تھیں۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے سیّدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو اپنی ''سریہ'' بنایا اور حضرت سیرین کو اپنے شاعر سیّدنا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ان سے ایک بیٹا عطا فرمایا جن کا نام عبدالرحمٰن بن حسان ﷺ ہے۔

حضور سیّد عالم ﷺ نے سیّدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے لئے مدینہ منورہ کے بالائی حصے (العالیہ) میں رہائش کا انتظام فرمایا۔ آپ وہاں تشریف لے جاتے، یہ مکان بعد میں مشربہ اُمّ ابراہیم کے نام سے مشہور ہوا۔

اللہ جلّ مجدہٗ نے اپنے حبیب مکرم، شفیع معظم ﷺ کو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ایک بیٹا عطا فرمایا۔ جن کی ولادت ماہ ذوالحجہ ۸ ھ میں ہوئی۔ آپ ﷺ کے ایک صحابی سیّدنا حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو سب سے پہلے آپ کے بیٹے کی ولادت کی خوشخبری سنائی۔ جس پر آپ ﷺ اس قدر مسرور ہوئے کہ انہیں ایک غلام عطا فرما دیا۔ آپ ﷺ نے ان کا نام ابراہیم رکھا اور ساتویں دن ان کا سر منڈوا کر عقیقہ کیا۔ حضرت اُمّ بردہ رضی اللہ عنہا نے انہیں دودھ پلایا۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی ایک نخلستان عطا فرمایا۔

اٹھارہ یا بیس ماہ بعد سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی۔ اپنے لخت جگر کی وفات پر امام المرسلین، سید الاوّلین والآخرین ﷺ بے حد مغموم ہوئے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس عالم غم میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''آنکھیں ڈبڈبا آئی ہیں، دل غمگین ہے، لیکن زبان پر ایسا کلمہ نہیں لا سکتے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو، اے ابراہیم! ہم تیرے فراق میں غمزدہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہم اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھتے ہیں'' (انساب الاشراف ج ا ص ۴۵۱)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ یا بقول بعض اُمّ بردہ رضی اللہ عنہا نے انہیں غسل دیا اور ایک چھوٹی چارپائی پر آپ کا جنازہ لا کر جنت البقیع میں سیّدنا حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ کی قبر تیار کی گئی۔ حضور سیّد عالم ﷺ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ قبر کے کنارے تشریف فرما رہے اور حضرت فضل بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما قبر میں تدفین کے لئے اترے۔ آپ ﷺ کے حکم پر قبر کے سرہانے ایک

پتھر رکھا گیا اور قبر پر پانی چھڑکا گیا۔

اتفاق امر ہے کہ سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے موقع پر سورج گرہن ہوا۔ جس پر لوگوں نے اس کا حضرت ابراہیم کی وفات سے تعلق جوڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً اس کی تردید فرمائی اور فرمایا کہ:
سورج گرہن کا کسی کی وفات یا پیدائش سے کچھ تعلق نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے۔

شیخین یعنی سیّدنا صدیق اکبر اور سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما اپنے اپنے ادوار خلافت میں سیّدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی بہت تعظیم کرتے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتے رہے۔ ان کا مقررہ وظیفہ انہیں تاحیات باقاعدگی سے ملتا رہا۔ ان کا ایک اور اعزاز علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ سیّدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا تعلق مصر کے بالائی علاقے انصنا کے گاؤں حفن سے تھا اور سیّدنا حضرت امام حسن علیہ السلام کی سفارش پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس پورے گاؤں کا خراج ارضی معاف فرما دیا تھا۔

سیّدہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا نے عہد فاروقی میں ۱۶ھ میں ماہ محرم میں وفات پائی۔ خود سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

☆☆☆☆

امام ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابو محمد المقدسی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضور سیّد عالم، نور مجسم، شفیع معظم، رحمت عالم اور مطاع مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم پاک میں کل گیارہ عورتوں کو اہل ایمان کی عظیم مائیں ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ ان کے بقول سات ایسی عورتیں ہیں کہ جن سے آپ کا عقد ہوا لیکن حرم میں داخل نہ ہو سکیں۔ سیّدہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا "سریہ" ہیں یعنی باندی کے طور پر رہیں۔

البدایہ والنھایہ میں ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ ایک اور لونڈی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں تھیں جن کا نام حضرت ریحانہ بنت زید قرظیہ ہے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے ان کے خاندان میں واپس بھجوا دیا۔

عالیہ رضی اللہ عنہا

ان کے متعلق علماء میں اختلاف ہے، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ یہ نکاح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کچھ عرصہ مقیم رہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں طلاق دے دی اور البدایہ والنھایہ کے

مطابق بعض دیگر علماء کہتے ہیں کہ یہ حرم پاک میں داخل ہونے سے قبل ہی مطلقہ ہوئیں۔

(البدایۃ والنھایہ ص ۳۴۹ ج ۵)

اسماء بنت نعمان رضی اللہ عنہا:

ان کا تعلق قبیلہ بنوفزارہ کے حیف قبیلہ بنوجون کندی سے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کا نکاح ہوا اور رخصتی سے قبل ہی انہوں نے پناہ طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں طلاق دے دی۔

سیّدہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا:

البدایہ والنھایہ والے ابن عساکر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح ہوا۔ یہ شام سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئیں مگر راستے میں ہی انتقال فرما گئیں۔ (البدایہ ص ۳۵۰ ج ۵)

سیّدہ حضرت شراف رضی اللہ عنہا

یہ رشتے میں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی خالہ ہیں۔ ان سے بھی عقد ہوا۔ مگر مدینہ منورہ پہنچنے سے قبل ہی وفات پا گئیں۔

سیّدہ حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا:

ان کا تعلق قبیلہ بنوکلاب سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آنے سے قبل حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے عقد میں تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان سے عقد ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں رخصتی سے قبل ہی طلاق دیدی۔ اللہ جلّ مجدہٗ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اپنی بے پناہ حکمتوں کی بناء پر یہ رخصت عطا فرمائی تھی کہ جو عورت بھی چاہے اپنے آپ کو میرے نبی علیہ السلام کے لئے ہبہ کرسکتی ہے۔ اس بناء پر محدثین نے متعدد عورتوں کے نام گنوائے ہیں کہ جنہوں نے اپنی ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہبہ کی اور آپ نے رخصتی سے قبل ہی انہیں آزاد کردیا۔

اللہ کریم کی کروڑوں رحمتیں او برکتیں نازل ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات سلام اللہ علیہن اجمعین پر۔

وَذُرِّيَّتِہٖ (سلام اللہ علیہم)

اہل ایمان کو بعض درود پاک میں یہ کلمات سکھائے گئے ہیں کہ

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ"

آل، ازواج کا مفہوم واضح ہو جانے کے بعد یہ بھی ضروری ہے کہ درود بھیجنے والے کے ذہن میں ذریت کا مفہوم بھی صاف اور واضح ہوتا کہ اسے یقین اور دلجمعی کی کیفیت حاصل رہے۔ اہل لغت کے نزدیک اس ضمن میں کوئی اختلاف نہیں کہ ذریت کا کلمہ اولاد کے لئے مستعمل ہے خواہ اولاد چھوٹی ہو یا بڑی۔ اس کی قرآن حکیم میں کئی مثالیں موجود ہیں۔

۱- سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۲۴ میں ارشاد ہوتا ہے:

"وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ط قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ط قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ط"

ترجمہ: اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے پالنہار نے چند باتوں میں آزمایا تو وہ ان میں پورے اترے، ارشاد ہوا کہ یقیناً میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے۔

گویا یہاں کلمہ "ذریت" مطلقاً اولاد کے لئے ہے۔ چھوٹی بڑی کا امتیاز نہیں۔

۲- سورہ آل عمران کی آیات ۳۳ اور ۳۴ میں ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۝ ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ط"

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آلِ عمران کو جہان والوں پر چن لیا ہے، وہ سب ایک دوسرے کی اولاد ہیں۔

۳- سورہ الانعام کی آیت نمبر ۸۷ میں ہے۔

"وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ○"

ترجمہ اور ہم نے ان کے آباء اور ان کی اولادوں اور ان کے بھائیوں کو چنا اور انہیں سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کی۔

۴۔ اسی طرح سورہ الاسراء کی آیات ۲ اور ۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا○ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا○"

ترجمہ: اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا فرمائی اور اسے بنی اسرائیل کے لئے رہنما بنایا تا کہ وہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ بنالیں، اولاد کو جسے کہ ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ سوار کیا۔ یقیناً وہ شکر گزار بندہ تھے۔

بعض علماء کلمہ ذریت میں آباء کو بھی شامل کرتے ہیں۔ مگر اہل لغت اس کا انکار کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کلمہ ذریت بعد میں آنے والی چیز اور نسل کیلئے استعمال ہوتا ہے اور وہ اپنی دلیل کے طور پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پیش کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ" (الانعام آیت ۸۷)

ترجمہ: اور ان کے آباء واجداد میں سے اور ان کی اولادوں اور ان کے بھائیوں سے۔

اس آیت مبارکہ میں نسب کی تینوں جہتوں یعنی اوپر، نیچے اور اطراف کا ذکر ہے۔

یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ کلمہ "ذریت" سے مراد اولاد در اولاد ہے۔ یہاں ایک اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا بیٹوں کے علاوہ بیٹیوں کی اولاد بھی اس میں شامل ہوگی یا نہ۔ تو اس ضمن میں بھی علماء کے دو قول ہیں اور ان دونوں اقوال کی بنیاد وہ دو روایات ہیں جنہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ ایک روایت کے مطابق وہ بھی شامل ہے اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور دوسری روایت کے مطابق بیٹیوں کی اولاد ذریت میں شامل نہیں اور یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور جو اہلِ علم اس بات کے قائل ہیں کہ بیٹیوں کی اولاد بھی ذریت میں شامل ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ سیّدہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اولاد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت میں شامل ہے اور وہ اس رحمت کی مصداق ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ السلام اور آپ کی آل پر نازل ہوتی ہے۔ بعض علماء اس امر کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں اور اس

خصوصیت کی وجہ درج ذیل ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سیّدنا حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کے بیٹے امام حسن علیہ السلام کے متعلق فرمایا ''اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ'' بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے۔

اس ارشاد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسے کو اپنا بیٹا فرمایا۔ مزید براں یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے نجران کے نصرانیوں کے متعلق آیت مباہلہ نازل فرمائی اور ارشاد ہوتا ہے:

''فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ'' (آل عمران ۶۱)

ترجمہ: تو جو کوئی بھی علم آجانے کے بعد اس میں آپ سے حجت بازی سے کام لے (جھگڑے) تو فرما دیجئے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔

اس پر سرور انبیاء، شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ، سیّدنا حسن اور سیّدنا حسین علیہم السلام کو بلایا اور مباہلہ کے لئے تشریف لے چلے۔

ان علماء کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیّدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا:

''وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ'' (الانعام ۸۴، ۸۵)

ترجمہ: اور آپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی ذریت میں سے حضرت داؤد، حضرت سلیمان، اور حضرت ایوب اور حضرت یوسف، اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام ہیں اور ہم بھلائی کرنے والوں کو اسی طرح نوازا کرتے ہیں اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہم السلام ہیں۔

اس آیت مبارکہ نے واضح کیا کہ سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں داخل ہونا اپنی والدہ ماجدہ سیّدہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی بناء پر ہے۔ بہر کیف سلام ہو، رحمت ہو، درود ہو، برکت ہو آقائے نامدار، سرور کائنات، فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ پر آپ کی آل اطہار، ازواج پاک پر اور آپ کی ذریت نامدار پر ہمیشہ ہمیشہ بے حساب ولاتعداد۔

كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ اِبْرٰهِيْمَ (علیہ السلام)

ہمیں سرورِ انبیاء منبع صدق وصفا، شافع روز جزاء ﷺ نے درود پاک میں سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی صلوٰۃ بھیجنے کا حکم دیا ہے

اس لئے مناسب ہوگا کہ سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے متعلق چند معلومات بھی بہم پہنچیں۔

ابراہیم سریانی زبان کا کلمہ ہے اور اس کے معنی ہیں ''اب رحیم'' یعنی مہربان باپ، اللہ جلّ مجدہٗ وعزاسمہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اولاد آدم کا تیسرا باپ ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔ ہمارے پہلے باپ آدم علیہ السلام اور دوسرے سیّدنا حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ آپ کے بعد تمام اہل زمین آپ ہی کی اولاد ہیں جیسا کہ سورہ الصافات کی آیت نمبر ۷۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبَاقِيْنَ O'' ترجمہ: اور ہم نے ان کی ذریت کو ہی باقی رہنے والا بنایا۔ اور تیسرے باپ حنفاء کے امام، جدالانبیاء اور خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بے حد عقیدت ومحبت رکھتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہمیں بتایا کہ جب سیّدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے نورنظر اور ذبیح اللہ سیّدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ تعمیر کرلیا تو پروردگار سے چند دعائیں مانگیں جن میں سے ایک دعا یہ بھی تھی کہ ''اے اللہ! ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیج جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ فرمائے''۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں دعائے خلیل ہوں جو انہوں نے بنائے کعبہ کے وقت مانگی۔

بخاری شریف میں ہے کہ فتح مکہ کے وقت جب رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ مشرکین نے بیت اللہ شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصاویر اس طرح بنا رکھی تھیں کہ وہ تیروں کے ساتھ حصے تقسیم کر رہے ہوں۔ (یہ مشرکین کا

ایک مشرکانہ عمل تھا) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ انہیں ہلاک کرے انہیں معلوم ہے کہ ہمارے بزرگ نہ تو تیروں کے ذریعے حصے تقسیم کرتے تھے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی رسول علیہ السلام کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اس کے سوا نبیوں میں سے کسی کے طریقے کی پیروی کرے''۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝''

(النحل آیت ۱۲۳)

ترجمہ: پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کی پیروی کرو جو راست رو تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے باپ اور دین فطرت کے لانے والے ہیں۔ سورہ الحج کی آیت نمبر ۷۸ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ''۔

ترجمہ: اس نے تمہیں چن لیا اور دین کے ضمن میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا طریق انہوں نے ہی اس سے قبل تمہیں مسلمین کا نام دیا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الکبریٰ'' میں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کردہ حدیث مبارکہ بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ تاکید فرماتے کہ وہ صبح وشام یہ کہا کریں کہ ''ہم اسلام کی فطرت، کلمہ اخلاص، اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کے دین اور اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریق پر قائم ہوئے جو راست رو مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے''۔

اللہ جلّ مجدہٗ کی طرف سے سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو امام، امت، قانت اور حنیف کے پیارے پیارے نام عطا ہوئے۔ حضور سیّد عالم ﷺ سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بے پناہ عقیدت رکھتے۔ انہیں عزت واحترام عطا کرتے اور ان کی نسل سے ہونے پر فخر فرماتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص حضور سیّد عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا! ''یَا خَیْرَ الْبَرِیَّةِ'' اے ساری مخلوق میں سب سے بہتر۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذَاكَ اِبْرٰهِیْمَ'' وہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ (مسلم رحمۃ اللہ علیہ، ابوداود رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ)

بخاری اور مسلم شریف میں ہے کہ سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام لوگ ننگے اٹھائے جائیں گے اور سب سے پہلے سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: لوگوں میں سب سے زیادہ شکل و شباہت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ میں ہوں۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ اپنے نواسوں سیّدنا امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پر یہ کلمات ''اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ، مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ، وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ'' پڑھ کر دم فرمایا کرتے اور یہ بھی ارشاد فرماتے کہ: سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے صاحبزادوں سیّدنا حضرت اسماعیل اور سیّدنا حضرت اسحاق علیہما السلام پر یہی کلمات پڑھ کر دم فرمایا کرتے تھے۔

سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کے جد امجد اور آپ کی تشریف آوری کے لئے دعائیں مانگنے والے ہیں، انہیں ذبح عظیم کے ذریعے فدیہ بھی ملا تھا اور جو قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مانگی گئی تھی اس کی تکمیل واقعہ کربلا میں نواسہ رسول، جگر گوشہ بتول، نور نظر سیّدنا حضرت علی علیہ السلام کی صورت میں ہوئی تھی۔ امت مسلمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا تیسرا باپ، امام الحنفاء، کائنات کے ستون اور تمام ادیان کے پیروکاروں کے نزدیک محبوب و معظم تسلیم کرتے ہوئے ان کے اس احسان کا شکر اس طرح ادا کرتی ہے کہ ہر نماز کے آخری قعدے میں ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی گئی صلوٰۃ و برکت کا ذکر کرتی ہے اور اس کی سب سے بڑی توجیہہ اور دلیل پیغمبر آخر الزمان، سیّد عالمیاں ﷺ کی ہمیں تعلیم و تاکید ہے۔

نماز جنازہ کی ادائیگی میں صلوٰۃ وسلام کی اہمیت

اسلام دین فطرت ہے۔ اس نے جہاں زندہ لوگوں کے حقوق وفرائض کو تفصیل سے بیان کیا ہے وہاں اس نے مُردوں کے حقوق بھی بیان کر دیئے ہیں جن میں سے ایک حق دنیا سے جانے والے مسلم و مومن مرد وزن اور بچے کا یہ ہے کہ اسکی نماز جنازہ پڑھی جائے۔

نماز جنازہ کی ادائیگی ان لوگوں کے تمام تر اعتراضات کا شافی ووافی جواب ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کسی انسان کے مرجانے کے بعد زندہ لوگوں کا اس کے حق میں کوئی عمل اسے کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچاتا۔

یہ نظریہ یہ سوچ درحقیقت اس امر کی کلی نفی کرتی ہے کہ زندہ لوگ اپنی نمازوں میں جو یہ دعا پڑھ رہے ہیں کہ ''رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ o'' ترجمہ: اے ہمارے پالنہار مجھے، میرے ماں باپ اور تمام اہل ایمان کو حساب قائم ہونے والے دن بخش دے۔

معاذ اللہ! اس کا کوئی فائدہ نہیں امت ایک بے سود ولا یعنی عمل میں مصروف ہے۔ اس طرح اس سوچ اور نظریے کی بدولت ان لوگوں کے نزدیک زندہ اولاد کو اپنے وفات پا جانے والے والدین کے حق میں ''وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا o'' (القرآن) ترجمہ: اور کہئے اے میرے پالنہار ان دونوں (میرے والدین) پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا۔ کچھ فائدہ نہ دے گا۔

یہ بات ذہن نشین کر لینے کے بعد کہ نماز جنازہ، دعا، دفن، قبر پر دعا، قبر پر اذان، واپسی پر قدم قدم پر دعا، اس کے بعد تمام زندگی ان کے حق میں صدقات وخیرات، تلاوت ونفل، ذکر اذکار کی محافل سب کی سب مردوں کے حقوق میں شامل ہیں۔

یہ بات قرآن حکیم سے ثابت ہے کہ جب سیّدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام، سیّدنا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ایک بستی میں پہنچے، بستی والوں نے انہیں مہمان بنانے سے انکار کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک گری ہوئی دیوار دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ: آیئے اس دیوار کو ٹھیک کر

دیں۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے متعجب ہو کر فرمایا کہ: بستی والے تو ہمیں کھانا کھلانے پر راضی نہیں اور آپ ان کی دیوار تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ بعد میں جب حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے علم لدنی کے راز کلیم اللہ علیہ السلام پر ظاہر فرمائے تو ان میں اس دیوار کے متعلق بتایا کہ یہ نیک والدین کی ملکیت ہے۔ انہوں نے اپنی چھوٹی اولاد کے لئے خزانہ اس میں چھپا رکھا ہے تاکہ بچے بڑے ہو کر اس سے مستفید ہو سکیں۔ دیوار کے گرے رہنے سے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ خزانہ دوسروں کے ہاتھ نہ لگ جائے اور اولاد محروم رہے۔ قرآن حکیم نے کتنے واضح انداز میں اہل ایمان کو بتا دیا کہ جب ماں باپ کی نیکیاں ان کے مرنے کے بعد ان کی اولاد کو نفع پہنچاتی ہیں تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ زندہ اولاد کی نیکیاں مردہ والدین کو نفع نہ دیں۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ:

''اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ وَعِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ وَوَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهٗ'' (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: جب انسان مرجاتا ہے تو اس سے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین قسم کے لوگوں سے یہ عمل ختم نہیں ہوتا، ۱۔ صدقہ جاریہ، ۲۔ مفید علم اور ۳۔ نیک اولاد جو اس کے حق میں دعا کرتی رہتی ہے۔

اسی طرح مسلم شریف کے ''باب الوصایا'' اور مشکوٰۃ شریف میں ''کتاب الوقف'' میں آیا ہے کہ سیّدنا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے والد کا جب انتقال ہوا تو انہوں نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میری طرف سے سو غلام خرید کر آزاد کر دیئے جائیں۔ چنانچہ ان کے بھائی ہشام نے اپنے حصے کے پچاس غلام خرید کر باپ کی طرف سے آزاد کر دیئے، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ! میرے باپ نے یہ وصیت کی تھی۔ میرے لئے کیا حکم ہے، اس پر سرور کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''اِنْ كَانَ مُسْلِمًا فَمَا تَحَجَّجْتُمْ عَنْهُ وَمَا تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ وَمَا تَعَقَّدْتُّمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ''

(مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: اگر وہ مسلمان ہوتا تو تم اس کی طرف سے جو حج کرتے جو صدقہ وخیرات کرتے اور جو غلام آزاد کرتے وہ اسے پہنچتا۔ کتنا واضح اور بلیغ ارشاد ہے کہ زندوں کی نیکیاں مُردوں کو

پہنچتی ہیں۔

ہم یہاں صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ نماز جنازہ ہر وفات پا جانے والے مسلم مرد و عورت، بچہ و بچی کی پڑھی جاتی ہے اور اس میں بھی درود پاک پڑھنا واجب ہے۔ حضور سیّد عالم ﷺ رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے اور اپنی امت سے آپ کو بے حد و حساب پیار ہے۔ جس انسان کامل ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے قرب میں قاب قوسین جتنا فاصلہ بھی مٹ گیا ہو اور معبود کی اپنے عبد پر محبّ کی اپنے حبیب پر، خالق کی اپنے خلیل پر خاص توجہ، خصوصی عنایات اور درجات کی بلندی کے اپنے جوبن پر ہوتے ہوئے گناہگار اُمت کو یاد رکھا۔ قبر کی گہرائی میں رکھے جاتے وقت امت کو نہ بھلایا ہو بلکہ یہ ارشاد ہو کہ: قیامت کے دن اللہ کریم اپنے ہر ایک نبی علیہ السلام کو ایک تخت عطا فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا ہر نبی اس تخت پر سوار ہو جائیگا مگر میں اپنے تخت پر سوار نہ ہوں گا کہ کہیں وہ مجھے اڑا کر جنت میں لے جائے اور میری امت پریشان ہو۔ اپنی امت بلکہ اللہ جلّ مجدہٗ کی ساری مخلوق سے بے حد پیار کرنے والے، سب پر ترس کھانے والے، سب کا خیال رکھنے والے سے اللہ جلّ مجدہٗ نے فرمایا کہ، جب آپ کا کوئی امتی فوت ہو جائے تو ''صَلِّ عَلَيْهِمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ'' (القرآن) ان کی نماز پڑھئے اور ان کے حق میں بخشش کی دعائیں مانگئے۔ مزید برآں آپ ﷺ وفات پانے والے صحابی رضی اللہ عنہ کی قبر پر قیام بھی فرماتے۔ یعنی آپ ﷺ تین عمل فرماتے۔ ۱- نماز، ۲- دعا، ۳- قبر پر قیام۔ آپ ﷺ نے جب منافقین کے لئے یہ عمل فرمائے تو پروردگار عالمین نے ان مقام مصطفیٰ، شان مصطفیٰ، عزت و توقیر مصطفیٰ ﷺ یعنی فرمان باری تعالیٰ ''وتعزروہ وتوقروہ'' سے نا آشنا خالی کلمہ پڑھ کر اور ظاہری اطاعت پر اکتفا کرنے والوں کے لئے اپنے محبوب کریم ﷺ کو ان کے حق میں ان تینوں اعمال سے یوں روک دیا کہ فرمایا: ۱- لَا تُصَلِّ عَلَيْهِمْ (القرآن) یہ مر جائیں تو آپ ان کی نماز نہ پڑھئے۔ ۲- فرمایا: اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (القرآن) ترجمہ: اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی بخشش طلب کریں گے اللہ جلّ مجدہٗ انہیں ہرگز ہرگز نہ بخشے گا۔ ۳- ارشاد ہوا: لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (القرآن) ان کی قبر پر نہ کھڑے ہوں۔

گویا منافقین کے لئے نہ نماز، نہ دعا اور نہ ہی قبر پر قیام

نماز جنازہ کی ادائیگی میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف دعائیں امت کو ملی ہیں چار تکبیرات تو متفقہ ہیں۔ بعض نے پہلی تکبیر کے بعد حمد پڑھی، بعض نے سورہ فاتحہ بھی تلاوت کی۔ احناف کے نزدیک نماز جنازہ کی ادائیگی کا وہ طریق مروج ہے۔ جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاہ نجاشی کی نماز جنازہ کی ادائیگی کے وقت امت کو عطا فرمایا: یعنی پہلی تکبیر کے بعد ثناء دوسری کے بعد صلوٰۃ، تیسری کے بعد دعا اور چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دینا۔ اس میں تیسری تکبیر کے بعد درج ذیل دعا پڑھی جاتی ہے۔

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثٰنَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ"

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے زندوں کو، ہمارے مُردوں کو، ہمارے حاضرین کو ہمارے غائبین کو، ہمارے چھوٹوں کو، ہمارے بڑوں کو، ہمارے مَردوں کو اور ہماری عورتوں کو بخش دے، اے اللہ! تو ہم میں سے جسے زندگی عطا کرے اسلام پر عطا کر اور ہم میں سے جسے وفات دے ایمان پر فوتیدگی عطا فرما۔

دعائے مذکورہ کے علاوہ دیگر متعدد دعائیں بھی محدثین و محققین نے بیان کی ہیں جن میں سے نمونے کے طور پر ایک دعا ذکر کی جاتی ہے۔

موطا امام مالک علیہ الرحمۃ میں ہے۔ حضرت یحییٰ بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم سے مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ سعید بن ابی سعید المقری رحمۃ اللہ علیہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سیّدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ: ہم نماز جنازہ کیسے پڑھیں تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "انا لعمر اللہ اخبرك" اللہ کی قسم! میں تمہیں مطلع کرتا ہوں، میں اس کے اہل سے اس کی پیروی کرتا آ رہا ہوں پس جب جنازہ رکھ دیا جاتا ہے تو میں تکبیر کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ پھر کہتا ہوں:

"اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ، وَابْنُ اَمَتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهٖ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ" (جلاء الافہام ص ۱۸۰)

ترجمہ: اے اللہ! یقیناً یہ تیرا بندہ ہے، تیرے بندے اور تیری باندی کا بیٹا ہے۔ یہ گواہی دیا کرتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً حضرت محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور تو اس سے بخوبی آگاہ ہے۔ اے اللہ! اگر یہ نیکوکار تھا تو اس کی بھلائیوں میں اضافہ فرما اور اگر بدکار تھا تو اس کی برائیوں سے صرف نظر فرما، اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں آزمائش میں نہ ڈال۔

اس کی تخریج اسماعیل قاضی اور امام مالک نے کی ہے۔ میت کے لئے دعا کے ضمن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو مدنظر رکھ کر کتنا اہتمام کرتے تھے۔ اس کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جو ہمیں سیّدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے عطا کیا ہے۔

ابو ذر الھروی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابوالحسن بن ابی سہل السرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابوعلی احمد بن محمد بن رُزین رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ ہم سے علی بن خشرم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے انس بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسماعیل بن رافع رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ایک شخص سے بیان کیا۔ جس نے کہا کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ سیّدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کوئی جنازہ لایا جاتا تو وہ لوگوں کا استقبال کرتے اور فرماتے کہ اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے:

"لِكُلِّ مَائَةٍ اُمَّةٌ، وَلَمْ يَجْتَمِعْ مِائَةٌ لِمَيِّتٍ فَيَجْتَهِدُوْنَ لَهٗ فِي الدُّعَاءِ اِلَّا وَهَبَ اللّٰهُ ذُنُوْبَهٗ لَهُمْ، وَاِنَّكُمْ جِئْتُمْ شُفَعَاءَ لِاَخِيْكُمْ، فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ"

(جلاء الافہام ص ۱۸۰)

ترجمہ: ہر سو آدمی ایک جماعت ہیں اور کسی میت کے لئے جب سو آدمی جمع ہو کر اس کے حق میں بڑی توجہ سے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی بدولت اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور یقیناً تم اپنے بھائی کے سفارشی بن کر آئے ہو پس دعا میں خوب خوب کوشش کرو۔

نماز جنازہ کی ادائیگی سے قبل یہ تقریر فرماتے حدیث رسول ﷺ سناتے اس کے بعد قبلہ رخ ہوتے اگر مرد کا جنازہ ہوتا تو اس کے درمیان کھڑے ہوتے اور اگر عورت ہوتی تو اس کے کندھوں کے مقابل کھڑے ہوتے، پھر فرماتے:

"اَللّٰھُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ، اَنْتَ خَلَقْتَهٗ، وَاَنْتَ هَدَيْتَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهٗ، وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسَرِيْرَتِهٖ وَعَلَانِيَتِهٖ، جِئْنَا شُفَعَاءَ لَهٗ، اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَجِيْرُ بِحَبْلِ جِوَارِكَ لَهٗ، فَاِنَّكَ ذُوْوَفَاءٍ وَذُوْ رَحْمَةٍ اَعِذْهُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ جَهَنَّمَ، اَللّٰھُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهٖ، اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ وَاَلْحِقْهُ بِنَبِيِّهٖ" (جلاء الافہام ص ۱۸۰)

ترجمہ: اے اللہ! تیرا بندہ، تیرے بندے کا بیٹا ہے، تو نے اسے پیدا کیا اور تو نے ہی اسے اسلام کی طرف رہنمائی عطا کی اور تو نے ہی اس کی روح قبض فرمائی ہے اور تو اس کے ظاہر اور باطن کو خوب جانتا ہے، ہم اس کے حق میں سفارشی بن کر آئے ہیں۔ اے اللہ! ہم اس کے حق میں تیرے پڑوس کی رسی میں پناہ ڈھونڈ تے ہیں، یقیناً تیری ذات وفا اور رحمت والی ہے، اسے قبر کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے پناہ عطا کر۔ اے اللہ! اگر یہ نیکوکار ہے تو اس کی نیکیوں میں اضافہ فرما اور اگر گنہگار ہے تو اس کی برائیوں سے درگزر فرما۔ اے اللہ! اس کی قبر منور فرما اور اسے اپنے نبی علیہ السلام سے مِلا دے۔

راوی کہتے ہیں کہ آپ جب تکبیر کہتے تو یہ دعا مانگتے اور جب آخری تکبیر ہو جاتی تو پھر اسی طرح دعا مانگتے، پھر کہتے۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى اَسْلَافِنَا وَاَفْرَاطِنَا، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ"

اس دعا کے بعد آپ تشریف لے جاتے۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نماز جنازہ کی ادائیگی کے وقت اور مجالس میں یہی سکھایا کرتے تھے۔

نماز جنازہ کے علاوہ رسول اللہ ﷺ قبر پر قیام فرماتے اور میت کی تدفین کے بعد دعائیں مانگا

کرتے تھے۔

یہ بھی بیان ہوا ہے کہ: میت کے حق میں دعا مانگتے وقت حضور سیّد عالم ﷺ پر درود بھیجنے کے ساتھ ساتھ ملائکہ مقربین اور انبیاء ورسل علیہم السلام پر بھی درود بھیجا جائے۔

قاضی نے ''مسائل احمد بن عبداللہ'' کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ: حضرت عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ سے درج ذیل درود پاک بیان کیا ہے۔

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَلَائِکَتِكَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَاَنْبِیَائِكَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاَھْلِ طَاعَتِكَ اَجْمَعِیْنَ مِنْ اَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ، اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر''

نماز جنازہ کی ادائیگی میں درود پاک کی اہمیت کے ذکر کے بعد یہ انتہائی مناسب موقع ہے کہ نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد اہل ایمان کا دعا مانگنا شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟ کا بیان ہو۔

اہل ایمان کے لئے یہ بات انتہائی تکلیف دہ ہے کہ فقہی مسائل میں حنفی علماء متحد و متفق نہ ہوں جبکہ دونوں اہل سنت و جماعت ہونے کے دعویدار ہوں، ان کے اختلافات قوم کے لئے کس قدر نقصانات کے حامل ہیں اس کا دونوں فریق آج تک اندازہ ہی نہیں لگا سکے۔

اختلافات کو سنجیدگی کے ساتھ کم کر کے اتحاد اُمت کی جانب بڑھنے کی بجائے نادانستہ ایسے اقدامات ہو رہے ہیں کہ جن کی تباہ کاریوں کے تصور سے ہی کلیجے منہ کو آتے ہیں۔ اے اللہ! اہل سنت وجماعت کے علماء کو دین کی حقیقی سمجھ اور امت کے درد کی آشنائی عطا فرما۔ آمین بجاہ حبیبک الکریم ﷺ۔

نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد دعا

دعا کے ضمن میں پرودگار عالمین کا ارشاد ہے:

''اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ'' (البقرۃ آیت ۸۶)

ترجمہ: میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں، جب بھی وہ مجھ سے دعا مانگے۔

اس آیت مبارکہ میں واضح کر دیا گیا ہے کہ دعا مانگنے کا جو بھی موقع میسر آئے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے کسی بھی دعا کے موقع پر دعا کے جواز کی دلیلیں ڈھونڈھنا اس آیت کریمہ کے منافی ہے۔ جب دعاؤں کو قبول فرمانے والا وقت کی قید سے دعاؤں کو آزاد فرما رہا ہے تو ہم اہل ایمان کو دعا کے ضمن میں

الجھنا زیب نہیں دیتا۔ صحاح ستہ کی مشہور کتاب ابو داوٗد ج ۲ ص ۴۵۶ م، ابن ماجہ ص ۱۰۹ پر اور مشکوٰۃ شریف کے ص ۱۴۶ پر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان اقدس درج ہے:

''عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَہُ الدُّعَاءَ''۔

ترجمہ: سیّدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: جب تم میت پر نماز پڑھ چکو تو اس کے لئے دعا کو خوب خالص کرو۔

اس حدیث مبارکہ کا یہ ترجمہ کرنا کہ ''جب میت پر نماز پڑھنے لگو تو دعا کو اس کے لئے خالص کرو'' قواعد کی رو سے درست نہیں کیونکہ حرف ''ف'' تعقیب یا تراخی کے لئے آتا ہے۔ اس کی وضاحت قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ سے بخوبی سمجھ میں آجائے گی۔ اللہ جلّ مجدہٗ کا ارشاد ہے کہ ''فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا'' (الاحزاب آیت ۵۳) ترجمہ: پس جب کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ، یعنی اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ۔

حضور سیّد عالم ﷺ کے ارشاد مبارک کی تشریح کرتے ہوئے اپنے عصر کے امام، محدث، مفسر، محقق، ادیب اور عالم بے بدل علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو داوٗد کے حاشیے ''مرقاۃ الصعود علیٰ حاش ابی داوٗد ج دوم ص ۴۵۶'' میں لکھا کہ جو دعا ہم نے نماز جنازہ میں پڑھی یعنی ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا الخ'' اس میں تمام اہل ایمان کے لئے بخشش مانگی گئی وہ خاص میت کے لئے نہیں، لہٰذا حضور سیّد عالم ﷺ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے نماز ادا کرنے کے بعد میت کیلئے خصوصی دعا مانگی جائے۔

تمام محدثین اس امر پر متفق ہیں کہ سرور کائنات، فخر موجودات ﷺ نے شاہ حبشہ اصحمہ رضی اللہ عنہ یعنی نجاشی کی نماز جنازہ مدینہ منورہ میں پڑھائی تو نماز ختم کرنے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا۔ ''اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ'' ترجمہ اپنے بھائی کے لئے بخشش طلب کرو۔

اسی طرح فقہ کی مسلم اور قابل قدر کتاب ''المبسوط'' جسے شمس الآئمہ علامہ سرخسی نے تحریر کیا ہے اس کی جلد دوم کے صفحہ ۶۷ پر درج ہے کہ سیّدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازے میں اس وقت پہنچے کہ نماز ادا کر دی گئی تھی۔ دور سے آواز دی کہ ''اِنْ سَبَقْتُمُوْنِیْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالدُّعَاءِ لَہٗ'' ترجمہ: اگر تم نے اس میت پر مجھ سے پہلے نماز پڑھ لی ہے تو اس کے حق میں دعا کے لئے تو مجھ سے پہل نہ کرو۔

''مصنف ابن ابی شیبۃ، ج ۳ ص ۲۱۲ پر درج ہے۔

''حَدَّثَنَا عَلی بن مسهر عن الشیبانی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ عَنْ عُمَيْرٌ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ بن سعيد قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى يَزِيْدِ بْنِ الْمُكَفَّفِ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا ثُمَّ مَشٰى حَتّٰى اَتَاهُ فَقَالَ ''اللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ نَزَلَ بِكَ الْيَوْمَ فَاغْفِرْلَهٗ ذَنْبَهٗ وَوَسِّعْ عَلَيْهِ مَدْخَلَهٗ فَاِنَّا لَانَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْرًا وَّاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ''

ترجمہ: ہمیں حضرت علی بن مسہر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت الشیبانی رحمۃ اللہ سے انہوں نے حضرت عمیر بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ یزید بن المکفف رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی۔ انہوں نے ان پر چار تکبریں پڑھیں پھر چلے یہاں تک کہ ان کے پاس آئے اور فرمایا: اے اللہ! تیرا بندہ ہے تیرے بندے کا بیٹا ہے، آج یہ تیرے پاس آیا ہے اس کے گناہ معاف فرما اور اس کی جائے قیام کو وسیع فرما، ہم اس کے متعلق بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتے اور تیری ذات اسے بخوبی جانتی ہے۔

درج بالا اثر میں ''فاتاہ'' پس آپ اس کے پاس آئے، کے کلمات کتنی خوبصورتی سے واضح کر رہے ہیں کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے یزید بن المکفف کی نماز جنازہ یعنی صَلِّ عَلَيْهِمْ، ان کی نماز پڑھنے پر عمل کرنے کے بعد چل کر میت کے پاس آئے اور ''وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ'' ان کے حق میں بخشش طلب کیجئے پر عمل کر کے امت کو بتایا کہ نماز جنازہ پڑھنے کے بعد میت کے لئے خصوصی دعائیں مانگو۔

ان چند اور مختصر دلائل کی روشنی میں یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ جس طرح نماز پنجگانہ کے اندر دعائیں مانگنے کے بعد دعائیں مانگنا مسنون ہے اسی طرح نماز جنازہ کی ادائیگی کے دوران دعا مانگنے کے باوجود نماز سے فارغ ہو کر میت کے لئے خصوصی دعائیں مانگنا عین سنت ہے اور اگر یہ دعا اول و آخر درود سلام اور درمیان میں ام الکتاب یعنی سورہ فاتحہ ایک بار اور ثلث القرآن یعنی سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھ کر سارے نمازی اپنے مرحوم بھائی کے سفارشی بن کر رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اسکی بخشش کے ملتجی ہونے پر مشتمل ہو تو کیوں نہ رب کریم، رؤف و رحیم، ودود، حنان، منان، دیان، اور سبحان و رحمٰن کو اپنے بندے پر ترس آئے گا۔ اور وہ مرحوم و مغفور ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز

خطبہ جمعہ، عیدین، نکاح اور نماز استسقاء کے مواقع پر صلوٰۃ وسلام کی اہمیت

بعض آئمہ کرام مثلاً امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ علیہما کے نزدیک حضور سیّد عالم ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجے بغیر خطبہ درست نہیں۔

ان علماء کے نزدیک خطبے میں صلوٰۃ وسلام کے واجب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" (الانشراح آیت ۴) ترجمہ: اور ہم نے آپ کے لئے آپ کے ذکر کو بلند فرما دیا۔ سیّدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو رفعت بخش دی ہے۔ اس لئے جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوگا اس کے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہوگا (جلاء الافہام ص ۱۸۱) ہر خطبے میں چونکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و صمدیت کا ذکر ہوتا ہے اس لئے اس میں رسول اللہ ﷺ کا بھی ذکر پاک ہونا قطعی ہے۔

حضرت یونس رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیبان رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سورہ الانشراح میں جو وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ آیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ جلّ مجدہٗ نے آپ کے ذکر پاک کو دنیا و آخرت میں رفعت عطا فرما دی ہے۔ لہٰذا ہر خطبہ توحید و رسالت کی گواہی سے ہی شروع ہوتا ہے اور اس ضمن میں حضرت عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن عون رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ہُشیم رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت جُویر رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ فرما کر یہ اعلان فرمایا ہے کہ: "اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيْ" ترجمہ جب میرا ذکر ہوگا تو اس کے ساتھ ہی تمہارا ذکر ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اعلان کے بعد کوئی خطبہ اور نکاح ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کے بغیر جائز ہی نہیں۔

خطبے میں حضور سیّد عالم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کی مشروعیت کے ضمن میں سیّدنا حضرت علی کرم اللہ

وجہ کے عمل کو بھی اہل علم نے دلیل بنایا ہے اور وہ عمل یہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے منصور بن ابی مزاحم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حضرت خالد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ عون بن ابی جحیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میرے والد سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپاہیوں میں سے تھے اور وہ منبر کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ سیّدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجا اور فرمایا کہ: اس امت کے سب سے بہتر انسان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں اور دوسرے سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے بھلائی رکھ دیتا ہے۔

(جلاء الافہام ص ۱۸۲)

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہما اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے بے شمار آثار سے تواتر کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ وہ خطبات میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد صلوٰۃ وسلام کا بھی اہتمام فرماتے تھے اور میرا ذوق تو یہ کہتا ہے کہ ورفعنا ماضی مطلق ہے۔ یعنی جب سے زمانہ کو وجود ملا تب سے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر موجود چلا آرہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

ختم قرآن حکیم و مجید کے وقت صلوٰۃ وسلام کا اہتمام

قرآن حکیم آسمانی رشد وہدایت کی آخری جامع اور محفوظ کتاب ہے اس لاریب کتاب کی حفاظت کا ذمہ اللہ جلّ مجدہٗ نے لیا۔ اسے یاد کرنے کے لئے آسان بنایا اور حفاظت کا ایک ظاہری سامان یہ ہے کہ مسلسل اس کی تلاوت ہوتی رہتی ہے۔ افرادا کیلے بھی اس کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کے ختم کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔ اس کی تلاوت کے آغاز کے وقت اور اس کے ختم پر حضور سیّد عالم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا درحقیقت اس نعمت عظمیٰ کے رسول اللہ ﷺ کے تصدق اور واسطے سے ملنے پر رب تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے مترادف ہے اور یہ عمل اللہ جلّ مجدہٗ اور اس کے ذی شان رسول ﷺ کو پسند اور مقبول ہے۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ قرآن حکیم ختم کرنے پر نص لائے ہیں یعنی اسے احادیث مبارکہ سے ثابت کیا ہے اور دعا کا جو بھی موقع ہو وہ صلوٰۃ وسلام کے بغیر ادھورا اور نامکمل ہے۔ سیّدنا حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوالحارث کی روایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سیّدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قرآن حکیم ختم فرماتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع فرماتے اور حضرت یوسف بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے متعلق فرمایا کہ: ایک آدمی سے پوچھا گیا کہ کیا وہ ختم قرآن کے وقت لوگوں کو جمع کر کے دعا کرتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہاں! کیونکہ میں نے سیّدنا حضرت معمر رضی اللہ عنہ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

حضرت ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ''فضائل القرآن'' میں حضرت حکم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ میری طرف حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور عبدہ بن ابی لبابہ رحمۃ اللہ علیہ نے آدمی بھیجے کہ ہم قرآن پاک کا ختم کرانا چاہتے ہیں اور یہ کہا جاتا تھا کہ ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر انہوں نے دعائیں کیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جس کسی نے قرآن پاک ختم کیا اس کے لئے ایک مقبول دعا ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ختم قرآن کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

حضرت ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''فضائل القرآن'' میں حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص اپنے ساتھیوں کے پاس شروع سے لے کر آخر تک قرآن حکیم کی قرأت کرتا، سیّدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے آدمیوں کے ذریعے اس سے باخبر رہتے۔ جب وہ شخص قرآن پاک ختم کرنے کے نزدیک ہوتا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کے ہاں تشریف لائے اور ختم قرآن کی تقریب میں شرکت فرماتے۔ (جلاء الافہام ص ۱۹۸)

امام ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی درود وسلام سے متعلق مایہ ناز کتاب ''جلاء الافہام'' میں ختم قرآن پاک کے وقت صلوٰۃ وسلام کی ادائیگی کے متعلق مستقل باب باندھ کر بہت عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اگرچہ انہوں نے صرف اس بات کو مدنظر رکھا ہے کہ ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور دعا کی قبولیت کے لئے اول وآخر صلوٰۃ وسلام ہو تو قبول ہوگی ورنہ نہیں۔

میں مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرواؤں گا کہ ختم قرآن کی نعمت قرآن حکیم کی بدولت ہمیں میسر آئی اور قرآن حکیم درحقیقت نطق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا ہے۔ اگر لب مصطفیٰ حضرت جبرائیل کی آمد پر کھلے تو قرآن اور بلا واسطہ جبرائیل علیہ السلام کھلے تو حدیث، یہ نعمت عظمیٰ جن کے توسل سے امت کو ملی ان پر صلوٰۃ وسلام کس اہتمام اور اہمیت کے ساتھ بھیجا جائے۔ اس کا حق ادا کرنا کسی کے بس میں نہیں، مبارک ہیں وہ لوگ جو ختم قرآن حکیم کی ہر محفل میں کھڑے یا بیٹھے صلوٰۃ وسلام کا خوب خوب اہتمام کرتے ہیں۔

رہی یہ بات کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا کرتے تھے؟ تو بصد ادب عرض ہے کہ ہجرت مدینہ کے بعد جب قرآن بھی مدنی ہوگیا مکہ مکرمہ میں بھی نازل ہونے کے باوجود بھی وہ مدنی کہلائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک سے لے کر آج تک مسجد نبوی میں ہر فرض نماز کی ادائیگی کے بعد کیا ہو رہا ہے؟ کیا اس عمل کو دنیا کے جس جس گوشے میں اہل ایمان آباد ہیں وہاں ہاں بجالانے سے ممانعت کا کوئی حکم کسی کے پاس ہو تو وہ ضرور اہل ایمان کو دکھائے اور بتائے کہ دیکھو فلاں صحابی رضی اللہ عنہ نے، فلاں تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے، فلاں تبع تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا کرنے سے روکا ہے۔ لہٰذا مدینہ منورہ کے علاوہ دنیا کے کسی گوشے میں اہل ایمان مسجد نبوی میں ہر نماز کے بعد بھیجنے والے صلوٰۃ وسلام کی مانند سلام نہ بھیجیں۔

آیئے! میں امام ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ کے دیئے گئے حوالوں سے چند باتیں آپ کے سامنے پیش

کروں، کتاب مذکور کے صفحہ ۱۹۴ پر یہ عبارت درج ہے۔ امام مذکور اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں کہ سرور کائنات ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''جو شخص مجھ پر میرا نام سن کر درود نہ بھیجے وہ بخیل ہے اس نے مجھ پر جفا کی'' وغیرہ وغیرہ کی تشریح کرتے ہوئے مختلف دلائل لائے ہیں کہ ایسا کرنا واجب ہے یا مستحب، بہرکیف وہ لکھتے ہیں

''أَنَّ مِنَ الْمَعْلُوْمِ الَّذِیْ لَا رَیْبَ فِیْهِ، اَنَّ السَّلْفَ الصَّالِحِ الَّذِیْنَ هُمُ الْقُدْوَةُ لَمْ یَکُنْ اَحَدُهُمْ کُلَّمَا ذُکِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ یَقْرِنَ الصَّلٰوةَ عَلَیْهِ بِاِسْمِهٖ، وَهٰذَا فِیْ خِطَابِهِمْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاِنَّهُمْ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ، یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مُقْتَصِرِیْنَ عَلٰی ذٰلِكَ وَرُبَمَا کَانَ یَقُوْلُ اَحَدُهُمْ، ''صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ'' وَهٰذَا فِی الْاَحَادِیْثِ ظَاهِرٌ کَثِیْرٌ''

ترجمہ: یہ بات کسی شک وشبہ کے بغیر معلوم ہے کہ یقیناً سلف صالحین جو کہ نمونہ ہیں ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کا جب بھی نام سنتا فوراً آپ کے نام کے ساتھ آپ پر صلوٰۃ بھیجتا۔ پس وہ کہا کرتے: یارسول اللہ ﷺ! اس پر اکتفا کرتے ہوئے اور اکثر اوقات تو وہ کہتے ''صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدٌ'' اور یہ بات احادیث مبارکہ میں خوب خوب ظاہر ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۲۰۰ پر یہ اثر بھی درج ہے۔

''قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ حَاتِمِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ، حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِیْدِ بْنِ یَحْیَی بْنَ سَعِیْد رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ الْقَطَّان حَدَّثَنَا عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ، قَالَ سَمِعْتُ سُفْیَانَ بْنِ سَعِیْدِ الثَّوْرِیِّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ مَالَا أُحْصِیْ، اِذَا اَرَادَ الْقِیَامُ یَقُوْلُ صَلَّی اللّٰهُ وَمَلَائِکَتُهٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَنْبِیَاءِ اللّٰهِ وَمَلَائِکَتِهٖ (ص۲۰۰)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے حضرت ابوسعید بن یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت عثمان بن عمر نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت سفیان بن سعید الثوری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا جسے میں کما حقہ بیان نہیں کرسکتا کہ جب انسان قیام کا ارادہ کرے تو یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضرت محمد ﷺ پر اور اللہ کے نبیوں اور اس کے فرشتوں پر رحمت بھیجے۔

گناہ سرزد ہو جانے کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے وہ گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور معاشی تنگدستی دور ہوتی ہے

امام ابن قیم الجوزیۃ (جلاء الافہام کے صفحہ ۲۰۵ پر لکھتے ہیں کہ حضرت ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں لکھا کہ ہم سے حضرت الحسن بن البزار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت شبابہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے حضرت مغیرہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا اور انہوں نے سیّدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھ پر درود بھجو یقیناً مجھ پر درود بھیجنا تمہارے حق میں کفارہ ہے تو جو کوئی بھی مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے"۔

انہیں حضرت ابن عاصم نے حضرت ابو کاہل رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بھی درج کی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: اے ابو کاہل رضی اللہ عنہ جو کوئی بھی مجھ پر ہر دن میں تین مرتبہ اور ہر رات میں تین مرتبہ میری محبت اور شوق سے سرشار ہو کر درود بھیجے گا تو اس کا اللہ جلّ مجدہٗ پر حق ہو گا کہ وہ اس کے اس رات اور اس دن کے تمام گناہوں کو بخش دے۔ اس حدیث مبارکہ کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکبیر" میں اسی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اپنے ایک ارشاد مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

"صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَيَّ زَکَاۃٌ لَّکُمْ" (مسلم، ابوداؤد، نسائی وغیرہم)

ترجمہ: مجھ پر درود بھیجو یقیناً مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے زکوٰۃ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درود بھیجنے کو امتی کے لئے زکوٰۃ قرار دے کر احسان عظیم فرمایا ہے کیونکہ جس طرح زکوٰۃ انسان کے لئے اس کے مال میں میل کچیل کی پاکیزگی کا، ستھرائی کا اور نفاست کا ذریعہ بنتی

ہے اسی طرح سرور دو جہاں، امام عالمیاں اور سرور رسولاں ﷺ پر درود بھیجنا، درود بھیجنے والوں کے حق میں زکوٰۃ بن کر اس کے گناہوں کی میل کچیل کو دور کر کے نفس کو طہارت عطا کر کے اس کے لئے فضائل و کمالات کے دروازے کھول دیتا ہے اور یہ حقائق واضح کر رہے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ سلام بھیجے بغیر کسی کو بھی روحانی کمال اور مدارج کی بلندی کا نصیب ہونا ناممکن ہے۔

حضرت جابر بن سمرۃ السوائی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بارگاہ کریمانہ میں موجود تھے کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ کون سے اعمال ہیں جو اللہ عزوجل کا قرب عطا کرتے ہیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: سچی بات کہنا اور امانت ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمیں اور زیادہ عطا فرمائیے۔ فرمایا: ''کثرت سے ذکر کرنا اور مجھ پر درود بھیجنا غربت کو بھگا دیتا ہے'' میں نے عرض کیا اور عطا فرمائیے تو فرمایا: ''کہ جو شخص لوگوں کا امام بنے تو چاہئے کہ نماز کو ہلکا کرے کیونکہ ان میں بوڑھے، بیمار، کمزور اور ضرورتمند ہوتے ہیں'' (جلاء الافہام ص ۲۰۶) بعض محدثین نے اس حدیث مبارکہ کو ضعیف بھی بتایا ہے۔ اس ارشاد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم سے ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا نہ صرف روحانی کمالات وفضائل و درجات کا موجب ہے بلکہ معاشی اعتبار سے بھی انسان کو آسودگی وخوشحالی عطا کرتا ہے۔ اس ضمن میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ حدیث مبارکہ جس کے راوی سیّدنا حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہیں بھی پڑھیے اور خوب خوب روح کو قلب کو، دماغ کو بلکہ اپنے ایمان کو حلاوت، لذت اور راحت عطا کیجئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور غربت اور معاشی تنگدستی کا ذکر کیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

"اِذَا دَخَلْتَ مَنْزِلَكَ فَسَلِّمْ اِنْ كَانَ فِيْهِ اَحَدٌ اَوْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ اَحَدٌ، ثُمَّ سَلِّمْ عَلَيَّ وَاقْرَأْ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ٥ الاخلاص مَرَّةً وَّاحِدَةً" (جلاء الافہام ص ۲۰۹)

ترجمہ: جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو اس میں کوئی ہو یا نہ ہو تو سلام کر پھر مجھ پر سلام بھیج اور ایک بار سورہ اخلاص پڑھ۔

اس آدمی نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق اتنا بڑھا دیا کہ اس کے رشتے دار اور ہمسائے بھی اس سے مستفید ہوئے۔

سبحان اللہ! کشائش رزق کا کیا خوبصورت نسخہ عطا ہوا ہے

یہاں پر چند امور کی طرف متوجہ ہونا بہت ضروری ہے۔

۱-آپ ﷺ نے سوالی کو حکم دیا کہ جب بھی وہ گھر میں داخل ہو وہاں کوئی ہو یا نہ ہو وہ ضرور سلام کرے۔ موجود ہونے پر سلام کرنا تو واضح ہے اور گھر میں کسی کے موجود نہ ہونے پر سلام کرنا اس لئے ہے کہ خود داخل ہونے والے کے ساتھ فرشتے ہیں اور اہل ایمان کے گھروں میں رحمت کے فرشتے موجود ہوتے ہیں اس لئے سلام کرنا چاہئے۔

۲-آپ ﷺ نے سوالی سے فرمایا کہ: ثُمَّ سَلِّمْ عَلَيَّ یعنی پھر مجھ پر سلام بھیج یہاں یہ نہیں فرمایا کہ: ثُمَّ صَلِّ عَلَيَّ، پھر مجھ پر درود بھیج۔ اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو جو سلام سکھلایا ہے وہ ہے ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ'' یہی وہ سلام ہے جو سرور کائنات ﷺ نے نماز میں تشہد کے اندر پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ گویا رزق کی کشادگی کے لئے بھی اور ایسے بھی برکات کے حصول کے لئے اہل ایمان کو تعلیم دی گئی کہ وہ گھر میں داخل ہوتے وقت اہل خانہ کے موجود ہونے اور نہ ہونے دونوں صورتوں میں پہلے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہیں اور اس کے بعد کہیں ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ'' علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس کی توجیہہ بھی بڑی خوبصورت بیان فرمائی کہ مومن سلام بھیجے کیونکہ ''رُوْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَوْجُوْدٌ فِيْ بُيُوْتِ الْمُسْلِمِيْنَ'' نبی اکرم ﷺ کی روح پاک اہل ایمان کے گھر ہمہ دم موجود رہتی ہے۔

۳-ایسی تعلیم عطا کرنے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جانوں کا ان سے بڑھ کر مالک بنا دیا ہے وہ ان پر رؤف ہیں، رحیم ہیں۔ لہٰذا جب اہل ایمان اس رحمۃ للعالمین اور رؤف و رحیم آقا علیہ السلام پر سلام بھیجتے ہیں تو اسکی برکت سے اللہ کریم اس گھر میں خیر و برکت نازل فرماتا ہے۔ جس سے نہ صرف غربت و افلاس دور ہوتے ہیں بلکہ وہ گھر ناگہانی آفات و بلیات اور نحوستوں اور ناچاکیوں سے بھی محفوظ ہو جاتے ہیں۔

۴-سورہ اخلاص کو تو ثلث القرآن کہا گیا ہے۔ اس کی برکات کو نہ کوئی گن سکا ہے اور نہ کبھی گن سکے گا۔ اس سورہ مبارکہ سے محبت کرنے والے کو اللہ جل شانہ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کی محبت نصیب ہوتی ہے اور اس محبت کا ثمر دنیا و آخرت کی ہمہ جہتی فلاح ہے۔

حضور نبی اکرم رحمت عالم ﷺ کی زیارت کے لئے نسخہ عجیبہ

ہرنماز کے بعد سورہ توبہ کی آخری دوآیات "لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ الخ" پڑھ کر تین مرتبہ پڑھنا
"صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ (ﷺ)"

کائنات میں شاید ہی کوئی ایسا اہل ایمان ہو جو یہ تمنا اور تڑپ نہ رکھتا ہو کہ اسے اپنے آقا و مولیٰ سرور کائنات ﷺ کی زیارت نصیب ہو۔ بعض اہل ایمان یہ شرف پانے کے لئے کیا کیا جتن کرتے ہیں اس سے بے شمار کتب بھری پڑی ہیں۔

حضور سیّد عالم ﷺ کی خواب میں زیارت بھی جاگنے کے مترادف ہے۔ علماء اسلام نے بڑی صراحت کے ساتھ اس امر کی نشاندہی فرما دی ہے کہ خواب میں حبیب کبریا ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے والا مومن حقیقتاً آپ ﷺ کی زیارت سے ہی فیضیاب ہوتا ہے۔ کیونکہ خود رسالت مآب ﷺ کا یہ ارشاد علماء نقل کرتے چلے آرہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "جس نے خواب میں میری زیارت کی اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت کی مثال میں نہیں آسکتا"۔

گویا رب العزت نے شیطان کو کھلی چھٹی دی کہ وہ جو چاہے روپ دھارتا پھرے مگر حبیب رب العالمین ﷺ کی شکل کبھی بھی نہ بنا سکے۔

مندرجہ بالا نسخہ ہمیں امام ابن قیم الجوزیۃ رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے۔ انہوں نے "جلاء الافہام" کے صفحہ ۲۱۲ پر ایک فصل باندھی ہے۔ جس کا عنوان ہے۔

"اَلْمَوَاطِنُ الْخَامِسُ وَالثَّلَاثُوْنَ مِنْ مَوَاطِنِ الصَّلٰوۃ عَلَیْهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَقِیْبَ الصَّلٰوت"

یعنی نمازوں کے بعد آپ ﷺ پر صلوٰۃ بھیجنا۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حافظ ابوموسیٰ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے بیان کیا اور انہوں نے اس حکایت کے

علاوہ جسے کہ ابو موسیٰ المدینی نے بیان کیا ہے اور کچھ بیان نہیں کیا۔

انہوں نے عبدالغنی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کے طریق پر بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حضرت اسماعیل بن احمد بن اسماعیل الحاسب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ابوبکر محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی انہوں نے کہا کہ میں ابوبکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اسی اثناء میں حضرت امام شبلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ان کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان کو گلے لگایا۔ (معانقہ کیا) اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا! اے میرے آقا (یا سیدی)! آپ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہ رویہ اپنا رہے ہیں جبکہ آپ کا اور بغداد کے تمام لوگوں کا خیال ہے کہ (معاذ اللہ) حضرت امام شبلی رحمۃ اللہ علیہ دیوانے ہیں۔ تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ: میں نے ان کے ساتھ وہ کچھ کیا ہے جیسا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ساتھ کرتے دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اسی دوران حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے قیام فرما ہوئے اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہ سلوک روا فرما رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ نماز پڑھنے کے بعد سورہ توبہ کی آخری دو آیات

"لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○"

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تم میں سے ذیشان رسول تشریف لائے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے تمہاری بھلائی کے بہت زیادہ چاہنے والے اہل ایمان کے ساتھ کمال مہربان، نہایت رحم دل۔ پس اگر وہ منہ موڑیں تو فرما دیجئے کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

نوٹ: جلاء الافہام کے مصنف نے صرف لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الی آخرہا لکھا ہے۔ میں نے آیات مکمل لکھ کر ترجمہ لکھ دیا ہے تا کہ قاری کو بات سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے"۔ پڑھتا ہے اور اس کے بعد مجھ پر درود بھیجتا ہے اور ایک اور روایت میں ہے "کہ یہ (شبلی رحمۃ اللہ علیہ) ہر فرض نماز کے ادا کرنے کے بعد سورہ توبہ کی آخری آیات لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آخر تک پڑھ کر

تین مرتبہ کہتا ہے ''صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)''

راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نماز کے بعد کیا ذکر کرتے ہیں تو انہوں نے یہی بتایا۔ (جلاء الافہام ص ۲۱۲)

آقا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے اور اس کے فوائد و برکات پر بہت بلند پایہ محدثین، مفسرین، محققین اور محبین نے بے شمار اعلیٰ مرتبت کی حامل کتب تحریر فرمائیں اور ان گنت واقعات و حکایات بھی تحریر کیں۔

مگر میں صرف اسی ایک واقعے پر اکتفا کرتے ہوئے اہل ایمان کو متوجہ کروں گا کہ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کردہ مذکورہ بالا واقعے کو مدنظر رکھ کر اپنے رویوں میں تبدیلی لائیں اور عوام الناس کو مسلکی قیود کی بناء پر اسلام سے خارج کرنے سے گریز کرتے ہوئے امام الانبیاء، شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام خواہ بیٹھ کر خواہ کھڑے ہو کر بکثرت بھیجنے کو اپنا شعار بنا کر محبتیں بانٹیں۔ اتحاد پیدا کریں اور پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

مرتب کا تعارف

محمد سعید احمد خان بن شاہ محمد خان بن حسن خان بن احمد خان (اما م بخش) کے آباء واجداد ٹبہ سلطان پور کے مکین تھے زمیندارہ کرتے تھے۔ خاندان کے ایک بزرگ مسمی خدا بخش خان کی خیر پور ٹامی والی کے ایک اللہ کے ولی خواجہ خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور وہ ان سے اتنے متاثر ہوئے کہ عمامہ بدل بھائی بن گئے۔ کچھ عرصے بعد تحصیل میلسی کے موضع جیون کھچی کی ایک زمیندار خاتون اپنے بنجر رقبے کی آبادکاری کے لئے انہیں وہاں لے آئی اور میلسی کے علاقے شیر گڑھ اور عمر کھچی کے درمیان "بستی کلانج" آباد ہوئی۔ یہاں دس شوال الکرم ۱۳۶۳ھ کو میری ولادت ہوئی۔

یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ تحصیل میلسی کے متعدد قصبے اور گاؤں کھچی راجپوتوں کے ہیں جن کی اکثریت زمینداروں کی ہے اور یہ علاقے کے خوشحال ترین لوگ ہیں۔

پرائمری اور مڈل تک کی تعلیم میلسی سے حاصل کرنے کے بعد درس نظامی کی تعلیم متعدد دینی اداروں سے حاصل کرتے ہوئے مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان سے سند فراغ حاصل کی۔ اسلامی یونیورسٹی بہاولپور سے نمایاں پوزیشن کے ساتھ بی اے کرنے کے بعد ایم اے عربی کے لئے اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخلہ لیا اور نامساعد حالات کے باوجود یونیورسٹی میں پہلی پوزیشن لے کر گولڈ میڈل اور سلور میڈل حاصل کیا۔ اگلے سال ایم اے اسلامیات بھی ریگولر نمایاں پوزیشن کے ساتھ پاس کرلیا۔

جون ۱۹۷۰ء سے باقاعدہ کالج میں تدریسی فرائض کی سرانجام دہی کا آغاز کیا اور مختلف گورنمنٹ کالجز میں چھتیس برس تک ملازمت کی۔ اس دوران دسمبر ۱۹۷۸ء سے جون ۱۹۸۰ء تک ریاض یونیورسٹی سعودی عربیہ میں قیام کر کے ماڈرن عربک میں ڈپلومہ بھی حاصل کیا۔

ریڈیو پاکستان کے مختلف پروگرامز مثلاً صراط مستقیم، سوہنی دھرتی پنجاب رنگ اور قومی پروگرام "قرآن

حکیم اور ہماری زندگی'' وغیرہ میں گزشتہ اکتالیس برس سے شرکت جاری ہے۔ پاکستان ٹیلی ویژن کے متعدد پروگراموں میں ایک عرصے تک شرکت رہی۔ اب بھی کبھی کبھار کسی دینی پروگرام میں شرکت کی دعوت مل جاتی ہے۔

جون ۲۰۰۶ء میں سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد جی بلاک سبزہ زار لاہور میں تعلیمی مقاصد کے لئے اپنی ملکیتی عمارت تعمیر کی اور ''لاہور چلڈرن ہائی سکول سسٹم'' اور ''سعید قرآن انسٹیٹیوٹ'' قائم کر کے کام کا آغاز کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کمتر اور کم علم انسان کو تعلیمی میدان میں خدمات بجالانے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین

اپیل

''کتاب ہذا کا مطالعہ کرنے والے ہر اہلِ علم سے اپیل ہے کہ مطالعہ کے دوران کسی بھی قسم کی کوئی غلطی یا کمپوزنگ کی کوتاہی سامنے آئے۔ اس سے مجھ کم علم کو ضرور مطلع فرما کر ممنون ہوں۔ تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔ بہتری کی تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ آپ کی قیمتی آراء اور تجاویز میرے لئے بہت بڑا سرمایہ ہوں گی۔ (مرتب)

اظہارِ تشکر

اللہ جلّ مجدہٗ کے حبیب مکرّم، شفیع معظّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے کہ مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ ۔ ترجمہ: جو لوگوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں، میں انتہائی ممنونیت کا اظہار کرتا ہوں۔ پروفیسر احمد حسن حامد سابق چیئرمین شعبہ اُردو گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور کے لئے کہ جن کی معرفت مدینہ مسجد این بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور کا افتتاح کرنے کا شرف ملا، اور یہ اس خوبصورت مسجد کے نیک دل اور اہلِ محبت نمازیوں سے ایک پُر خلوص تعلق کا سبب بن گیا۔

اہالیانِ این بلاک ماڈل ٹاؤن انتہائی پیارے اور میٹھے بھائی ہیں۔ گزشتہ تقریباً ربع صدی سے اس قابلِ دید ڈیزائن کردہ مسجد کی خطابت کی بدولت مجھے جو سعادتیں میسر آئی ہیں انہیں الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ مسجد انتظامیہ کے ہر فرد نے نمازیوں کو سہولتیں بہم پہنچانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ سماجی خدمات کے ضمن میں بیسیوں خاندانوں میں لاکھوں روپے خرچ کر کے بچیوں کی رُخصتی کے ذریعے آخرت کا توشہ اکٹھا کیا جا رہا ہے۔ مذہبی تقریبات انتہائی جوش وعقیدت سے منائی جاتی ہیں، ہر فرد مسلکی وابستگی کو بالائے طاق رکھ کر اللہ تعالیٰ کے گھر کو آباد کر کے اپنی عاقبت سنوارنے کی دُھن میں مبتلا نظر آتا ہے۔ میری بے پناہ کوتاہیوں کے باوجود مجھے ان سے جو محبت ملی ہے۔ اس کا ایک منہ بولتا ثبوت فخرِ رُسل، دانائے سبل اور مولائے کُل، امام الانبیاء، شافعِ روزِ جزاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے فضائل وبرکات پر مشتمل کتاب ''لمحاتِ سعادت'' ہے۔

اللہ خالق و مالک و رازق جلّ مجدہٗ وعزّ اسمہٗ کی بارگاہِ احدیت وصمدیت میں عرض گزار ہوں کہ وہ ان کی محبتوں کو قبول فرمائے! اور دین ودنیا کی سعادتوں سے بہرہ مند فرماتا رہے، آمین

(مرتب)

قصیدۂ نور

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا ایک اک ستارا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالا نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا
ماہ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

چاند جھک جاتا جدھر اُنگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اِشاروں پر کھلونا نور کا

ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا

اے رضاؔ یہ احمدِ نوری کا فیضِ نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

اُس کی شانِ سعادت پہ لاکھوں سلام

آقاؐ لمحہ جو گذرا تیری یاد میں !!
اُس کی شانِ سعادت پہ لاکھوں سلام

آقاؐ لمحہ جو گذرا تیرے ذکر میں !!
اُس کی عزّ و سعادت پہ لاکھوں سلام

نعتِ آقاؐ ہے بخشش کا اِک راستہ
اِن حروفِ سعادت پہ لاکھوں سلام

نعتِ آقاؐ کی خوشبو ہے جن میں رَچی
اِن حروفِ سعادت پہ لاکھوں سلام

ذکرِ آقاؐ کی خوشبو ہے جن میں سعیدؔ
اِن حروفِ سعادت پہ لاکھوں سلام

نعتِ آقاؐ کی خوشبو ہے جن میں سعیدؔ
اِن حروفِ سعادت پہ لاکھوں سلام

○

رحمتوں کے تاج والے دو جہاں کے راج والے
عرش کی معراج والے عاصیوں کی لاج والے

یا نبی سلام علیک - یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک - صلوٰۃ اللہ علیک

ہوا جب تیرا اشارا کیا چاند کو دو پارا
حق کے تم ہو حق تمہارا عاصیوں کو ہو سہارا

یا نبی سلام علیک - یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک - صلوٰۃ اللہ علیک

اک اور عرض کریں ہم میرے مولا جب مریں ہم
کلمہ آپ کا پڑھیں ہم اور بعد اس کے یہ کہیں ہم

یا نبی سلام علیک - یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک - صلوٰۃ اللہ علیک

از طفیل غوث اعظم بادشاہ ہر دو عالم
صدقۂ امام اعظم دور ہوں سبھی کے رنج و غم

یا نبی سلام علیک - یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک - صلوٰۃ اللہ علیک

اے خدا کے لاڈلے پیارے رسول
یہ سلام عاجزانہ ہو قبول

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے کھچی گردنیں جھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھون سلام

جس طرف اٹھ گئیں دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

دور نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاک گذر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب انکی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام



مدینہ مسجد ماڈل ٹاؤن این بلاک لاہور کا بیرونی دروازہ



مدینہ مسجد کی چھت کے قابل دید مناظر میں سے ایک کی جھلک



مدینہ مسجد ماڈل ٹاؤن این بلاک لاہور کا بیرونی خوبصورت منظر



مدینہ مسجد کی چھت کے اندرونی قابل دید مناظر میں سے ایک کی جھلک



مدینہ مسجد کے اندرونی مناظر میں سے ایک دلکش منظر



یہ تبرکات مرتب کتاب ہذا کو ۲۰۰۶ء میں حج کے دوران مدینہ منورہ میں قیام پذیر احباب نے عطا کئے